دیوان بیدم شاہ وارثی

Scanned with CamScanner

دیوان بیدم شاہ وارثی

Scanned with CamScanner

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسٹار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں شکریہ

Scanned with CamScanner

تقریظ از قلم معجز رقم رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید الا رزاقی القادری فرنگی محل لکھنؤ

غالباً یہ ۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ نبوی کی اکیم کا خاکہ مکمل کر کے شہر کے ندوۃ العلماء کی قدیم عمارت میں مدعو فرمایا اور اپنے اس مبارک و مقدس خیال کو تفصیل سے بیان قطعہ ذیل ایک عجیب پرکیف لحن میں پڑھا تھا جبکہ پڑھنے والے کی سفید و نورانی ریش مبارک کے تر کے ساتھ میرے ایسے جیسے انسان کی بھی آنکھیں نم تھیں مولانا مرحوم نے فرمایا تھا۔

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی ۔۔۔ مجھے چندے مقیم آستان غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرۃ پیغمبر خاتم ۔۔۔ خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

ربِ الارواح نے غالباً اس کے دو ہی سال کے بعد اس مداح رسول کا خاتمہ بالخیر کیا۔ لیکن وہی حی و قیوم ہمارے مخدوم و محترم حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی دام ظلہٗ کو برسوں ان ہی فیوض و برکات کے ساتھ قائم رہتا دیکھے مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے مخدوم بھی چندے آستان غیر پر مقیم رہ کر اب کبھی جمالی سرکار کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجف اشرف میں کاسۂ گدائی لئے اس سے طالب مشکل ہوتے ہیں جو روز ازل سے مشکل کشائی کا ذمہ دار کر دیا گیا تھا اور کبھی اس دین کے زندہ کرنے والے گیلانی حسنی و حسینی سے سرمدی مانگتے ہیں جس کے آستان پاک کے ذروں میں خالق السموٰت والارض نے حیات بخشی و حاجت روائی کی تاثیر رکھی ہے اور اکثر تو اس کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قصیدہ خوانی کرتے ہیں جو ان کی طرح لاکھوں انسانوں کے عقیدہ میں نبی و علی آقائے نعمت و سید بانہ عَلَیْہِمَا وَعَلٰی اٰبَائِہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا وارث روحانی ہے غرض ہمارے مخدوم حضرت بیدم نے ترک نگاہ آشوب عجم، خال ہندو اور زلف کشمیر سب کو چھوڑ کر

بتمام قصائد و غزلیات اور نعتوں کا مرکز خیال اور شانِ نزول شاہد مدینہ حضورؐ رحمۃ للعالمین اور ان کی رحمت کاملہ سے حصہ وافر پانے والے ذوات قدسیہ کو بنا رکھا ہے۔ اسی اس جامی عصر فرزدق وقت اور محبّ زمانہ کے کلام کے بدولت نہ صرف ہمارے علماء اس علمی گرانی ہیں بلکہ حال یہ ہے کہ ہمارے ایسے سرد دل بھی ہنگامی طور پر سہی مگر ایک گرمی محبت محسوس کرتے ہیں روتے ہیں۔ متاثر ہوتے ہیں اور اس جذبہ کو پا لیتے ہیں جو چشتیت کی روح ماحصل حیات مستعار ہے۔

بدقسمتی سے فقیر راقم الحروف کو خود ملک کے اس ایشیا ناز شاعر کے زبان مبارک سے اُن کے کلام بلاغت نظام سننے کا شرف حاصل نہیں ہوا لیکن "سنی" ہوں اس لیے بہت بار قوال کی طرب انگیز محفلوں میں جناب کی نعتیہ غزلیں اور نعتیں اور وہ کلام جو حضرت اسد اللہ الغالب اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہما کی شان اقدس و اطہر میں آپ نے فرمایا ہے اور لطف کے ساتھ سنا ہوں اس لیے میرے لیے یہ مژدہ انبساط روحانی ہو کر آپ کا کلام عنقریب یکجا ہو کر طبع ہونے والا ہے۔

غالباً ہمارے محترم دوسرے حقیقت شناس صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس لیے خود اپنی ذات کو بیدم بنانے کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لاکھوں دل والوں کو بیدم بنا دیں بہتر ہوتا۔ سرود نعت سلامت خجر آزمائی فقیر دل مسرت کے ساتھ بیدم کرنے والے کلام بیدم کا پورے شوق روحانی کے ساتھ ہر دم انتظار اور دم بدم دعا کرتا ہے کہ عشاق و ارباب حقیقت کا یہ ہمدم جلد منصہ شہود پر آئے اور ہمارے افسردہ دلوں کی محفلوں کو دم آخر تک گرم و بحال رکھے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

فقیر شہید انصاری رزاقی قادری

Scanned with CamScanner

تقریظ از کامل الفن نقادِ سخن حضرت علامہ بیخود صاحب مرحوم ایم۔ اے
پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ

حضرت بیدم شاہ وارثی دنیائے شاعری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپکے دلآویز نغمے فضائے ہند میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ کے کلام فصاحت التزام و بلاغت انضمام نے ہمیشہ اہلِ ذوق کو گوش بر آواز پایا آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت سوز و گداز و اثر ہے جس کا راز یہ ہے کہ آپ جگ بیتی اور آپ بیتی بیشتر کہتے ہیں مختصر یہ کہ آپ وہی کہتے ہیں جو آپ کا دل کہتا ہے اور دل کی زبان کا اثر کچھ اہلِ دل ہی جانتے ہیں آپ کی خوشگوئی و مضمون آفرینی و نکتہ سرائی کا اعتراف اُن دقیقہ سنجوں کو ہے جن کی نکتہ رسی پر ایمان لائے بنتی ہے۔ آپ طریق راسخ شعرا پر گامزن اور آجکل کے مضامین سرد و بے ہنگام سے آپ کا سازِ طبیعت خالی ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس پر جتنا ہی شکر کیا جائے کم ہے آپ ہر رنگ پر قادر ہیں گو مضامین تصوف و معتقدات سے آپکا دیوان مالا مال ہے۔ معرفت کے اسرار ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ دل مزے لیتا ہے روح وجد کرتی ہے۔ آپکے اشعار صدق و صفا کے آئینہ دار اور مہر و وفا کے گنجینہ دار ہیں۔ خیالات کی بلندی مضامین کی ندرت طرزِ ادا کی جدت آپکا دم بھرتی ہے۔ نئی ترکیبوں کے ابداع پر قدرت ہے۔ آپ کے عاشقانہ سوز و گداز درد و اثر سے ہمکنار ہیں۔ اشعار عارفانہ میں آپکی فکر لامکاں سیر ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو۔

ہنستے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ ۔۔۔ اب رو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

پہلا مصرعہ کیفیتِ انبساطِ دل کا لاجواب مرقع ہے تو دوسرا مصرعہ انقباضِ دل کی بے مثال تصویر چشمِ بد دور دونوں مصرعے برابر کے ہیں اور کونینِ عشق و ہجر و وصال کی تصویر کا پردہ وصلِ یار میں دنیا کا بہشت بہار بن جانا فراقِ یار میں عالم کا تیرہ و تار ہو جانا اُبھر اُبھر کے

ظاہر ہوتا ہے ہنسنے اور رونے کا تقابل اس برجستگی سے ہوا ہو کہ تصنع کی چھاؤں بھی نظر نہیں آتی

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں — کبھی پیمانہ شیشے سے کبھی شیشے سے پیمانہ

رندانہ مذاق میں قابلِ داد شعر ہے توبہ ٹوٹ چکی برابر شراب ڈھل رہی ہو رندِ عالمِ سرور میں شیشہ و پیمانہ کے ملنے پر سمجھ رہا کہ توبہ کے ٹوٹنے پر عید منائی جا رہی ہے۔ جھک جھک کے ملتے ہیں یہ ایسے الفاظ رکھ دیے ہیں کہ بیان واقعہ نظر آنے لگا ہے۔

یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے — بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

محویتِ عاشق کی کتنی کیف انگیز تصویر ہے اس لیے کہ جس پر جان جاتی ہے وہ ہمکنار ہو کر خیالِ عاشق ہو کر عالمِ تصور کے مناظر میں محو ہو رہا ہے۔ ہجر و وصال میں امتیاز نہیں لطف یہ ہے کہ یہ کیفیت کسی تماشائی کی زبان سے ادا کی گئی ہے اگر خود عاشق یہی بات اپنی زبان سے کہتا تو محویت کا لاجواب طلسم ٹوٹے بغیر نہ رہتا۔ رہی زبان کی دلکشی بیان کی روانی الفاظ کی برجستگی اس کا بے نیازِ توصیف ہونا ظاہر ہے۔ اشعار مندرجہ ذیل تصوف کی کائنات ہیں۔

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے — پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

اس کے حریمِ ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا — جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہانِ راز ہو

تیری گلی میں پا کے جا جائے کہاں ترا گدا — کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی — مری ہستی جو پردہ ہو تو پھر بھی درمیاں کیوں ہو

مختصر یہ کہ کلامِ بیدمؔ شاعری کے لیے مایۂ ناز و سرمایۂ امتیاز ہے۔ متکلمِ حقیقی اسے وہ حسنِ قبول عطا فرمائے جو اربابِ محبت کی تمنا ہے۔ آمین۔

خاکسار۔ بیخود موہانی ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء

تقریظ سخن راز سخنور یکتا لسان الحقیقت حضرت مولانا سید فقیر صاحب الٰہی وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

چہ خجستہ صبح دمے کزاں گل نو دمم خبرے رسد
ز نسیم جعد معنبرش بمشام جاں اثرے رسد

شاعری کا معیار اس جذبہ لطیف پر ہے جو فطری طور پر اہل ذوق کے دل میں بمراتب مختلف اوقات میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ دل کا تعلق احساس سے اور احساس البتہ کیفیت درد ہی اس لیے کسی شاعری کا معیار سخن صحیح معنوں میں درد اور احساس سے کسی حال میں علیحدہ نہیں ہو سکتا اس کے برعکس احساس و درد کو اگر شاعری سے لگاؤ نہیں تو وہ شاعری نہیں بلکہ اس کی ہوس یا آرزو ہے۔ اخی الطریقت حضرت سراج الشعراء لسان الطریقت بیدم شاہ وارثی اٹاوی کا کے جواہر افکار بیشتر انہیں کیفیات و احساسات کے حامل ہوتے ہیں جن کا تذکرہ عبارت ماسبق میں کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سننے والے پر بیساختہ وہی کیفیت طاری ہو لیتی ہے جو کہنے والے نے متاثر ہو کر نظم کی ہے۔ میں موصوف کے کلام کو ایک عرصہ دراز سے اسی رنگ و تاثر میں ڈوبا ہوا سنتا چلا آرہا ہوں۔ اس کے ساتھ علم کلام اور علم بیان کی دوسری صفات محمودہ محاکات۔ ترنم۔ واردات۔ آمد۔ ندرت۔ رنگینی۔ وغیرہ غرضیکہ دیگر محاسن سخن جو کسی شاعر کے کلام کو علاوہ مقبول عام بنانے کے اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ انکی بھی الالتزام جھلک ہر موقع پر نظر آتی ہے۔ اور اس سے شاعر کے تجر علمی اور مشق کلام نیز طبیعت کی روانی کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ معائب بھی لازمۂ کلام ہیں لیکن وہ اسی حد تک نظر انداز کئے جا سکتے ہیں جس قدر اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان کا تعلق ہے چنانچہ یہاں بھی وہی حال ہے شاہ صاحب ممدوح کا کلام مختلف اصناف سخن پر محمول ہے۔ اور ہر صنف میں اثر و تاثر کی پوری پوری تصویر

Scanned with CamScanner

نظر آتی ہے یعنی جہاں جس قسم کی مصوری فنکاری ہوئی صرف کی گئی ہو اسی کو قدرت سخن کہتے ہیں۔
سلسلۂ آتش مرحوم میں مولانا شاد اکبرآبادی ممتاز شاعر گزرے ہیں آپ کو انھیں سے فیض سخن اور شرف تلمذ حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں آتش مرحوم کی سی کیفیات قلبی۔ درد و احساس تصوف اور سوز و گداز کی چاشنی نمایاں نظر آتی ہے۔ کلام بیدم کی غیر معمولی مقبولیت و شہرت کا سبب اخباری پروپیگنڈہ ہے نہ احباب تلامذہ کی عقیدت مندی بلکہ انکے کلام کا اس قدر مشہور و مقبول ہو جانا محض کلام کی فطرت بیانی اور جذبات کی حقیقت نگاری ہے سننے والے نے خواہ کسی مطرب خوش نوا سے سنا یا کسی اخبار و رسالہ میں پڑھا بیساختہ گرویدہ ہو گیا نہیں معلوم کتنے ارباب ذوق تو ایسے ہیں جو بیدم شاہ صاحب کے محض نام کے شیدائی ہیں اور جنھوں نے کبھی موصوف کو دیکھا بھی نہیں صرف انکے کلام سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بیدم کے کلام کا طرۂ امتیاز نہ انکی درویشانہ شخصیت ہو نہ ان کے احباب معتقدین کی کثرت بلکہ صرف انکا طرز بیان اور انداز سخن۔ جیسے جدت ندرت درد سوز و گداز اور عجز نیاز کا کچھ ایسا رنگ ہوتا ہے جو فوری اپنی طرف اہل ذوق کو کھینچ لیتا ہو حقائق و معارف کی توجیہ۔ تغزل کا التزام۔ تصوف کی چاشنی۔ واقعات اور واردات کی تشریح تخیلات کی تعبیر ایسے مناسب اور صحیح طریقہ سے ادا کی جاتی ہو جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں لکھنے کی ضرورت نہیں کلام خود کلیم کی تفسیر ہے دیکھنے والے سب کچھ پائیں گے یہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنا مجھ ایسے بے بضاعت کا کام نہیں قصد تھا کہ کوئی قطعہ تاریخ طبع دیوان کا پیش کرتا مگر بڑا ہو پریشانی خاطر کا کہ یہ بھی نہ ہو سکا۔ دعا ہو کہ قادر مطلق اس دیوان کو مقبول انام فرمائے اور حضرت بیدم شاہ صاحب ظلہٗ باوجود اپنی درویشانہ خلوت نشینی کے دنیائے سخن کے ذرہ ذرہ میں جلوہ افروز نظر آئیں ؎

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد   برنگ ارباب صورت را بہو ارباب معنی را

فقیر افقر مولائی وارثی عفا عنہ الک مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

تقریظ و تعارف۔ از نقاشِ معانی حضرت علامہ حکیم ابو العلا صاحب ناطق لکھنوی

تصوف کے معروف اور عام مسائل مجالس شعر میں تعارف کے محتاج نہیں رہے، "باطنیات خصوصی" ان کے لیے زبانِ اظہار کہاں۔

رموزِ باطنی لامحدود، غیر متعین اور ذخیرۂ الفاظ تعینات کی ایک فرہنگ، وجدانیات گویا حواسِ باطنی کے نفسیات ہیں اور زبان و ادب معاملاتِ ظاہری کے اسباب، دونوں کے دو عالم جدا جدا ہیں۔ ان میں باہمی ربط و ضبط ہے بھی اور نہیں بھی ؎

کیونکر اے صدماتِ روحانی تمہیں ظاہر کروں
عالمِ باطن کے لوگوں کی زباں کوئی نہیں،

ہر باطن کے لیے ظاہر، ہر منزل کے لیے راہ، ہر نور کے لیے حجاب اور ہر حقیقت کے لیے منظر ضرور ہوتا ہے۔ گر جو باتیں ظہور میں آئیں پھر وہ باطن بھی ظاہر ہے جب منزل تک رسائی ہو جائے۔ پھر وہ منزل بھی راستہ ہے جب نور کا حجاب رفع ہو جائے پھر وہ نور بھی حجاب ہے،

جسے منزل سمجھتا ہوں وہ پھر منزل نہیں رہتی
حجاب و نور کا یہ سلسلہ یا رب کہاں تک ہے

ہر لفظ ایک معنی رکھتا ہے۔ ہر معنی کا ایک مطلب۔ ہر مطلب ایک مفہوم رکھتا ہے۔ ہر مفہوم ایک نتیجہ، غرضیکہ ہر ذرہ ایک مسلسل اور لامتناہی زنجیر کی کڑی ہے۔ مگر کسی ذرے کی حقیقت کا انکشاف ناممکن۔ اگر ہو تو ذرہ ذرہ نہ رہے، نقطہ کی جگہ معین ہو تو نقطہ نہ رہے قطرے کو حل کیجیے تو پھر قطرہ کہاں، گو حقیقت ظاہر نہیں ہوتی مگر حقیقت بغیر ظاہر ہوئے بھی نہیں رہتی۔ نرگس

کی بنگھڑی کیمیاوی تشریح میں برباد ہو جاتی ہے۔ مگر جب اپنے آپ کو شاعر کے سپرد کر دیتی ہے تو بغیر خاک میں ملے اپنی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے۔ حقیقت صوفی کے دل میں جا کر پوشیدہ رہتی ہے اور پناہ لیتی ہے تاکہ اسے کسی کا ہاتھ بے نقاب نہ کر سکے مگر شاعر اس کے کلیجے میں ہاتھ ڈال کے باہر نکال لیتا ہے۔ اکثر وہ اس ظالم سے بال بال بچ جاتی ہے۔ بلائے بے درماں وہ شاعر ہے جو صوفی بھی ہو جیسے "بیدم شاہ" کا "دم" ایک ایک سانس میں نفس آفاق کا پورا دائرہ بناتا ہے۔ ایک ایک لفظ کو معنی کی تصویر کھینچتا ہے۔ تصویروں میں جان ڈالتا ہے۔ حقیقت کو نمایاں کرتا ہے اور پھر حقیقت حقیقت رہتی ہے۔ بال کی کھال کھینچتا ہے اور پھر بال بال میں موتی پروتا ہے۔ جو صوفی محض صوفی ہوتا ہے۔ وہ "قال" کو حال میں لاتا ہے۔ مگر جب صوفی شاعر بھی ہوتا ہے تو وہ "حال" کو "قال" میں لاتا ہے۔

گونگے کے خواب کی تعبیر دینا اس کی عبارت ہے۔ روح کا سارا جنتری میں کھینچنا اس کی صنعت ہے۔

حضرت بیدم شاہ وارثی صاحب حقائق و معارف کے جس قدر آشنائے راز ہیں نہ جاننے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر اظہار معارف و حقائق پر ان کو جیسی اور جتنی قدرت ہے اس حقیقت کا عرفان بہت کم لوگوں کو ہے۔

ناطق

تقریظ از مصورِ جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب قزلباش

صدر انجمن بہارستان ادب لکھنؤ

حضرت بیدم شاہ وارثی کی ادبی اہمیت و شہرت سے کون ادیب ہے جو واقف نہیں ادبی قوت جاذبہ کے علاوہ آپ میں اخلاق و تواضع کا ہر دلعزیز اور دلکش جوہر بھی موجود ہے مجھ کو ایک مدت مدید سے شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے اور میں عرصۂ دراز سے آپ کے ادب و اخلاق کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اکثر آپ کے حرکات و سکنات آپ کے مکملا نفس کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ آپ کی قوت شعری اور کلام میں حلب حقیقت کے لمعات سے اہل بصیرت ہی کی آنکھیں مستور و مستفیض ہو سکتی ہیں یہ تجلیاں وہی دیکھے جس کے تار نظر میں بجلی کی قوت جاذبہ موجود ہو۔ آپ کے اشعار آئینۂ فطرت اور انکشاف حقیقت کی رنگا رنگ تصویریں ہیں اور آپ کا قلم جادو رقم احساس روحانی کا سچا مصور۔ مجھ کو مسرت بالائے مسرت ہے کہ پھر آپ کے نادر و نایاب کلام کا ایک مجموعہ مسمیٰ "نور العین" عالم طباعت میں آکر زینتِ ذوقِ اہل فن ہونے والا ہے۔

"نور العین" ایسے حقائق و معارف کا گنجینہ ہے جس کی ضیا سے آنکھوں کے ساتھ دل بھی روشن ہوتا ہے۔ آپ کا ہر شعر صفائی خیال کا ایک ضوفشان آئینہ ہے اور آپ کی قوت تخیل عام فضائے شاعری سے کہیں زیادہ بلندی میں مشق پرواز کرتی ہے۔
"نور العین" کے اوراق گلشن تعلیم روحانیت کے سرسبز تختے ہیں۔ خدا انھیں ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے۔ فقط

فقیر متین عفی عنہ

تقریظ از افصح الفصحا حضرت مولانا شفق صاحب عماد پوری صوبہ بہار

کہنے والے کہتے ہیں قال اور ہے حال اور مجاز اور ہے حقیقت اور شاعر حسن مجازی کا گاہک عارف حسن حقیقی کا خریدار۔ یہ دیوانہ وہ ہشیار۔ یہ دلدادہ وہ جاں نثار۔ کچھ ہو فدائی ہیں دونوں ایک ہی حسن کے پروانے ہیں دونوں ایک ہی شمع کے۔

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر
پروانہ چراغ حرم و دیر ندانند

سراج الشعراء بیدم کو شمع انجمن وارثی کہیے یا چراغ بزم سخن ہر طرح نور علیٰ نور۔ احرام پوش ہونے کے لباس میں بھی محترم سخنور نکتہ رس ہونے کی حیثیت سے بھی قابل قدر اردو غزل سرائی کے دور حاضرہ میں ایسے سحر البیان چند ہی نفوس نکلیں گے۔ "خدا کے فضل سے بیدم کا دم غنیمت ہے" آپ کا دیوان صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ ظاہری خط و خال کی طرح باطنی حسن و جمال سے پیراستہ۔ عاشقانہ جذبات کی تصویر عارفانہ خیالات کا مرقع۔ روحانیت کا آئینہ اسم با مسمیٰ نور العین ہے۔ حسن اتفاق سے میرے لیے چار روزہ قیام دیوہ شریف کا دور بھی عجیب دور تھا۔ حضرت بیدم کی ترانہ سنجیوں سے میکدۂ سخن گرم رہا جام پر جام ساغر پر ساغر چلتے رہے آسمان سے ابر رحمت کی گہر فشانیاں بھی ہوتی رہیں۔ مے دوآتشہ نے آنکھوں میں سرور دل میں نور پیدا کر دیا۔ کلام بیدم کو شاعرانہ فقیرانہ رنگ کی مے دوآتشہ کہنے میں دو خصوصیتیں حسب ذیل ہیں

(۱) آپ نے غزل سرائی شروع کی تو سخنور عالی مقدار حضرت شاہ نثار اکبرآبادی ابو العلائی ایسے استاد شفیق سے جو تلمیذ اہل کمال یکتائے روزگار مولانا وحید الہ آبادی یادگار آتش لکھنوی مرحوم کے سلسلۂ تلامذہ سے تھے۔ آپ کا فطری ذوق سلیم اس پر حضرت نثار کی توجہ عروج سخن کا زینہ بن گئی۔

(۲) لیکن ترقی سخن کی معراج کب ہوئی! قبولیت خداداد کی سند کس در سے ملی! اسی دربار سے

جس نے فقر و فنا کا خلعت مرحمت فرما دیا وہ کو فنا دیا تھا؟ وہ کونسی رحمت بھری سرکار تھی!

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

قبلۂ احرام پوشانِ تجرید، کعبۂ سرفرازانِ توحید و درویش، روشن ضمیر سلطانِ بے تاج و سریر، تاجدارِ فقر و فنا، تخت نشینِ ملکِ بقا۔ زبدۂ اربابِ وفا۔ قدوۂ اولیائے باصفا، عاشقِ ازل و معشوقِ بارگاہِ یزل، دلبندِ زہراؓ و جگر بندِ علیؓ حضرت شاہ حافظ حاجی وارث علی قدس سرہٗ الخفی و الجلی جن کے کمال تجرد و تفرید نے ملکِ ہند میں دیوہ شریف کو مرکزِ توحید و عرفان بنا دیا۔ اللہ اللہ وہ بھی سرکار جس کے فیضانِ گہربار نے ایک عالم کو دولتِ فقر و فنا سے مستغنی کر دیا۔ بقولِ حضرت بیدمؔ ایسے داتا سے کوئی مانگے تو اس کے سوا اور کیا کہہ کر مانگے ؎

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

کہاں تک لکھوں "جا مرندارم دامن از کجا آرم" گنجائش عذر خواہ۔ حوصلۂ خامہ و وسعتِ قرطاس کوتاہ۔ الفاظ پشیمانِ معانی۔ معانی شرمندۂ الفاظ۔ محبت کا تقاضا ہے کہ دعا پر مدعا ختم کر دوں۔

الٰہی۔ جب تک میکدۂ وارثی میں محبت کے جام چلتے رہیں۔ خمکدۂ بیدمؔ کے خم بھی ابلتے رہیں۔

الٰہی۔ جب تک نغمے سے ساز، ساز سے نغمہ ہمدم رہے مستانِ قالوا بلیٰ کے لب پر ترانۂ بیدمؔ رہے۔

الٰہی۔ جب تک بامِ فلک چراغِ مہرِ جہاں تاب سے مطلعِ انوار رہے۔ سراج الشعراء کی شمعِ سخن سے بزمِ سخن ضیا بار رہے۔

الٰہی۔ جب تک غازۂ شفق سے چہرۂ شام و سحر گلنار رہے چمنِ نظمِ بیدمؔ کے دم سے گلزار رہے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

شفق عمادپوری

تقریظ از فخر الاطبا وحید العصر عالم علوم صوری و معنوی حضرت مولینا مولوی حکیم سید احمد صاحب احمد وارثی لکھنؤ

بنام وارثِ عالم پناہے — علیؑ صولت محمدؐ دستگاہے
زبانہا را از و یارائے گفتار — قلمہا از بیم لطفش گہربار
اگر لفظ، از دمش نقش وجودش — دگر معنی، ز جود او نمودش
زہے پیر زماں بیکس نوازے — ہمہ بیچارگاں را چارہ سازے
قضا را سر چو احمد خاکِ پایش — قدر خود زیر فرمان رضایش

اشرافشہ خامۂ اعجاز نگار حضرت سیدم را نازم کہ بہ مسیحا نفسی جان دادگان شیوہ ہائے حسن و عشق را بر بوسید. این نسخۂ مینو سواد جانے تازہ بخشید و بجادو دمی دل خستگان عشوہ ہائے ناز و نیاز را مرہم داں پیوند سے ہمیشہ کشید. تنظیم نظمش جاں ارزد گوئی سلکے است از دُرہائے آبدار بہتر مند بیاز ادان ترتیب دادہ با عقد ثریا است کہ بہری سرش بر زمین قرطاس بار مغان فرستادہ. ؎ حافظ

معجز است این شعر یا سحرِ حلال — ہاتف آورد این سخن یا جبرئیل
آفریں بر کلک نقاشے کہ داد — بکرِ معنی را چنیں حسنِ جمیل

طرز ادا بکش نشو و نمائے دل از کعبِ معنی طرز ادا آں بودہ حسن بیانش نقش سحبان وائل را زمانِ نکتہ پردازانی دود و دوییداں دیوانے ست با گلستانے بدائع رنگیں مدائحُ روح پرور مشام جاں را شاخۂ نواز یا صنم کدہ ایست تجلی زار بتان خود فروش سرافراز مسلمان سوز برہمن ساز کفر پرور ایمان گداز یا دفتر میخانۂ محبت است کہ اوراقش را اگر افشار دے دہی بادہ ہائے جانفزا از ہر فوروش بہ جام عنبر مذاق عاشقاں ریزد و ہنگام عرض ہنگامۂ رنگ و بوئے عطر و عبیر بہ نظارہ رو داغ دیدہ وراں تا ذکر خیال بیزد بنام ایزد

گلزاریست که گلهائے رنگارنگ بہر گوشہ چمن چمن افتادہ و نگاریست طنّاز کہ خود را بآرائشِ ہائے خوبِ عالم عالم جلوہ دادہ۔ لفظ لفظش کارگاہ دو کانے است از متاعہائے نادرہ کار ہزاران ہزار صنائع آراستہ و حرف حرفش بجرد کانے است کہ از قعرش گوہرہائے شاہوار رنگارنگ بدائع برخاستہ دوائر حروفش مشتاقانِ جلوہ مضامین را بدان ماند کہ روزہ دارانِ را ہلالِ عید و نقطہائش مفلسان جواہر معانی را چنانستے کہ قفلِ گنجہا را دانۂ کلید۔ کوتاہی سخن چون جادہ گفتار سر خود در دامن صحرائے اندیشہ پیچیدہ و پائے سلسلہ تحریر بدین جا کہ رسید خود بخود گفتم کہ شاہد نادیدہ را مدح سرودن و از گل ناچیدہ لب بزمزمہ کشودن باد بگل مشت پیمودن است۔ غرقِ عرق تشویر شدم و بلبلِ حدیقۂ تصویر خموش کردم و خوشتر سنجیدم تا ازین گرانمایہ خدمت کہ بار گرامی منش آزادہ روش بیدم شاہ وارثی بمن ہیچ و کم از ہیچ بلطفِ بیکران خود سپردہ است۔ دوش خود را سبکباری دہم و بہ ترقیم قطعۂ تاریخ و حسن ترتیبش این ہمہ بار گران از سر خود یکسو نہم۔

وھو ھذا

دلکش دیوان سبحان اللہ — عشق سراپا حسن مجسم
وحش خنکدہ وجد دل کرش — نقش نقش اسم اعظم
قلمش اعلے لفظش موزون — لفظش افصح معنی محکم
معنیہائے نادرہ ذاتش — صورتِ عیسیٰ سیرتِ مریم
احمد بگو مصرع سالش
جان سخن حبذا بیدم
۲۲ ۱۹

بَابُ السَّلَام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ

عشق آیا رفعتِ خیالی لیکر
حسن آیا ہے شوکتِ جمالی لیکر
ہر اہلِ کمال لیکے آیا ہے کمال
بیدم آیا ہے بے کمالی لیکر

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ سلام

بحضورِ شہنشاہِ کونین سرکارِ امام الاولیا وارث پاکؒ روح اللہ روحہٗ

اے وارثِ معینؒ مددگارِ خاص و عام
از ما غریبِ خستہ دلم بر تو صد سلام

صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوا
صد صد سلام ہادی و مہدی و مقتدا

صد صد سلامہا بحضورِ فلک جناب
صد صد سلامہا جگر بند بوترابؓ

اے سروِ باغِ مصطفویؐ بر تو صد سلام
چشم و چراغِ مرتضوی بر تو صد سلام

اے جانشینِ میرِ نجف بر تو صد سلام
اے آفتابِ عز و شرف بر تو صد سلام

اے یادگارِ مصطفویؐ بر تو صد سلام
نام و نشانِ مرتضویؓ بر تو صد سلام

اے غمگسار و حامی و مشکل کشائے من
وارثِ علیؓ و وارثِ میراثِ پنجتنؓ

بیدمؔ کمینہ بندۂ از بندگانِ تست
زیں در کجا رود کہ سگِ آستانِ تست

سلامِ شوق

سلام علی شاہِ گلگوں قبائے — سلام علی خواجۂ دوسرائے
سلام علی جانشینِ محمدؐ — سلام علی شمعِ دینِ محمدؐ
سلام علی آلِ پاکِ پیمبرؐ — سلام علی نورِ عینینِ حیدرؓ
سلام علی رہنمائے طریقت — سلام علی خضرِ راہِ حقیقت
سلام علی تاجدارِ سیادت — سلام علی شہریارِ ولایت
سلام علی گنجِ اسرارِ پنہاں — سلام علی کعبۂ دین و ایماں
سلام علی خسروِ مہ جبیناں — سلام علی تاجدارِ حسیناں
سلام علی نیرِ برجِ عرفاں — سلام علی گوہرِ دُرجِ ایماں
سلام علی ہادی و پیشوائے — سلام علی مرشد و رہنمائے
سلام علی داروئے دردِ ہجراں — سلام علی عیسیٔ دردمنداں
سلام علی مقصدِ دین و ایماں — سلام علی آرزوئے دل و جاں
سلام علی وارثِ دین پناہے — ضیا بخشِ حُسنِ رخِ مہر و ماہے

سلام علی جان و جانانِ بیدم
سلام علی دین و ایمانِ بیدم

سلامِ مقبول

السلام اے گہرِ قلزمِ شانِ شہدا	جانِ جانِ شہدا روحِ روانِ شہدا
السلام اے گلِ نو رستۂ باغِ حیدرؓ	جانشینِ نبویؐ چشم و چراغِ حیدرؓ
احمدؐ و فاطمہؓ زہرا کی نشانی تسلیم	اے مرے پنجتنؓ پاک کے جانی تسلیم
شہِ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے	مظہرِ شانِ خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارثؒ و دال بیدمؔ تجھے بیدم کا سلام
ایک بیدم ہی پہ کیا ہے تجھے عالم کا سلام

سلامِ نیاز

سلام اے ساقیِ مستاں سلام اے پیرِ میخانہ	سلام اے مرشدِؒ پاکاں امامِ بزمِ رندانہ
سلام اے جلوۂ جاناں سلام اے حسنِ جانانہ	تجلیِ حرم زینت دہِ ایوانِ بتخانہ
سلام اے شیخِ لاثانی سلام اے شہرِ دوراں	سلام اے کنزِ عرفانی سلام اے مقصدِ عرفاں
سلام اے خسروِ خوباں سلام اے مجمعِ خوبی	سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے جانِ محبوبی
سلام اے پیشوا وارثؒ سلام اے رہنما وارثؒ	امیر المومنینؓ وارثؒ امام الاولیا وارثؒ
سلام اے مرتضیٰؓ صورت سلام اے مصطفیٰؐ سیرت	سلام اے ہادیِؒ دیں السلام اے مہدیِؒ ملت

سلام اے سروِ بُستانے بہارِ ہر گلستانے
سلام اے نورِ یزدانے سلام اے پنجتن شانے

جبینِ شوق ہو میری تمہارا آستانہ ہو
ادا شام و سحر یونہی صلوٰۃِ پنجگانہ ہو

سلام اے چارۂ بیدم علاجِ سوزِ پنہانی
سلام اے مونسِ بیدم طبیبِ دردِ روحانی

سلامِ مہجور

سلام اے ساقیٔ میخانۂ عشق
سلام اے صاحبِ پیمانۂ عشق

سلام اے نیّرِ برجِ ولایت
سلام اے گوہرِ تاجِ ہدایت

سلام اے خضرِ ہادیٔ طریقت
سلام اے رہبرِ راہِ حقیقت

سلام اے یوسفِ کنعانِ خوبی
سلام اے روحِ حسن و جانِ خوبی

سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائیؐ
سلام اے نورِ چشمِ مرتضائیؑ

سلام اے روحِ زہراؓ جانِ حسنینؑ
سلام اے زینتِ گلزارِ کونین

سلام اے کشتۂ دل کے نگہباں
سلام اے بے سروساماں کے ساماں

سلام اے بلبلِ گلزارِ وحدت
سلام اے قمریٔ سروِ حقیقت

سلام اے ساقیِ کوثر کے پیارے
سلام اے عرشِ اعظم کے ستارے

سلام اے فاطمہؓ کے باغ کے پھول
سلام اے یادگارِ شاہِ مقتول

سلام اے گنجِ اسرارِ معانی — سلام اے شرحِ رمزِ من رآنی

سلام اے چارہ سازِ دردِ پنہاں — سلام اے عیسئِ بیمارِ ہجراں

سلام اے جانِ ارمانِ روحِ حسرت — سلام اے جان و جانانِ محبت

سلام اے گلبنِ باغِ تمنا — فروغِ مجلسِ داغِ تمنا

سلام اے شیخِ عالم غوثِ دوراں — عطا پاش و خطا پوشِ مریداں

سلام اے خسروِ اقلیمِ عرفاں — شہ وارثؒ علی محبوبِ یزداں

سلام اے وارثؒ والی ہمارے — علی کے لال زہرا کے دولارے

شبیہ مرتضیٰ شانِ پیمبرؐ — امیرِ لشکرِ میدانِ محشر

بہارِ گلشنِ کونین تسلیم — چراغِ خانۂ سبطین تسلیم

دلِ مہجور کے ارمان تسلیم — حسینانِ جہاں کے جان تسلیم

تمہارے روضۂ انور کو مجرے — درِ اقدس پہ صبح و شام سجدے

مری آنکھیں تصدق جالیوں پر — نثارِ گنبدِ اطہر مرا سر

کلس پر روضے کے قربان جاؤں — میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں

میں اُس ارضِ مقدس پہ ہوں قرباں — کہ آسودہ ہو جس میں تو مری جاں

دلِ مہجور لائے تاب کب تک — یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک

میں صدقے میٹھی نیندیں سونے والے — ذرا رخسار سے چادر ہٹا لے

Scanned with CamScanner

اٹھا اے جانِ جہاں سروِ خراماں — بہا بر جلد شمع بزم خوباں
دلِ عشاق کو پامال کر دے — جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے
وہی پہلی سی بزم آرائیاں ہوں — وہی اگلی سرور افزائیاں ہوں
مئے عرفاں کا پھر ہو دَور ساقی — کہیں میخوار ہاں ۔ کچھ اور ساقی
بنے پھر ذرہ ذرہ مشعلِ نور — کہے دیوہ آنا طورٌ آنا الطورٌ
دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں — تمناؤں کی کلیاں پھول ہو جائیں

یہ حسرت ہے یہی ارمان بیدم
انھیں قدموں پہ نکلے جان بیدم

رُباعی

ناکام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے
بیدم کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا
اے ذرّے کو آفتاب کرنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصحف ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لیکے مراد آئینگے مر جائینگے مٹ جائینگے پہنچیں تو ہم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
طوبیٰ کی جانب تکنے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو دیکھو قدِ دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محرابِ حرم ہے دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ کعبے کا کعبہ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمد کہ ہے یہ عرش زیرِ نعالِ محمد
جدا ہو نہ دل سے خیالِ محمد زباں پر رہے قیل و قالِ محمد
ہیں حسنین حسن و جمالِ محمد علیؓ زورِ دستِ کمالِ محمد
گلستانِ زہرا کا ہر پتہ پتہ ہے آئینہ دارِ خصالِ محمد
سلام اور تیری رحمتیں روز افزوں الٰہی بر اصحاب و آلِ محمد
حسین و جمیل و ملیحانِ عالم نمک خوارِ خوانِ جمالِ محمد

Scanned with CamScanner

یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت — کہ اک قال ہے اک حالِ محمدؐ
مری جانِ پُرغم مرا قلبِ مجروح — ادھر ایک یہ ہے اک بلالِؓ محمدؐ

مرے دل کا دل جان کی جان بیدمؔ
ملالِ محمدؐ خیالِ محمدؐ

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ — کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسولؐ — زہے وہ آنکھ کہ جس کو ہو جستجوئے رسولؐ
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفےٰؐ کی قسم — چنے ہیں آنکھوں سے ذرّاتِ خاکِ کوئے رسولؐ
پھر ان کے نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے — جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسولؐ
بلائیں لوں تری اے جذبِ شوقِ صلِ علیٰ — کہ آج دامنِ دل کھنچ رہا ہے سوئے رسولؐ
شگفتہ گلشنِ زہراؓ کا ہر گلِ تر ہے — کسی میں رنگِ علیؓ اور کسی میں بوئے رسولؐ

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدمؔ
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروئے رسولؐ

محشر میں محمدؐ کا عنوان نرالا ہے — اُمت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے
خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے — انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے
تزئینِ شبِ اسریٰ دیکھی تو ملک بولے — کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے
اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے — دربار انوکھا ہے سلطان نرالا ہے

Scanned with CamScanner

مستوں کے سوا تجھکو سمجھا نہ کوئی سمجھے — اے پیرِ مغاں تیرا عرفان نرالا ہے
وہ مصحفِ رخ دل میں آنکھوں میں تصور ہے — ابیل تلاوت سے قرآن نرالا ہے
پھولوں میں مہکتا ہے بلبل میں چہکتا ہے — جلوہ تری صورت کا ہر آن نرالا ہے
اُس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں — ان اہلِ محبت کا ایمان نرالا ہے
کعبہ ہو کہ بتخانہ مکتب ہو کہ میخانہ — ہر جا پہ ترا جلوہ اے جان نرالا ہے

مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں
دیوانوں میں بیدمؔ کا دیوان نرالا ہے

قبلۂ و کعبۂ ایمان رسولِ عربی — دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی
چاند ہو تم جو رسولانِ سلف تارے ہیں — سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی
صدقہ حسنینؓ کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو — ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربی
کس کی مشکل میں تری ذات نہ کام آئی — تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربی
کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے — سب سے اعلیٰ ہے تری شانِ رسولِ عربی
تیرا دیدار ہے دیدارِ الٰہی مجھ کو — تیری الفت مرا ایمان رسولِ عربی

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدمؔ
ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربی

میرا دل اور مری جان مدینے والے — تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما — عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھر دے — اب رکھ بے سر و سامان مدینے والے

کُل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو — اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے

آڑے آتی ہو تری ذات ہر اک کھیا کے — میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بیچین — پھر مدینے کا ہو ارمان مدینے والے

دل بھی مشتاقِ شہادت ہو کماندارِ عرب — اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں — میرے آقا میرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

ادا کی لے رہی ہے عرش کی پہلو نشیں ہو کر — زمیں روضہ کی تیرے رُو کی زمیں ہو کر

رہا جو مدتوں تاجِ سرِ عرشِ بریں ہو کر — وہی چمکا عرب میں نورِ ربّ العالمیں ہو کر

محمد سر بسر اک مظہرِ حسنِ الٰہی ہیں — کہ آئے دہر میں تصویرِ صورت آفریں ہو کر

کریں تزئینِ مُہر دیانِ عالم کو ضرورت ہے — تمہیں کیا چاہیے محبوبِ رب العالمیں ہو کر

محمد سب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے — ہمیں کب بھول سکتے ہیں شفیع المذنبیں ہو کر

ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے — چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلیں ہو کر

ہمارے سر پہ بیدم ظلِ دامانِ محمد ہے — تو کیا کر لیگا پھر خورشید محشر خشمگیں ہو کر

ماہِ درخشاں نیّرِ اعظم صلی اللہ علیک وسلم
از سرتا پا نورِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم

تیرے ہی کیا کل کے سرور ہر برتر سے بھی تم برتر
رحمتِ عالم خیرِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم

ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا اگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا
حامیٔ و محسنِ نسلِ بنی آدم صلی اللہ علیک وسلم

سب بڑھ کر سب سے اعلیٰ رب سے افضل سب سے بالا
سرورِ دیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیک وسلم

حرز جانی اسم اعظم دافع رنج و مصیبت بیدمؔ
نام مبارک قلعۂ محکم صلی اللہ علیک وسلم

سراجاً منیرا انگارِ مدینہ
تجلّی کدۂ بہارِ مدینہ

گھرا ہوں بلاؤں میں انبوہِ غم میں
دعا ہی ہے ہے اے تاجدارِ مدینہ

مبارک تجھے نجد اے روحِ مجنوں
میں سو جان سے ہوں نثارِ مدینہ

الٰہی دمِ واپسیں سامنے ہو
وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ

مجھے گردشِ چرخ گو میں نہ ڈالے
بنوں رہ میں طالب غبارِ مدینہ

دلِ مبتلا کے نکلنے نہ پوچھو
جوارِ محمد دیارِ مدینہ

کہاں باغِ عالم کی بیدمؔ ہوائیں
کہاں وہ نسیمِ بہارِ مدینہ

شوقِ دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی
ارنی انت حبیبی شر سکی مدنی

خاتمِ جملۂ رسل شمعِ سبل مقصدِ کل
نخلِ بستانِ عرب سروِ بیابانِ منی

کشتۂ عشقِ نبی صلِ علیٰ صلِ علیٰ — مرحبا جذبۂ بیتابِ غریب الوطنی

کیوں نہ روضہ کو ترے نورِ علیٰ نور کہوں — قبۂ نور پہ ہے چادرِ مہتاب تنی

موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے — لبِ رنگیں پہ ہو قربان عقیقِ یمنی

ہندی محتاج کو محروم نہ رکھئے سرکار — اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحا کے دھنی

سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنیں گے بیدم
رائگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی

کیا پوچھتے ہو گرمیٔ بازارِ مصطفےٰ — خود بک رہے ہیں آکے خریدارِ مصطفےٰ

دل ہو مرا خزینۂ اسرارِ مصطفےٰ — آنکھیں ہیں دونوں زائرِ دیدارِ مصطفےٰ

پھیلا ہوا ہو چاروں طرف دامنِ نگاہ — اور لٹ رہی ہو دولتِ دیدارِ مصطفےٰ

تفسیرِ مصحفِ رخِ پُر نور والضحیٰ — واللیل شرحِ گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ

نعلینِ پائے عرشِ معلیٰ کو ہو شرف — روح الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفےٰ

کیونکر نہ سجدہ پیشِ رخِ مصطفےٰ کروں — طاقِ حرم ہو ابروئے خمدارِ مصطفےٰ

بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول سے
تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

گلبانگِ حرم —— نعتیہ کلام کا بہترین مجموعہ ...... قیمت مجلد ۱۵/-

مناقب امام الطائفہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ

روحِ روانِ مصطفویؐ جانِ اولیا
مولا علیؑ بہارِ گلستانِ اولیا

مشکل کشا و قوتِ بازوئے مصطفےٰؐ
خیبر کشا و شیرِ نیستانِ اولیا

بابِ علوم حیدرؑ و صفدر امامِ دیں
شاہ و امیر و قیصر و خاقانِ اولیا

داتا سخی کریم ید اللہ بو الحسنؑ
پُر ہو کرم سے آپکے دامانِ اولیا

کحل البصر ہو خاکِ قدم بوترابؑ کی
نقشِ قدم ہے قبلۂ ایمانِ اولیا

دیباچۂ کتابِ ولایت ہیں مرتضیٰؑ
اور غوثِ پاک مطلعِ دیوانِ اولیا

بیدمؔ سنائے جا یونہی نغمے بہار کے
خاموش ہو نہ بلبلِ بستانِ اولیا

کعبۂ دل قبلۂ جاں طاقِ ابروئے علیؑ
ہو بہو قرآنِ ناطق مصحفِ روئے علیؑ

خاک کے ذروں میں عطرِ بوترابی کی مہک
باغ کے ہر پھول سے آتی ہو خوشبوئے علیؑ

اے صبا کیا یاد فرمایا ہو مولا نے مجھے
آج میرا دل کھنچا جاتا ہو کیوں سوئے علیؑ

دامنِ فردوس ہے ہر گوشۂ شہرِ نجف
ہے مقیمِ خلد گویا ساکنِ کوئے علیؑ

کیوں نہ ہوں کونین کی آزادیاں اُس پر نثار
ہو دلِ بیدمؔ اسیرِ دامِ گیسوئے علیؑ

مدح حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ

سرتاجِ پیراں قطبِ جہانی — میراں محی الدینؒ شیخِ زمانی
خضرِ طریقت شمعِ ہدایت — بحرِ حقیقت گنجِ معانی
جانِ پیمبرؐ جانانِ شبرؓ — حیدرؓ کے دلبر زہرا کے جانی
ہاتھوں کے قرباں عقدہ کشائی — صدقے لبوں پر معجز بیانی
جود و سخا میں لطف و عطا میں — ہمسر تمہارا کوئی نہ ثانی
اے کاش سنتے سرکارِ جیلاںؒ — میری کہانی میری زبانی

اے رشکِ عیسیٰ بیدمؔ ہے بیدم
کیجے علاجِ دردِ نہانی!

پھر دل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی — پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی
مقصودِ مریداں ہو اے مرشدِ لاثانی — تم قبلۂ دینی ہو تم کعبۂ ایمانی
حسنینؓ کے صدقے میں اب میری خبر لیجے — مدت سے ہوئے مولا میں وقفِ پریشانی
اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے تو گرہ کھولے — آسانی میں مشکل ہو مشکل میں ہو آسانی
شیدا ہوں ترے بھی اچھا ہوں کیا جانیے کیا کیا ہو — ہاتھ آئی ہو قسمت سے جو در کی ترے دربانی
سکھ سے ہیں بڑے سکھ سے آزاد ہیں ہر دکھ سے — بندے جو ترے مولا غم ہے نہ پریشانی

بیدم ہی نہیں یجاں تنہا ترا سودائی ۔۔۔ عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیوانی

جان پر بن گئی اب آیئے شیئاً للہ ۔۔۔ مشکل آساں مری فرمایئے شیئاً للہ

کشتیاں ڈوب ہوئی آپ نے تیرائی ہیں ۔۔۔ میری امداد بھی فرمایئے شیئاً للہ

آپ کا طالبِ دیدار ہوں غوث الثقلین ۔۔۔ روئے زیبا مجھے دکھلایئے شیئاً للہ

اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کا طفیل ۔۔۔ دستگیری مری فرمایئے شیئاً للہ

ہند میں بے سر و ساماں ہے کب تک بیدم
اسکو بغداد میں بلوایئے شیئاً للہ

مدح حضرت خواجۂ خواجگان ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ

خواجہ تری خاکِ آستانہ ۔۔۔ ہے طرۂ تاجِ خسروانہ

ان کی ہی نظر کا ہوں نشانہ ۔۔۔ دل لے کے جو ہو گئے روانہ

اے خواجہ معین الدین چشتی ۔۔۔ اے ہادی و مرشد یگانہ

سن لو مری دکھ بھری کہانی ۔۔۔ سن لو غم ہجر کا فسانہ

مجھ پر بھی کرم کہ آپ کا ہوں ۔۔۔ مجھ پر بھی نگاہِ خسروانہ

جن پر ہوئے مہرباں خواجہ ۔۔۔ بخشا انھیں حشمت کا خزانہ

سرکار کے ناوکِ ادا کا ۔۔۔ ہے طائرِ سدرہ بھی نشانہ

پروانہ و عندلیب سے سن — لے دل گل و شمع کا فسانہ

قائم رہے تا قیامِ عالم — یہ قصرِ یہ بزمِ صوفیانہ

ہنگامِ سجودِ پائے خواجہؒ — بیدمؔ ہو نثارِ پنجگانہ

پیمانہ پہ دے بھر کے پیمانہ معین الدینؒ — آباد رہے تیرا میخانہ معین الدینؒ

تو گل ہو تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری — تو شمع ہو میں تیرا پروانہ معین الدینؒ

تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری — کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدینؒ

جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا — ہے خلدِ بریں تیرا کاشانہ معین الدینؒ

پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدمؔ
کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدینؒ

مدح حضرت شیخ المشائخ سلطان الدین خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ

میں آپ کا دیوانہ ہوں محبوب الٰہیؒ — اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوب الٰہی

میخانے سے تیرے کہیں جا ہی نہیں سکتا — دُردی کشِ میخانہ ہوں محبوب الٰہی

قربان مرا دل ہے مری جان تصدق — تو شمع میں پروانہ ہوں محبوب الٰہی

مخمور نگاہوں کا تری روزِ ازل سے — مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوب الٰہی

مجھ بیدمؔ خستہ کے ارمان نہ پوچھو — ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوب الٰہی

وہی دیتے ہیں مجھکو اور انھیں سے مانگتا ہوں میں
نظام الدینؒ سلطان المشائخؒ کا گدا ہوں میں
مرے خواجہؒ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہو میری
بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپ کا ہوں میں
مجھے بھی اپنی محبوبی کا صدقہ کچھ عنایت ہو
کہ محبوبِ الٰہیؒ تیرے در پہ آپڑا ہوں میں
مری فریاد بھی گنج شکر کا واسطہ سُنیئے
کہ شاہا تلخیٔ ایام سے گھبرا گیا ہوں میں
ہزاروں حسرتیں لیکر تمھارے در پہ آیا ہوں
زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں
مری عرضِ تمنا بھی عجب عرض تمنا ہے
کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمھیں سے مانگتا ہوں میں
مرے وارث مرے والی نظام الدینؒ ہیں بیدم
انھیں کا مبتلا ہوں میں انھیں پر مرمٹا ہوں میں

مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ

بہار باغِ جنت ہے بہار روضۂ صابرؒ
جو اوجِ عرش اعلیٰ ہو جو او روضۂ صابرؒ

یہاں بے پردہ اللہ و نبی کی دید ہوتی ہے | ہیں مکہ مدینہ ہو دیارِ روضۂ صابر
زمیں کلیر کی رضواں کی فضا پر ناز کرتی ہے | فلک ہوتا ہے پھر پھر کر نثارِ روضۂ صابر
یہاں ہر مردہ دل آکر حیاتِ تازہ پاتا ہے | بہارِ جاوداں ہے ہمکنارِ روضۂ صابر
رہے رنگین چمن خونِ شہیدانِ محبت سے | سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضۂ صابر
بناؤں غازۂ رخسارِ ایماں خاکِ کلیر کی | مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضۂ صابر

تصور سے نظر میں کوندتی ہیں بجلیاں بیدم
عجب پُر نور ہیں نقش و نگارِ روضۂ صابر

دلبرِ خواجہ فریدالدین گنج شکریؒ | یا علی احمد علاؤ الدین صابر کلیری
شمعِ بزمِ فاطمیؓ گلدستۂ باغِ رسولؐ | گوہرِ درجِ حسنؓ مہرِ سپہرِ حیدری
شہریارِ کلیری شاہنشہِ اقلیمِ فقر | صاحبِ صبر و رضا مسند نشینِ برتری
بہرِ خواجہ قطب الدینؒ و حضرتِ بابا فریدؒ | از پئے خواجہ معین الدینؒ چشتی سنجری

دے کے صدقہ خواجہ شمس الدین جلال الدین کا
اپنے بیدم کو دکھا دو شانِ بندہ پروری

حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو | الٰہی میرا سر ہو اور اُن کا آستانہ ہو
تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو | دم آنکھوں میں ہو اور پیشِ نظر وہ آستانہ ہو
زباں جب تک ہے اور جب تک زباں میں تابِ گویائی | تری باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا فسانہ ہو

مری آنکھیں نہیں آئینۂ حسنِ روئے صابر کا — دلِ صد چاک کی عنبر بیزیٔ زلفوں کا شانہ ہو

بلا لگتی ہے پھر گرمیٔ خورشیدِ محشر سے — تمہی لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو

انھیں تو مشقِ تیرِ ناز کی دھن ہو وہ کیا جانیں — کسی کی جان جائے یا کسی دل کا نشانہ ہو

نہ پوچھو اس عندلیبِ خستہ ساماں کی حالت کو — قفس کے سامنے برباد جس کا آشیانہ ہو

سرِ بیدم ازل کے دن سے ہو وقفِ جبیں سائی
کسی کا نقشِ پا ہو اور کوئی آستانہ ہو

چادر شریف

غریب پرور و بندہ نواز کی چادر — امیرِ یثرب و شاہِ حجاز کی چادر

سروں پہ رکھے ہوئے آرہے ہیں قدوسی — حضور صابرِ بندہ نواز کی چادر

ہٹائے پردۂ صورت کو شاہدِ معنیٰ — اٹھائے نورِ حقیقت مجاز کی چادر

بہار آتے ہی ساغر بکف ہیں مستانے — ہو سر پہ ساقیٔ مے کش نواز کی چادر

دوائے دردِ دلِ ناصبور ہے بیدم
مرے مسیح مرے چارہ ساز کی چادر

مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحبِ توشہ قدس سرہٗ

اے مرے دریا دل ساقی میرِ میخانۂ عبدالحق — اپنے میخواروں کا صدقہ بھر دے پیمانۂ عبدالحق

مہر ذرہ پرور تم ہو ہر دل میں ضیا گستر تم ہو
تم شمع بزم پیمبر ہو عالم پروانہ عبد الحقؒ

اے مرشد کامل ہادیٔ دیں اے محی الدینؒ و معین الدینؒ
اے قطب جہاں شیخ عالم مخدوم زمانہ عبد الحقؒ

پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدمہ سے ہے دل پارہ پارہ
تم ہی نہ سنو تو کون سنے میرا افسانہ عبد الحقؒ

جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے
بیدم کے بھی حال زار پہ ہو لطف شاہانہ عبد الحقؒ

مدح محبوب جل و علی حضرت سیدنا امیر ابو العلاء احراری اکبر آبادی قدس سرہٗ

خدا بخش کشور دیں خسرو ملک خدادانی — امیر ابو العلا شاہنشہ اقلیم عرفانی
علیؓ کے لال ہو خاتون جنت کی نشانی ہو — معین الدینؒ کے پیارے خواجہ احرار جانی
مجھے آسان ہے آسان بھی بجز تم مشکل ہے — تمہیں مشکل نہیں سرکار میری مشکل آسانی
کرم کیجے کہ محتاج کرم سرکار آیا ہوں — دعا کیجے کہ آیا ہوں گرفتار پریشانی

ادھر بھی اک نظر بیدم در دولت پہ حاضر ہو
معین الدینؒ کا بردہ سگ درگاہ جیلانی

Scanned with CamScanner

مدح حضرت شاہ عبدالمنعم کنزالمعرفت قادری شاہ ولایت دیوہ شریف

ہو مبارک تمہیں لے بادہ کشانِ منعم
مے پیو کھل گئی لو آج دکانِ منعم

تو بھی کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعم
لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعم

بے نشاں ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعم
کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہانِ منعم

ہستی ہے نیستی اور نیستی ہستی انکی
بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعم

حق سے جو چاہتے ہیں جسکو دلا دیتے ہیں
کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعم

دولتِ قربِ الٰہی سے ہے سینہ معمور
یہی سرمایہ یہی گنجِ نہانِ منعم

الفتِ صاحبِ لولاک و لائے حسنین
دلِ منعم ہے اگر وہ تو یہ جانِ منعم

یاں کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوارِ خدا
بقعۂ نور ہے واللہ مکانِ منعم

ساری دنیا سے نرالی ہیں ادائیں انکی
سارے عالم سے جدا شوکتِ شانِ منعم

اے خوشا بخت ترے خاکِ دیارِ دیوہ
تیرے آغوش میں پاتا ہوں مکانِ منعم

آپکا ڈھونڈھنا مشکل بھی ہے آسان بھی ہے
آپ کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعم

باغِ منعم کا ہر اک خار گلوں سے بہتر
رشکِ صد روضۂ رضواں ہے مکانِ منعم

بیدمؔ ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو
صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعم

Scanned with CamScanner

چادر شریف

قادریہ چادر منعم کی جیلانی چادر منعم کی
محبوبی چادر منعم کی سبحانی چادر منعم کی

نورِ نظر و بابِ شبیرؓ یہ پایا جلوہ حسن محی الدینؓ
ہمرنگ ردائے مرتضویؓ روحانی چادر منعم کی

ہے تربت شاہِ ولایتؓ یہ یا بقعہ نورِ الٰہی ہے
ہو گوشۂ دامن رحمت یا نورانی چادر منعم کی

عطر الفقر و فخری میں آئی ہے مدینے سے لیکر
شاہانی چادر منعم کی سلطانی چادر منعم کی

گر شوق زیارت ہو بیدمؔ تو دیکھو دل کی آنکھوں سے
از فرش زمیں تا عرش بریں طولانی چادر منعم کی

مدح حضرت امام الاولیا سیدنا وارث پاک طاب اللہ ثراہ و نور اللہ ضریحہٗ

حضرتِ وارثؓ چراغ خاندانِ پنجتن
یادگارِ پنجتنؓ نام و نشانِ پنجتنؓ

شاہِ تسلیم و رضا ابنِ شہیدِ کربلا
خواجۂ گلگوں قبا روحِ روانِ پنجتنؓ

سبز گنبد کے مکیں لے وارثؓ دنیا و دیں
راحت قلب نبیؐ لے جان جانِ پنجتنؓ

نیرِ برجِ سیادت گوہرِ تاجِ شرف
لے گلِ زہراؓ - بہارِ بوستانِ پنجتنؓ

قبلۂ ایمانؓ و دیں نقش قدم اہلبیتؓ
کعبۂ مقصود بیدمؔ آستانِ پنجتنؓ

ہے روزِ الست سے آئی صدا وارثؓ مجھ میں میں وارث میں
وہ راز مرا میں بھید اُس کا وارثؓ مجھ میں میں وارث میں

Scanned with CamScanner

دریائے وجودِ قطرہ ہو قطرے سے نمودِ دریا ہے
دریا قطرہ۔ قطرہ دریا وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

وہ نقطہ خطِ تقدیر ہوں میں وہ خامہ ہو اور تحریر ہوں میں
میں صورت ہوں اور وہ معنی وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

وہ راز ہو پردہ راز ہوں میں وہ زمزمہ ہو اور ساز ہوں میں
ہے میری حقیقت آئینہ وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

وہ نیّرِ برجِ احدیت میں پرتوِ شانِ احدیت
مجھے کہتے ہیں ذرہ مہر نما وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

وہ چمن ہو چمن کی بہاروں میں وہ بہار ہو رنگِ بہار ہوں میں
وہ شمع ہو اور میں اسکی ضیا وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

دیدار کی دھن میں صبح و مسا بیدمؔ مجھے جوں توں گذرا
حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارثؒ مجھ میں میں وارثؒ میں

بلائے جاں ہو حسنِ روئے وارثؒ — قیامت قامتِ دلجوئے وارثؒ
قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد — اسیرِ حلقۂ گیسوئے وارثؒ
ہو روزِ دیدارِ وارثؒ عید کا دن — ہلالِ عید ہو ابروئے وارثؒ
انھیں کو تاکتی ہیں سب کی آنکھیں — کھنچا جاتا ہو دل سوئے وارثؒ

مرا ایمان حُبِّ وارثیؒ ہے
مرا کعبہ ہے بیدمؔ کوئے وارثؒ

میرے دل کا دل جان کی جان وارثؒ — مری زندگانی کا سامان وارثؒ
بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی — مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارثؒ
انھیں روزِ محشر کا کھٹکا نہیں ہے — کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارثؒ
کوئی ایک دو ملک کا حکمراں ہے — تو دونوں جہاں کا ہے سلطان وارثؒ
دمِ نزع تو آ کے صورت دکھا دے
کوئی دم کا بیدمؔ ہے مہمان وارث

ہوا آئینۂ حقیقت شانِ وارثؒ — میں قربان وارث میں قربان وارثؒ
زمیں تابعِ حکمِ سرکارِ دیوہؒ — ہیں ساتوں فلک زیرِ فرمان وارثؒ
مرا کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر — مرے سر پہ ہو ظلِ دامانِ وارثؒ
کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے — ہے ہر شکل میں جلوہ گر شانِ وارثؒ
نہ شاہی نہ شاہنشہی کی تمنا
ہے بیدمؔ غلامِ غلامانِ وارثؒ

ابنِ حسینؑ و آلِ نبیؐ وارثِؒ علیؑ — چشم و چراغِ مرتضویؑ وارثِؒ علیؑ
اے ہاشمی و مطلبی وارثِؒ علیؑ — اے جانشینِ مصطفوی وارثِؒ علیؑ

جانِ بتولؓ و روحِ نبیؐ دلبرِ حسینؓ
سرورِ یا منِ پنجتنیؓ وارثؒ علیؑ

حل کر دے مشکلیں مری حلالِ مشکلات
ہمشکل و ہم شبیہِ علیؑ وارثؒ علیؑ

سو جان سے جانِ بیدمؔ خستہ ترے نثار
اے روح و راحتِ قلبی وارثؒ علیؑ

مہمان ہے خدا کا ہر میہمانِ وارثؒ
اک شانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارثؒ

عشاقِ وارثیؒ کو دیر و حرم سے مطلب
کونین سے جدا ہے واعظ جہانِ وارثؒ

ہر نام نامِ اُن ہر جا مقامِ اُن کا
کیا پوچھتے ہو مجھ سے نام و نشانِ وارثؒ

بلبل کی صدا سے ہوتا ہے درد دل میں
قمرے اڑی کہاں سے طرزِ بیانِ وارثؒ

خسرو کا تاج و تختِ کسریٰ و گنجِ قاروں
لاتا نہیں نظر میں ہر پاسبانِ وارثؒ

میدانِ حشر کی بھی رنگین بہار ہوگی
آئے گا پیشِ داور جب کاروانِ وارثؒ

زاہد کو ہوں مبارک بیت الحرم کے سجدے
بیدمؔ ہمارا سر ہو اور آستانِ وارثؒ

فدا ہے جان تو دل مبتلائے وارثؒ ہے
غرض کہ مجھ میں جو کچھ ہے برائے وارثؒ ہے
وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دارِ حسن و جمال!
وہی ہے آنکھ جو محوِ لقائے وارثؒ ہے

زمینِ دیدہ کے آنکھوں سے ذرّے چنتا ہوں
کہ دردِ دل کی دوا خاکِ پائے وارثؒ ہے

اسی لیے ہے سرِ شوق اپنا وقفِ سجود
کہ ذرّے ذرّے میں دولتسرائے وارثؒ ہے

نہ اتقا نہ ریاضت نہ زُہد ہے نہ وَرَع
متاعِ بیدمِؔ خستہ عطائے وارثؒ ہے

قدسیوں میں ہو شمارِ خادمانِ وارثیؒ
رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثیؒ

دل کے ذرّوں کو وہیں پھیلا اڑا کر اے صبا
جس جگہ ہو خاکِ پائے عاشقانِ وارثیؒ

عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت
ہوش میں اب تک نہیں ہیں میکشانِ وارثیؒ

وعدۂ محشر میں بھی اُن پر نہیں خوف و ہراس
پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثیؒ

دین و ملت سے جدا ہے اس کے آئین و طریق
یعنی دنیائے محبت ہے جہانِ وارثیؒ

پنجتنؑ کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں
دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثیؒ

پھر تو بیدمؔ منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم
بن گئے جب مشکے گردِ کاروانِ وارثیؒ

تری سرکار ہے عالی مرے وارثؒ مرے والی
نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارثؒ مرے والی

بلا سے مرنے والوں کے نشانِ قبر مٹ جائیں
کھلے جا عشق پامالی مرے وارثؒ مرے والی

مری تسکینِ خاطر کو تصور ہی میں آ جاؤ
"میں تنہا" رات ہو کالی مرے وارث مرے والی

ابھی تک نشہ پاتا ہوں میں آنکھوں نے کہ دیکھی ہے
تمہاری آنکھ متوالی مرے وارث مرے والی

تمنا ہے یہ بیدم کی مری آنکھوں کے حلقے ہوں
تمہارے روضے کی جالی مرے وارث مرے والی

دل اڑائے لیے جاتی ہے ہوا دیوے کی | لو جلتی ہو مدینے سے فضا دیوے کی
برہمن کاشی پہ صدقے ہیں تو کعبہ پہ شیوخ | اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی
میرے ہر قطرے کو یا حاجی وارثؒ ہو نصیب | خاک بھی مجھ کو نہ بانٹے تو خدا دیوے کی
حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن ان کا | پی چکے ہیں جو مئے ہوش ربا دیوے کی

نکہتِ گیسوئے وارثؒ میں بسی ہو بیدم
بوئے عرفاں سے معطر ہو صبا دیوے کی

فضل خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاؒ | فرمانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاؒ
وہ جانتے ہیں کیفیتِ بادۂ الست | جو پی چکے ہیں ساغرِ عرفانِ اولیاؒ

Scanned with CamScanner

بخششِ خدا کرم اولیاؒ کا نام ظلِ خدا ہے سایۂ دامانِ اولیاؒ
محبوب اور محب میں یہاں تفرقہ نہیں واللہ اولیاؒ ہیں محبانِ اولیاؒ
اے زاہدِ فسردہ اگر شوقِ خلد ہو آ دیکھ لے بہارِ گلستانِ اولیاؒ
ہر دل میں ان کے نور کی پھیلی ہو روشنی وارثؒ علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیاؒ

شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو
بیدمؔ ہے اک غلامِ غلامانِ اولیاؒ

تمہید تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تمنا
اک دل تھا سو ہم کر چکے قربانِ تمنا اب بے سروسامانی ہو سامانِ تمنا
ہاں ہاں یہی دل تھا کبھی ایوانِ تمنا اب دیکھ رہو ہو جسے زندانِ تمنا
کیا جانے کوئی وسعتِ میدانِ تمنا عالم بھی ہو اک گوشۂ دامانِ تمنا
اللہ رے شوق کو رکھے مرے دل میں لے دیکھے ہی اک تو ہو جانِ تمنا
پنہاں دُرِ یکتا کی طرح تھی یہ صدف میں نکلی مرے دل سے تو بڑھی شانِ تمنا
یا رب دلِ مشتاق کا ٹوٹے نہ سہارا گل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تمنا
لینا خبر اے شوق کہ یہ وقت مدد ہو چھٹتا ہو مرے ہاتھ سے دامانِ تمنا
کب سے دلِ مقصود یہ دم توڑ رہا ہے کیا ہو کہ نکلتی ہی نہیں جانِ تمنا
سینہ جو ہوا چاک تو ارمان نکل آئے آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا

درد دلِ بیتاب ذرا اور ترقی — ہاں المدد اے خامۂ احسانِ تمنا

مہندی نے چرایا کبھی پھولوں نے اڑایا — آخر نہ چھپا خونِ شہیدانِ تمنا

ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دنیا — ہر قطرہ مرے اشک کا طوفانِ تمنا

یہ آخری ہچکی تھی مریضِ شبِ غم کی — یا ٹوٹا ہے قفلِ درِ زندانِ تمنا

داغِ دلِ بیدمؔ کی چمک ہی نہیں جاتی
بجھتی ہی نہیں شمعِ شبستانِ تمنا

ترے جلووں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا — ہوا جاتا ہے دھندلا مطلعِ ذوقِ نظر اپنا

تصور کی حدوں سے بڑھ گیا ذوقِ نظر اپنا — کہ دھوکا ہو گیا اکثر تری تصویر پر اپنا

مقامِ عاشقی اے بوالہوس ہے دور تر اپنا — کہاں یہ منظرِ پستی کہاں اوجِ نظر اپنا

وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جاگے تو یہ دیکھا — کہ اک تقدیر پر ہے ہاتھ اک زنجیر پر اپنا

بحمد اللہ کہ ان کے در پہ نکلی جان سجدے میں — جو ڈوبا بھی تو بیڑا ساحلِ مقصود پر اپنا

جلا کر خرمنِ ہستی کو اُن کی دید کر اے دل — تماشا آج تو بھی دیکھ گھر پھونک کر اپنا

یہ جب آتے ہیں تو پھر نام جانے کا نہیں لیتے — سمجھ رکھا ہے میرے دل کو ارمانوں نے گھر اپنا

نظر آشفتگی رنگِ حسن میں ہے عشق کی تنہا بین — نکھر کر اور دیکھو ہو جائیگا ذوقِ نظر اپنا

جگائے گا یہی خوابِ عدم سے چٹکیاں لیکر — سلامت ہے اگر اے ہمنشیں دردِ جگر اپنا

فرازِ عرش سے کچھ بڑھ کے ہیں وسعتیں دل کی — بھلا اس تنگنائے دہر میں کیا ہو گزر اپنا

Scanned with CamScanner

فلک پر ڈھونڈھتے ہیں ہم وہ اپنی پہ چمکتی ہو
یہ معیارِ تجلی ہے وہ معیارِ نظر اپنا

نظر تک انکی پہنچے کس طرح مکتوبِ ناکامی
ٹھہر جاتا ہے طولِ راہ پہنچکر نامہ بر اپنا

لبوں پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے
نویدِ صبحِ ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا

ضرور اک دن وہ بیدم ہمکنارِ آرزو ہونگے
ہمیں کیا لینے جاتا ہے دعا اپنی اثر اپنا

نہ محرابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بتخانہ
جہاں دیکھی تجلی ہو گیا قربان پروانہ

دلِ آزاد کو وحشت نے بخشا ہے وہ کاشانہ
کہ اک در جانبِ کعبہ ہے اک در سوئے بتخانہ

بنائے میکدہ ڈالی جو تو نے پیرِ میخانہ
تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بتخانہ بتخانہ

کہاں کا طور مشتاقِ لقا وہ آنکھ پیدا کر
کہ ذرہ ذرہ ہے نظارہ گاہِ حسنِ جانانہ

خدا پوری کرے یہ حسرتِ دیدار کی حسرت
کہ دیکھوں اور ترے جلووں کو دیکھوں بے حجابانہ

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیمانہ شیشہ سے کبھی شیشے سے پیمانہ

سجا کر تحفۂ دل کشتیِ چشمِ تمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لیکر یہ نذرانہ

کبھی جو پردۂ بے صورتی میں جلوہ فرما تھے
انھیں کو عالمِ صورت میں دیکھا بے حجابانہ

مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب بیگانہ بیگانہ

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے
اور اپنی جان دیکر چین سے سوتا ہے پروانہ

کسی کی محفلِ عشرت میں پیہم دَور چلتے ہیں
کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیمانہ

ہماری زندگی تو مختصر سی اک کہانی تھی — بھلا ہو موت کا جس نے بنا رکھا ہے افسانہ

یہ نقطہ سالکِ مجذوب کی ہو شرح اے بیدمؔ
کہ اک ہشیار ختم المرسلین اور ایک دیوانہ

مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو — جو لفظوں کا ہو محتاج وہ میری داستاں کیوں ہو
پہنچ کر خونِ دل آنکھوں تک شکوہ نہاں کیوں ہو — الٰہی حاصلِ دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو
لحد پر آکے میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو — نہیں معلوم تم اس درجہ مجھ سے بدگماں کیوں ہو
ترا جلوہ جو ہستی ہو تو پھر قیدِ نظر کیسی — مری ہستی جو پردہ ہو تو پھر بھی درمیاں کیوں ہو
مٹا دو شوق سے آکر مٹا دو میری تربت کو — جو تم پر مر مٹا ہو اسکا اتنا بھی نشاں کیوں ہو
ترے قدموں پہ سر ہو سامنے تو ہو تصور میں — مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگِ آستاں کیوں ہو
مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ تغافل سے — کبھی جو پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو
بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں — خزاں نا آشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو
کہاں یاں کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے — ترے ہوتے ہوئے ایمل خیالِ دو جہاں کیوں ہو
نئی دنیا بسا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے — قفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیروں نے بیدمؔ کو حیاتِ جاوداں بخشی
حیاتِ جاوداں کا نام مرگِ جاوداں کیوں ہو

مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحاں کیوں ہو — ترا دردِ محبت بھی نصیبِ دشمناں کیوں ہو

جو منزل تک پہنچنا ہو تو گردِ کارواں کیوں ہو
جو گردِ کارواں بھی ہو تو گردِ رائیگاں کیوں ہو

وہی بزمِ تجلی ہو وہی نغموں کی بے تابی
ابھی سنتے ہیں ہم خاموش سازِ کن فکاں کیوں ہو

مرا ہستی و عدم جب پاک ہو حدِ تعین سے
تو پھر تیرے لیے قیدِ مکان و لامکاں کیوں ہو

خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدار دشمن ہے
مری آنکھوں تک آتے آتے وہ خوابِ گراں کیوں ہو

مری آنکھوں سے پردہ ہو جو دل میں رہنے والوں کو
تخیل معجزن کیوں ہو تصور ضوفشاں کیوں ہو

اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی
نہیں ہوں میں تو مجھ پر پھر یہ ہونیکا گماں کیوں ہو

وہ شیدا حسنِ صورت پر فدائے حسنِ معنیٰ ہم
فسانہ قیس کا بیدم ہماری داستاں کیوں ہو

یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے
بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

عرضِ حالِ دل کا انکی بزم میں اک جوش ہے
دفترِ صد آرزو گویا لبِ خاموش ہے

ساقی آنکھوں میں تری وہ بادۂ سر جوش ہے
اک نظر میں میکدے کا میکدہ بیہوش ہے

روزِ وصلِ یار ہے کیسی قیامت حشر کیا
ذرہ ذرہ آج پھیلائے ہوئے آغوش ہے

ایسے کھوئے ہیں کہ اپنا ہے نہ بیگانے کا ہوش
فکرِ فردا ہے نہ ہم کو خیالِ دوش ہے

جلوہ گاہِ ناز کے پردے کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کسکو ہوش ہے

عرصۂ محشر میں اک طوفان برپا کر دیا
قطرۂ خونِ دلِ عاشق میں کتنا جوش ہے

وہ کہیں پچھلے پہر آئیں گے بہرِ فاتحہ
شام ہی سے آج تو شمعِ لحد خاموش ہے

Scanned with CamScanner

انکے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو   کسکو کتنی بیخودی ہے کسکو کتنا ہوش ہے

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے
جو ترے کوچے میں ہے ریحان کفن بر دوش ہے

کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
یار کی خاک آستاں تاج سر نیاز ہو

ہم کو بھی پائمال کر عمر تری دراز ہو
مست خرام ناز ادھر مشق خرام ناز ہو

چشم حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب
دفتر صد حدیث راز ہر ورق مجاز ہو

سامنے روئے یار ہو سجدے میں ہو سر نیاز
یونہی حریم ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو

اس کے حریم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہان راز ہو

"تیری گلی میں پاکے جا" جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو۔ تجھ سے جسے نیاز ہو

بیدم خستہ ہجر میں بن گئی جان زار پہ   جس نے دیا ہو درد دل کاش وہ چارہ ساز ہو

میں اور حسنِ یار کا جلوا لیے ہوئے ذرّہ ہے دلفریبیٔ دنیا لیے ہوئے
ویران دل کا آنکھوں میں نقشا لیے ہوئے صحرا میں پھر رہا ہوں میں صحرا لیے ہوئے
دورِ فراق۔ زخمِ جگر۔ داغہائے دل آیا ہوں کی بزم سے کیا کیا لیے ہوئے
کیونکر کروں نہ سجدہ رہِ کوئے یار میں ہر ذرّہ ہے تجلّیِ کعبا لیے ہوئے
بتخانے سے غرض ہے نہ مسجد سے واسطہ پھرتی ہے مجھ کو تیری تمنا لیے ہوئے
جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں بجلی گری اسی کا سہارا لیے ہوئے
آنکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ منیرِ دوست غش میں کلیم برقِ تجلّا لیے ہوئے

دنیا سے بے نیاز زمانہ سے بے خبر (بے پروا)
بیدم ہے تیرا تیری تمنا لیے ہوئے

کاش سمجھے مرا سوزِ غمِ پنہاں کوئی گل کرے آکے چراغِ تہِ داماں کوئی
زلزلے سے نہ لحد کے ہو پریشاں کوئی ڈال دے قبر پہ خاکِ درِ جاناں کوئی
اُس سے ہم کہتے ہیں جیتا ہے جو انساں کوئی کہ تری شکل میں پنہاں ہے مری جاں کوئی
اللہ اللہ رے مرے غمکدۂ دل کی بہار آج اُٹھی اجڑے ہوئے گھر میں ہے مہماں کوئی
حشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے دیکھ لے آکے جو طولِ شبِ ہجراں کوئی
داغہائے غمِ جاناں سے ہے سینہ گلزار باغِ عالم میں ہے فردوس بداماں کوئی
ناوکِ انداز تجھے اپنی اداؤں کی قسم ترکشِ ناز میں رہ جائے نہ پیکاں کوئی

ذرہ ذرہ ہو رہِ عشق کا صحرائے جنوں — دشت مجنوں ہے بیاباں میں بیاباں کوئی
لاکھوں آزادیاں اُس اِک اسیری پہ نثار — لے گئے پہنچانے کو جیب تا درِ زنداں کوئی
شانِ رحمت کیلئے حیلۂ بخشش مل جائے — بات اتنی ہو کہ ہو جائے پشیماں کوئی

پردۂ ہستیٔ موہوم اٹھا دے بیدم
دیکھے پھر تیری طرح جلوۂ جاناں کوئی

میری تربت پہ ہو انگشت بدنداں کوئی — خاک میں مجھکو ملا کر ہے پشیماں کوئی
رشکِ عیسیٰ ہو کوئی فخرِ سلیماں کوئی — ہو کے دیکھے تو گدائے درِ جاناں کوئی
اُف وہ شورِ سلاسل ہو نہ آہوں کی صدا — لے گیا ساتھ ہی سب ذوقِ زنداں کوئی
مشتعل راہِ وفا ہے مرا ذرہ ذرہ — کیوں مری خاک پہ کرتا ہے چراغاں کوئی
ان کے چہرے سے نقاب اٹھتے ہی دنیا بدلی — کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی
رہے جبیں سائیِ سنگِ درِ جاناں جو نصیب — آجکل اپنے مقدر پہ ہو نازاں کوئی

پھر چلا کعبے سے میں دیرِ بتاں کو بیدم
نہ ہوا ہوگا مری طرح پشیماں کوئی

ہتھیلی پر لیے سر عشق کے دربار میں آیا — میں جب سرکار کا بندہ تھا اُس سرکار میں آیا
یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کی سجدہ گاہوں میں — جو لطفِ جبہہ سائی آستانِ یار میں آیا
نشیمن ہے نہ وہ گلبن نہ شاخِ آشیاں باقی — قفس سے چھوٹ کر ناحق ہی میں گلزار میں آیا

Scanned with CamScanner

غم ناکامیٔ قسمت کی دُنیا سے شکایت کیا
وہی بہتر ہے جو بیدم مزاجِ یار میں آیا

قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی — چادر پڑی ہے گوشۂ دامانِ یار کی
کیسا فشار کیسی اذیت فشار کی — لذت ملی ہے قبر میں آغوشِ یار کی
وحشت یہ کہہ رہی ہے دلِ بیقرار کی — پھر خاک چھاننی ہے ہمیں کوئے یار کی
کوچے میں تیرے دوشِ صبا پر سوار ہے — کس اوج پر ہے خاک ترے خاکسار کی
دل بھی گیا جگر بھی گیا "جان بھی چلی" — اچھی گھڑی ہے آرزوئے وصلِ یار کی
در پر جگہ نہ دامنِ دلدار پر قرار — مٹی خراب ہے مری مشتِ غبار کی
نیرنگیٔ زمانہ سے دل سیر ہو گیا — اب غم خزاں کا ہے نہ خوشی ہے بہار کی
عبرت سے شیب و شباب پہ میرے نظر کرو — تصویر یہ ہوں ہیں گردشِ لیل و نہار کی
لاؤں میں شام ہی سے نہ کچھ کھا کے سو رہوں — دیکھی ہے صبح کس نے شبِ انتظار کی
وہ جیتے جی تو بہرِ عیادت نہ آ سکے — اب آ رہے ہیں خاک اڑانے مزار کی
ناپائدار ہستیٔ ناپائدار ہے — ہستی ہی کیا ہے ہستیٔ ناپائدار کی

بیدم نہ اپنا نخلِ تمنا ہرا ہوا
آئی بھی اور گذر بھی گئی رُت بہار کی

چومی رکاب اُٹھ کے کسی شہسوار کی — ہمت تو دیکھئے مری مشتِ غبار کی

ہر شے میں دیکھتا ہوں جھلک حسنِ یار کی
مشتاق کو تمیز نہیں نور و نار کی

اے اضطراب پردۂ رازِ نہاں نہ کھول
تجھ کو قسم ہے گوشۂ دامانِ یار کی

بجلی کی طرح مجھکو تڑپنے سے کام ہے
تصویر ہوں میں اپنے دلِ بیقرار کی

بادِ صبا مٹاتی ہے میرے مزار کو
مٹی ہے یادگار ترے یادگار کی

اچھا ہوا کہ حسرت و ارمان مٹ گئے
اب چین سے کٹے گی دلِ بیقرار کی

بیدمؔ جہاں میں صبحِ قیامت ہے جسکا نام
شاید وہی سحر ہے شبِ انتظار کی

دلِ وحشی مرا شیدا ہے زلفِ عنبریں ہو کر
چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشیں ہو کر

کسی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی
رہیگا آسماں بھی تیرے کوچے کی زمیں ہو کر

برا ہو نا امیدی کا اسے بھی چھین لی دل سے
خیالِ وصل جو برسوں رہا تھا دل نشیں ہو کر

ترے دامن نے برسوں شرم رکھی میرے زخموں کی
تو کیا آنسو نہ پونچھیگی یہ تیری آستیں ہو کر

کہو اب کیا علاج اس میری برگشتہ نصیبی کا
کہ جب ہاں بھی کسی کی لب تک آتی ہے نہیں ہو کر

ہماری خاک ہوتی یا کہ نقشِ قدم ہوتے
ہم اس کوچے میں رہتے کاش پیوندِ زمیں ہو کر

یہ محرومیٔ قسمت ہے کہ انکے وصل کی حسرت
رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہِ واپسیں ہو کر

کوئی روٹھے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے
کسی کے اشک کیوں پونچھے کسی کی آستیں ہو کر

مرے ہی خرمنِ ہستی کو پھونکا اسنے اے بیدمؔ
بچایا غیر کا گھر میری آہِ آتشیں ہو کر

دل کو میرے جلوہ گاہِ روئے روشن کر دیا — رشکِ جنت یار نے صحرائے ایمن کر دیا

تو نے کافر مجھ کو لے ایماں کے دشمن کر دیا — کعبۂ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا

اب بآسانی نکل جائیں گی اپنی حسرتیں — یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کر دیا

وسعتِ شوقِ لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم — حسن نے ہر ذرہ مجھے وادیٔ ایمن کر دیا

دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم — دوستی نے آپ کی دنیا کو دشمن کر دیا

جوشِ وحشت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں — جامۂ ہستی کا میرے چاک دامن کر دیا

واہ ری قسمت جو دل کل تک تھا انکی جلوہ گاہ — آج انکی حسرت و ارماں کا مسکن کر دیا

عشقِ پروانہ سے ہے بیدم فروغِ شمعِ حسن
میری بدنامی نے ان کا نام روشن کر دیا

طور والے تری تنویر لیے بیٹھے ہیں — ہم تجھی کو بتِ بے پیر لیے بیٹھے ہیں

جگر و دل کی نہ پوچھو جگر و دل میرے — نگہِ ناز کے دو تیر لیے بیٹھے ہیں

ان کے گیسو دلِ عشاق پھنسانے کیلئے — جا بجا حلقۂ زنجیر لیے بیٹھے ہیں

اے تری شان کہ قطروں میں ہے دریا جاری — ذرّے خورشید کی تنویر لیے بیٹھے ہیں

پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے — تیغ پاس انکے نہ وہ تیر لیے بیٹھے ہیں

خمِ عشرت سے بھرے جاتے ہیں اغیار کے جام — ہم تہی کاسۂ تقدیر لیے بیٹھے ہیں

کشورِ عشق میں محتاج کہاں ہیں بیدم — قیس و فرہاد کی جاگیر لیے بیٹھے ہیں

بھر دیا دامنِ مراد رُخ سے نقاب اُٹھا دیا — جتنی تھی آرزو مجھے اُس نے کہیں سوا دیا

کیا کہیں اُس نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا — ہم نے جو کچھ لیا لیا اُس نے جو کچھ دیا دیا

اپنے مریضِ ہجر کا خوب علاج کر گئے — سینہ پہ رکھ کے دستِ ناز دردِ جگر بڑھا دیا

میری فغاں سے بارہا آیا زمیں پہ زلزلہ — جب کبھی دل سے آہ کی عرشِ بریں ہلا دیا

مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی مِری مٹا — نامِ وفا کے ساتھ ساتھ نقشِ وفا مٹا دیا

صورتِ شمعِ بزم ہوں میری فنا بقا ہی کیا — شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بجھا دیا

بیدمؔ زار کی اگر آہ کا کچھ نہیں اثر
پھر کہو خوابِ ناز سے کس نے انھیں جگا دیا

محمل کے قریب رہ کر مجنوں تو رہے محروم — اور دیدۂ لیلیٰ کی پردوں کا کھلے مقسوم

لپٹا کے کلیجہ سے ہم رو ہی لیا کرتے — اے کاش کہیں ملتے ارمانِ دلِ مرحوم

دل آتا ہے دل جاتا الفت نہیں آفت ہے — اں تم اسے کیا سمجھو ہاں ہم ہیں کیا معلوم

دن آیا تو بیتابی رات آئی تو بیخوابی — جب دل کی یہ حالت ہو خیریتِ جاں کیا معلوم

کہنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم میں — تم سا نہ کوئی ظالم ہم سا نہ کوئی مظلوم

اسرارِ محبت کو سمجھے کہ نہ کچھ سمجھے — اتنا ہی ہوا معلوم کچھ بھی نہ ہوا معلوم

یہ نیچی نظر والے اک فتنۂ محشر ہیں — کہنے کو بڑے بھولے بھالے بڑے معصوم

پژمردہ نہ ہوں کیا ہوں ہم مردہ ہوا لیکن ہو — ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دلِ مرحوم

بیدم یہ محبت ہے یا کوئی مصیبت ہے
جب دیکھیے افسردہ جب دیکھیے مغموم

پہلو میں دل ہو دل میں تمنائے یار ہو
آئینہ ہو جہاں وہیں آئینہ دار ہے

بجلی میں ہو سوار جو اس پر سوار ہے
کیا تیز گام ابلقِ لیل و نہار ہے

آہٹ پہ کان در پہ نظر بار بار ہے
کچھ خیر تو ہے کس کا تمہیں انتظار ہے

اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف
اک تم کہ تم پہ ساری خدائی نثار ہے

تم شوق سے جفا کئے جاؤ ستم کرو
یہ کس نے کہہ دیا کہ مجھے ناگوار ہے

یوں جا رہا ہوں داورِ محشر کے سامنے
سینہ پہ ہاتھ ہاتھ میں تصویرِ یار ہے

دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی
مشتِ غبار دوشِ ہوا پر سوار ہے

جھگڑا چکائیں جان ہی دیدیں فراق میں
ہونا تو ایک دن یہی انجام کار ہے

کس کو سنا رہی ہے صبا مژدۂ بہار
ہم کیا کریں جو آمدِ فصلِ بہار ہے

نیرنگِ روزگار پہ کس کی نظر نہیں
ہر آنکھ اک مرقعِ لیل و نہار ہے

بیدم ملے جو مجمعِ احبابِ دلنواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے

گھونگھٹ اُس رخ سے گر جدا ہو جائے
پھر خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے

جان تم پہ میری فدا ہو جائے
دل لگانے کا حق ادا ہو جائے

کام کر جائے اُن کی پہلی نظر ابتدا ہی میں انتہا ہو جائے
تم اگر زہر بھی مجھے دے دو دردِ دل کی مرے دوا ہو جائے
کھینچئے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی کھینچئے تو حشر ابھی بپا ہو جائے
اُن کے در پہ مروں میں سجدے میں عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے
اک مری جان کے ہیں سو جھگڑے فیصلہ کر دو فیصلا ہو جائے
آپ اور پاسِ قول ناممکن آپ کا وعدہ اور وفا ہو جائے

بس بھلائی اسی میں ہے بیدمؔ
غیر سے اُن کا دل بُرا ہو جائے

اس کو دنیا اور عقبےٰ چاہیئے قیس لیلےٰ کا ہے لیلےٰ چاہیئے
اب جو کچھ کرنا ہے کرنا چاہیئے آج ہی سے فکرِ فردا چاہیئے
اِن بتوں سے دل لگانے کیلئے سچ ہے پتھر کا کلیجا چاہیئے
دیکھنا اُن کا تو قسمت میں نہیں دیکھنے والے کو دیکھا چاہیئے
وہ نہیں آئے تو وعدے پر نہ آئیں لے اجل تجھ کو تو آنا چاہیئے
مجھ سے نفرت ہو تو نفرت ہی سہی چاہیئے غیروں کو اچھا چاہیئے
خلد والوں کو دکھانے کے لیے اک ترے کوچہ کا نقشا چاہیئے
آگے اب جاتا کہاں ہے تیرِ ناز تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہیئے

توڑ کر بیدم بتِ پندار کو
دیر کو کعبہ بنانا چاہیے

ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا — کوئی ٹھہرے تو کہاں کنجِ ملامت کے سوا
ہجر کی رات تو کٹ جاگے جو بیدم سوئے — کون اُٹھائیگا انھیں شورِ قیامت کے سوا
یہی تقویٰ ہے یہی زہد یہی حسنِ عمل — کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا
بے خبر بھی ہوں نہیں اُس حسن سے خود رفتہ بھی — اور عالم بھی ہے اک عالمِ حیرت کے سوا
وائے ناکامیٔ قسمت کہ وہ فرماتے ہیں — اور باتیں کرو اظہارِ محبت کے سوا
عرصۂ حشر میں یہ شور کہ وہ آتے ہیں — یہ تو اک اور قیامت ہے قیامت کے سوا
اس قدر مشقِ تصور ہو مری آنکھوں کو — کہ نظر آئے نہ کچھ یار کی صورت کے سوا
ہے یہی میکدہ پیرِ مغاں کی تعلیم — شغل کوئی نہیں شغلِ مے الفت کے سوا
برہمن دیر کو کعبے کو گئے حضرتِ شیخ — ہم کہاں جائینگے تیرے درِ دولت کے سوا
رنج و غم یاس و قلق حسرت و حرمان و الم — سب گوارا ہیں مجھے اک تری فرقت کے سوا
شوق سے آتشِ فرقت جگر و دل کو جلا — پھونک دے پھونک دے سب اُن کی محبت کے سوا

شیخ کی باتوں میں بیدم مرا جی کیا بہلے
اس کو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا

بیگانگیٔ دل کے افسانے کو کیا کہیے — اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہیے

جب دونوں ہی روشن ہیں اِک تیری تجلی ہو ۔ پھر کعبہ تو کعبہ ہو بتخانے کو کیا کہیے
اُن مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ ۔ گردش میں زمانہ ہو پیمانے کو کیا کہیے
اے مشعلِ بزمِ دل اے شمعِ حریمِ جاں ۔ سب تجھ پہ تصدق ہیں پروانے کو کیا کہیے
آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو ۔ اِن آنے کو کیا کہیے اُس جانے کو کیا کہیے
فرقت میں جدھر دیکھو وحشت سی برستی ہے ۔ جب گھر کا یہ عالم ہو ویرانے کو کیا کہیے

وہ رو کے مرا بیدمؔ دامن سے لپٹ جانا
اور اُن کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہیے

سورج کی کرن یا کاہکشاں یا عقدِ ثریا سہرا ہے ۔ اک نور کا تیلا دولہا ہے اک نور سراپا سہرا ہے
بہتر و برتر افضل و اعلیٰ محبوب دلآرا سہرا ہے ۔ دنیا کی نگاہیں کیوں نہ پڑیں نیا نرالا سہرا ہے
سہرے کی چمک مکھڑے کی دمک بت نکہت بیچ پریں ۔ سہرے میں نکھارا مکھڑا ہے مکھڑے پہ چمکتا سہرا ہے
طرہ پہ پیچ اور عمامہ بھی مہندی کنگنا غازہ ۔ دولہا ہے مجسم سر تا پا ایسا ہی اُسکا سہرا ہے

بیدمؔ اسے گوندھ کے لایا ہے گلہائے مضامیں چُن چُن کر
پھولوں کا نہیں موتی کا نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے

اُنکے ناوک آکے سینے میں مرے کیا دیکھئے ۔ دل کے ہر گوشے میں ارمانوں کی دنیا دیکھئے
لطف تو جب تھا کہ ہم تو دیکھتے اُن کا جمال ۔ اور ہماری بیخودی کا وہ تماشا دیکھتے
باغ میں چھپ چھپ کے جانیکا نتیجہ مل گیا ۔ کتنے شرمائے وہ جب نرگس کو دیکھا دیکھئے

Scanned with CamScanner

طالعِ بیدار دکھلاتا تری صورت تو ہم دیدۂ یعقوب سے خوابِ زلیخا دیکھتے

اشکِ حسرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے یوں تو قطرہ ہو جو بہہ جاتا تو دریا دیکھتے

جوشِ وحشت میں جو کھاتے ہمتِ دستِ جنوں ہم اگر کچھ وسعتِ دامانِ صحرا دیکھتے

قافلے پہونچے ہزاروں منزلِ مقصود تک ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھتے

دیدِ گل کیواسطے بلبل کی آنکھیں چاہیے
قیس کی آنکھوں سے بیدم حُسنِ لیلیٰ دیکھتے

غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے دل کا ارمان ہوا جاتا ہے

دیکھ کر الجھی ہوئی زلف ان کی دل پریشان ہوا جاتا ہے

تیری وحشت کی بدولت اے دل گھر بیابان ہوا جاتا ہے

سازوسامان کا نہ ہونا ہی مجھے سازوسامان ہوا جاتا ہے

مشکل آسان ہوئی جاتی ہے کیوں پریشان ہوا جاتا ہے

دل لیے جاتے ہیں مرے صبر و قرار گھر یہ ویران ہوا جاتا ہے

دل کی رگ رگ میں سما کر بیدم
درد تو جان ہوا جاتا ہے

اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے آدمی کثرتِ انوار سے حیراں ہو جائے

تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے

اور نمکپاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے

دینے والے تجھے دینا ہو تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہئ داماں ہو جائے

اُس بدبخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں
خوابِ راحت بھی جسے خوابِ پریشاں ہو جائے

خواب میں بھی نظر آجائیں جو آثارِ بہار
بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریباں ہو جائے

سینۂ شبلیؒ و منصورؒ تو ہیجو بکا تو نے
اِس طرف بھی کرم اے جنبشِ داماں ہو جائے

آخری سانس بنے زمزمۂ ہُو اپنا
سازِ مضرابِ فنا تارِ رگِ جاں ہو جائے

تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے
ابھی بیدمؔ رسن و دار کا ساماں ہو جائے

ذرے ذرے سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
آنکھ پڑتی نہیں نظارہ پہ پریشاں ہو جائے

جی بہلنے کا جنوں میں کوئی ساماں ہو جائے
گھر بیاباں میں بنے یا گھر ہی بیاباں ہو جائے

دل وہی دل ہے جو خاکِ رہِ محبوب بنے
جان وہ جان ہے جو یار پہ قرباں ہو جائے

زاہد اسکو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
کعبہ جس کے لیے سنگِ درِ جاناں ہو جائے

اسی امید پہ ہم خاکِ درِ یار ہوئے
کہ رسائی کہیں آلودۂ داماں ہو جائے

ایک دم میں حرم و دیر کے جھگڑے مٹ جائیں
یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے

تیرے قبضے میں ہے جب تک تری تیغ ہے تیغ
سینے سے سر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے

یا تو پہنچا دے گلستاں میں قفس کو صیاد
یا یہیں کنجِ قفس صحنِ گلستاں ہو جائے

Scanned with CamScanner

یہ بھی اک معجزۂ وحشتِ دل ہو بیدمؔ
کہ مری خاک کا ہر ذرّہ بیاباں ہو جائے

جنابِ وارثِ آلِ عبا کی چادر ہے / حضورِ خواجۂ گلگوں قبا کی چادر ہے
امیرِ شہرِ ولایت کریم ابنِ کریم / تمام خلق کے حاجت روا کی چادر ہے
نبیؐ کے لال کی مولا علیؓ کے جانی کی / یہ یادگارِ شہِ کربلا کی چادر ہے
گدا نواز سخی دستگیرِ مظلوماں / غریب پرور مشکلکشاؓ کی چادر ہے

ملے گا حسن کا صدقہ غریب بیدمؔ کو
جمیلِ حسن و جمالِ خدا کی چادر ہے

یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی / پھولوں سے جدا کلیاں کلیوں سے جدا ڈالی
سر رکھ کے ہتھیلی پر اور رختِ جگر چن کر / سرکار میں لائے ہیں اربابِ وفا ڈالی
رؤیا کہوں میں انکو یا مژدۂ بیداری / غش ہو کے نقاب اُس نے چہرے سے اٹھا ڈالی
اللہ رے تصور کی نقاشی و نیرنگی / جب بن گئی اک صورت اک شکل مٹا ڈالی
ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا / جب فصلِ بہار آئی دوکان اٹھا ڈالی
خونِ دلِ عاشق کے دو قطرے کا کیا کہنا / دنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی

بیدمؔ ترے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

Scanned with CamScanner

قلبِ مضطر سے سنی جب داستانِ آرزو — بجلیاں کرنے لگیں شرحِ بیانِ آرزو
کس قدر پُر درد ہے میرا بیانِ آرزو — رو دیا جو سُننے بیٹھا داستانِ آرزو
کیوں نہ پھر سن سن کے ہر گل چاک پیراہن کرے — لے اُڑی بلبل مرا طرزِ بیانِ آرزو
رعبِ حسنِ یار سے محفل میں ہم خاموش ہیں — دیدۂ حیرت زدہ ہے ترجمانِ آرزو
کل زمینِ آرزو تھی رشکِ چرخِ ہفتمیں — فرش پا انداز ہے اب آسمانِ آرزو
سُن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دمِ آخر کہا — تھی نگاہِ واپسیں گویا زبانِ آرزو

اے دلِ مضطر تجھے دم تک ہو بیدمؔ کی حیات
تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشانِ آرزو

تیغ کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا — آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا
نزع میں بیمارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا — جب کہا اس نے سنبھل سنبھلا سنبھل کر رہ گیا
طفلِ اشک آنکھوں سے نکلا خونِ دل کے ساتھ ساتھ — اُن کے دامن پر پڑا اچھلا مچل کر رہ گیا
میرے آغوشِ تصور سے نکلنا ہے محال — اب خیالِ یار تو سانچے میں ڈھل کر رہ گیا
آتشِ رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں — دیدِ موسیٰ کو ہوئی اور طور جل کر رہ گیا
اک ہمارا دل کہ محوِ لذتِ دیدارِ شمع — ایک پروانہ کہ دیکھا اور جل کر رہ گیا
رازِ دل کا پردہ رکھا رعبِ حسنِ یار نے — حرفِ مطلب منہ سے نکلا اور نگل کر رہ گیا
یادِ جاناں میں تری شعلہ مزاجی کے نثار — دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جل کر رہ گیا

جاں نثاروں کا تھا آج اس درجہ مقتل میں ہجوم		خنجرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چل کر رہ گیا

سوز و سازِ عشق کا انجام بیدم دیکھ لو
شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانہ جل کر رہ گیا

کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالۂ شبگیر کا		کوئی اتنا ہو کہ دامن تھام لے تاثیر کا

پہلے عاشق کو بناتے ہیں نشانہ تیر کا		یوں پرکھ لیتے ہیں وہ کھوٹا کھرا تقدیر کا

ٹوٹ کر جو دل میں رہ جاتا ہے ٹکڑا تیر کا		بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ نخچیر کا

اللہ اے جذبِ دل اب لاج تیرے ہاتھ ہے		امتحاں ہے آج میری آہِ بے تاثیر کا

دل تو دل ہے جان بھی مانگے تو میں حاضر کروں		یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا

ہو نقابِ صورتِ موہوم میری بے خودی		میری عریانی ہو پیراہن مری تصویر کا

تیزیاں نالوں کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں		دردِ دل اٹھ تو ہی دامن تھام لے تاثیر کا

اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے نثار		خاک کا پتلا بنے خاکہ تری تصویر کا

دیدۂ مشتاق کی اللہ رے محو دیدیاں		اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تنویر کا

ناتوانی سے مرے رنگِ پریدہ کی طرح		کھنچتے کھنچتے اڑ گیا خاکہ مری تصویر کا

ہو محبت میں کیوں نہ زنداں کی پابندی عزیز		سلسلہ ملتا ہو زلفِ یار سے زنجیر کا

کچھ نہ پوچھو ذرہ ہائے کوئے جاناں کی چمک		سامنا کرتے ہیں برقِ طور کی تنویر کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقتل بھی ہے		آج بیدم فیصلہ ہوگا مری تقدیر کا

خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں / بہار ہوگی تمہارے لیے بہار نہیں
یہ سینہ داغوں سے کب رشکِ لالہ زار نہیں / تم آکے دیکھو تو کس دن یہاں بہار نہیں
وہی بھلے ہیں جو میخانے میں خراب ہوئے / وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں
عجب مزا ہے مرا دل ہے اس طرف بے چین / نگاہِ شوخ کو اُن کی اُدھر قرار نہیں
یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہ ساقی کی / کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں
یہ آس لائی ہے در پر ترے کریم مجھے / کہاں کبھی نہیں بنتا امیدوار نہیں
یہ کس کی یادِ مژہ کر گئی مجھے بے چین / یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں
مرے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی / ملامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

سُنا ہی کرتے تھے بیدمؔ پر اب تو دیکھ لیا
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں

جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے / صاحبِ خانہ جہاں ہے وہیں مہمان بھی ہے
یاس و حرماں بھی ہے حسرت بھی ہے ارمان بھی ہے / لٹنے سامانوں پہ دل بے سر و سامان بھی ہے
میرے سینے میں جہاں دل ہے پیکان بھی ہے / درد کیسا تھا مرے درد کا درمان بھی ہے
مجھ کو دشوار ہے مٹنا ترا آسانی سے / تو جو چاہے تو یہ مشکل ہی آسان بھی ہے
خانۂ دل میں جہاں بیٹھ گیا، بیٹھ گیا / عجب آرام طلب آپ کا پیکان بھی ہے
پاؤں پھیلیں تو کہاں چادرِ عریانی میں / ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریبان بھی ہے

او کماندار کر اک تیر میں دونوں کا شکار — دل بھی نذرِ پر افشانی ہے مری جان بھی ہے
جس کی اس عالمِ صورت میں ہے رنگ آمیزی — اُسی تصویر کا خاکہ تو یہ انسان بھی ہے
میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو — ایسے جو مرتے ہیں ان کی یہی پہچان بھی ہے

کیوں نہ متوالا ہو بیدم ترا اے پیرِ مغاں
مستیٔ بادہ ہے کیفِ مئے عرفان بھی ہے

کعبے کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے — جانانہ چاہیے درِ جانانہ چاہیے
ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے — بس اک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہیے
حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں — اب اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہیے
عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے — لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیے
پردہ ذرہ کرم سے تو زیبا نہیں حجاب — مجھ خانہ زادِ حسن سے پردا نہ چاہیے
شکوہ ہے کفر اہلِ محبت کے واسطے — ہر اک جفائے دوست پہ شکرانہ چاہیے
بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر — کس کو زکاتِ نرگسِ مستانہ چاہیے

بیدم نمازِ عشق یہی ہے خدا گواہ
ہر دم تصورِ رخِ جانانہ چاہیے

جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا — سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا
وقت آخر بامِ مقصد تک مجھے پہنچا دیا — ہچکیوں کا تار میرے واسطے زینہ ہوا

پرتوِ حسن و جمالِ یار سے بعدِ فنا — ذرّہ ذرّہ خاک کا میری اک آئینہ ہوا

مدتیں گزریں کہ خالی کاسۂ دل تھا مگر — دولتِ دیدار ہاتھ آئی تو گنجینہ ہوا

پیہم آتے ہیں اسی جانب خدنگِ نازِ یار — تودۂ مشقِ ستم گویا مرا سینہ ہوا

یوں تو پہلے بھی تھا دل آئینہ کہنے کیلئے — آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا

اب قبائے رندیت سے کون ٹانکے گا اسے — جامۂ زہد و ورع زاہد کا پارینہ ہوا

ایک تھا میں اور تو لیکن یہ حسنِ اتفاق — تو بنا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا

بیدم ان کے گیسو و رخ کا جو نظارہ کیا
شب شبِ قدر اور دن نوروز و آدینہ ہوا

سنانے کو ہیں مبتلائے محبت — سنو تو کہیں ماجرائے محبت

جو دینا تھا تجھ کو خدائے محبت — مجھے موت دیتا بجائے محبت

وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا — کہ جس دن تری تھی بنائے محبت

محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں — ہے زیبا انہیں پر قبائے محبت

مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں — مرا دل ہے خلوت سرائے محبت

کروں کیوں نہ سجدے تجھے حسنِ جاناں — میں بندہ ہوں تو ہے خدائے محبت

یہ ہر اک سے ہم پوچھتے پھر رہے ہیں — کوئی جانتا ہے دوائے محبت

شہِ حسن کچھ اپنی خیرات دینا — کہ حاضر ہیں در پر گدائے محبت

Scanned with CamScanner

ظہورِ محبت بقائے دلِ جاں — فنائے دو عالم فنائے محبت
وفا گر کرے زندگی اپنی بیدمؔ
تو تا حشر جھیلوں جفائے محبت

تجھ سے ہو پاتے نہیں لے کے دستِ سائل خالی — تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی
ننگ ہے جائیں جو در سے ترے سائل خالی — بھر دے کاسہ جو ہو ساقیِ سرِ محفل خالی
پھر اسی طرح سے ہو زینتِ محمل اے یار — ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا محمل خالی
اشک یوں آنکھوں سے بیگانہ ہوئے وصل کی شب — کشتیاں غرق ہیں جیسے لبِ ساحل خالی
فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا ویراں بیدمؔ
کر گئے اپنے نشیمن کو عنادل خالی

صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر — کیا اعتبار زندگیِ مستعار پر
طول اس قدر ہوا گلۂ اختصار پر — آخر کو بات ٹل گئی روزِ شمار پر
آنسو بہا رہے ہیں وہ میرے مزار پر — ابرِ کرم برستا ہے مشتِ غبار پر
طغرا بنا ہے صنعتِ پروردگار کا — ہر نقشِ صفحۂ جبینِ روزگار پر
مشتاقِ دید ہوں مجھے جلوہ دکھائیے — پھر خدا نہ ٹالیے روزِ شمار پر
قلبِ حزیں کے گرد ہیں ارمان اس طرح — پروانے جیسے جمع ہوں شمعِ مزار پر
واعظ مرے گناہوں پہ تیری نگاہ ہے — میری نظر ہے رحمتِ پروردگار پر

Scanned with CamScanner

لیجے گل کے دیدۂ گریاں سے طفلِ اشک
مچلے ہوئے ہیں گوشۂ دامانِ یار پر

پا لیا ہے میں نے خاک میں مل کر درِ حبیب
ناحق ہے رشک غیروں کو میرے مزار پر

تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے
دشمن بھی رو رہے ہیں مرے حالِ زار پر

یاں تک بڑھی کہ روزِ قیامت سے بڑھ گئی
حیرت ہے مجھ کو طولِ شبِ انتظار پر

بیدمؔ اگر خزانۂ کونین بھی ملے
صدقہ کروں میں دولتِ دیدارِ یار پر

دل تاک ہی ہے تری دزدیدہ نظر آج
لٹتا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج

شاید کہ ہوئی میرے مسیحا کو خبر آج
اب ٹیس ہی دل میں ہے نہ وہ دردِ جگر آج

دیکھا نگہِ لطف سے اس بت نے ادھر آج
کچھ ہو تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج

گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج
یہ ہوش نہیں ہوتی ہمیں اپنی خبر آج

یوں ہی جو ترقی پہ رہا دردِ جگر آج
بیمار ترا دیکھ نہ پائے گا سحر آج

شکر کہ یہ دن ترکِ تمنا نے دکھایا
اب ڈھونڈھتا پھرتا ہے دعاؤں کو اثر آج

دشمن بھی ہے اور ہم بھی ہیں مشتاقِ شہادت
اب دیکھیں تری تیغ ادھر ہو کہ ادھر آج

کم صبحِ قیامت سے نہیں صبحِ شبِ ہجر
دیتے ہیں خبر حشر کی آثارِ سحر آج

ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت
لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدۂ تر آج

دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے
کٹتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج

Scanned with CamScanner

گلدستۂ تحسین ترا نذرانہ ہے بیدم
گلہائے فصاحت کا ہو سہرا ترے سر آج

گلزارِ محبت کی فضا میرے لیے ہے — بس خوب یہی آب و ہوا میرے لیے ہے
ہم ہاتھ میں دامن ہے فرزندِ نبی کا — لُوٹے چمنِ آلِ عبا میرے لیے ہے
ہاں شیفتۂ حسنِ ازل سے ہوں میں تیرا — ہاں ہاں تری الفت کا مزا میرے لیے ہے
وارث ترا در مجھ سے نہیں چھوٹنے والا — میں تیرا ہوں تو نامِ خدا میرے لیے ہے
بیہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری — کافی ترے دامن کی ہوا میرے لیے ہے
تو لاکھ کھینچے مجھ سے نہ چھوٹوں گا میں دامن — کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لیے ہے
ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے — ہاں ہاں یہی دارُوئے شفا میرے لیے ہے
زاہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت — یہ سجدۂ نقشِ کفِ پا میرے لیے ہے
میں عشق کے کوچے سے کہیں جا نہیں سکتا — اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لیے ہے

آزاد ہوئی حصے میں اغیار کے بیدم
پابندیٔ آئینِ وفا میرے لیے ہے

ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات رہے — یہی دن ہوں یہی راتیں یہی برسات رہے
شب کو رندوں میں عجب لطفِ مساوات رہا — مختلف شکل میں سب تھے مگر اک ذات رہے
رات دن صحبتِ اغیار مبارک باشد — آپ دن کو بھی وہیں جائیں جہاں رات رہے

Scanned with CamScanner

سخت جانی ہو اِدھر یاں نزاکت ہو اُدھر
خنجرِ یار کی اللہ کرے بات رہے

کچھ پہلو میں رہے کیسے رہے یہ نہ کہو
مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے

عمر سب حلقۂ رنداں میں بسر کی ہم نے
مر کے بھی خاکِ درِ پیرِ خرابات رہے

میکدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی
تا ابد قبلۂ حاجات و مرادات رہے

منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدمؔ
جان جاتی رہے کیا غم ہے مگر بات رہے

وہ کیا نہیں کرتے ہیں وہ کیا کر نہیں سکتے
کرتے نہیں کیا میری دوا کر نہیں سکتے

گرتوں کو اٹھایا، کبھی مُردوں کو جلایا
کیا میری مدد شیرِ خداؑ کر نہیں سکتے

اب زیست سے تنگ آ گیا بیمار تمہارا
تم زہر ہی دیدو جو دوا کر نہیں سکتے

باز آ نہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے
ہم ترکِ رہ و رسمِ وفا کر نہیں سکتے

یہ قیدِ مصائب بھی کوئی قید ہے بیدمؔ
وہ چاہیں تو کیا تجھ کو رہا کر نہیں سکتے

کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے

دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے
دیکھ ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے

آپ ٹھکراتے تو ہیں قبرِ شہیدانِ وفا
حشر سے پہلے کہیں حشر بپا ہو جائے

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

کم نہیں روزِ قیامت سے شبِ وصل انکی
شام ہی سے جسے اندیشۂ فردا ہو جائے

کیا ستم ہو جو ترے ہوتے نئے لے جذبۂ دل
میرا چاہا نہ ہو اور غیر کا چاہا ہو جائے

شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندہ عیسیٰ سے جو ہو جاؤں تو مرنا ہو جائے

میرا ساماں مری بے سروسامانی ہے
مر بھی جاؤں تو کفن دامنِ صحرا ہو جائے

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے

انکی کیا شرم نہ ہوگی تجھے اے شانِ کرم
تیرا بندہ جو ترے سامنے رسوا ہو جائے

تو اُسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدم بھی تجھی سا ہو جائے

دل میں جو ترے تیرِ نظر آئے ہوئے ہیں
وہ مجھ پہ مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں

دل کیا ہے جگر تک مرے برمائے ہوئے ہیں
پیکاں ترے تیروں کے غضب ڈھائے ہوئے ہیں

آئے بھی شبِ وعدہ تو کیا آئے کہ آکر
بے طرح پریشان ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

محفل ہے تو شوخی سے کئے قتل ہزاروں
خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں

اس پر بھی وہ ملتے ہیں تو ایمان ہے انکا
غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

معشوق ہیں کچھ کاکلِ پیچاں تو نہیں آپ
کیوں کھنچے ہوئے بیٹھے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

بیدم وہ جواں ہونگے تو کیا ہونگے نہ پوچھو
بچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں

شمع حرم جاں ہو یا مشعل بت خانہ — کیا کیا میں کہوں تجھکو اے جلوۂ جانانہ

منزل مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بت خانہ — ان دونوں سے آگے چل اے ہمت جانانہ

میخواروں کے صدقے میں ساقی کوئی پیمانہ — میخانہ میں حاضر ہے دُردی کش میخانہ

سب نقش خیالی ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ — تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ

ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا — شیشے پہ گرا شیشہ پیمانے پہ پیمانہ

میرا دل ویراں بھی آباد کئے جانا — اے زینت ہر محفل اے صاحب ہر خانہ

زاہد مری قسمت میں سجدے ہیں اُسی در کے — چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگ در جانانہ

تو شمع صف اے گل آ جائے جو سر محفل — پروانہ بنے بلبل بلبل بنے پروانہ

مٹ کر بھی رہے باقی جو تجھ پہ مٹے ساقی — جب مٹتے ہیں بنتے ہیں خاک در میخانہ

یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لا حاصل — سب یار کے جلوے ہیں اپنا ہے نہ بیگانہ

کیا لطف ہو محشر میں میں شکوے کئے جاؤں — وہ ہنس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ

معلوم نہیں بیدم میں کون ہوں اور کیا ہوں
یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ

اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا — چار حرف آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا

قیدیٔ زندانِ غم اس درجہ خوگر ہو گیا — سر جہاں دیوار سے مارا وہیں در ہو گیا

میرے دل کے راز کا اظہار سب پر ہو گیا — جو نہ ہونا تھا وہی اے دیدۂ تر ہو گیا

Scanned with CamScanner

اضطرابی کا خزانہ دیدۂ تر ہو گیا
جو گرا فرقت میں آنسو قلبِ مضطر ہو گیا

تشنہ کامانِ تمنا پی کے سب چلتے ہوئے
چلتے چلتے اُن کا خنجر دورِ ساغر ہو گیا

تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا
کر چکے تم اور علاجِ قلبِ مضطر ہو گیا

تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بحرِ فکر میں
ہر حبابِ موجِ ہستی میرا ساغر ہو گیا

خود نمائی کرتے کرتے اب خدا بننے لگے
یہ بتوں کا حوصلہ اللہ اکبر ہو گیا

میں کسی خلوت میں تھا گردش ہوئے تیرے ساتھ
بزمِ ہستی میں جو آیا دورِ ساغر ہو گیا

سو بہاریں اس مسرت اس تبسم کے نثار
آج دامانِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا

دو عدم میں ایک ہستی وہ بھی نذرِ نیستی
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا

اپنے رنگ کو سکھا دی عشق نے بے چینیاں
قلبِ مضطر اک عذابِ جانِ مضطر ہو گیا

صبر ہی کی کوئی حد بھی "اے نزاعِ زلفِ یار"
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مقدر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدمؔ بزمِ ناز
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا

دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا

ذرہ ذرہ رشکِ خورشیدِ محشر ہو گیا
لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا

جھکتے پردے سو ضیائے حسن جھلکی تھی کلیمؔ
آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا

نکہتِ گل اس کو سمجھوں یا کہوں نورِ نگاہ
آنے پردوں میں بھی جو پردے سے باہر ہو گیا

اس کے مہرِ حسن کی کرنیں حجابِ رخ ہوئیں — کب اٹھا پردہ وہ کب پردے سے باہر ہو گیا
وعدۂ دیدار یاد آیا سنا جب شورِ حشر — میں نے یہ سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا
کیسی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی — مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا
جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوش اتنا نہیں — یا پردہ میں تھا یا پردے سے باہر ہو گیا
ایسے کی پردگی و پردے کا کیا اعتبار — بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا

تھی تو بیدمؔ یہ کسی کے بیخودی کی شان تھی
ذکر پر یہ شیخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا

تجلیِ رخِ روشن کا کیا ٹھکانا تھا — ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا
نگاہِ ناز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا — نظر نظر سے ملی تھی کہ دل نشانا تھا
خیال و خواب ہوئے وہ مزے جوانی کے — عجیب دن تھے عجب سن عجب زمانا تھا
بجھانے والے بجھاتے کسی کے دل کی لگی — چراغِ ہستیِ عاشق کا کیا بجھانا تھا
قرار گھر میں نہ صحرا میں چین سے بیٹھے — ہمیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا
سنی جو میری مصیبت کی داستاں تو کہا — کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانا تھا

بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدمؔ
کہ عندلیب کا صحرا میں آشیانا تھا

کچھ گلا ان سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخِ پیر کا — سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا

وعدۂ فردا کا مطلب ہے یہ سمجھا نامہ بر — حشر پہ ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا

چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا — ہو گیا آج اک نہیں سے فیصلہ تقدیر کا

پھر پھرا کر اُن کا در ہو ہی گیا آخر نصیب — کیوں نہ ہوں ممنون اپنی گردشِ تقدیر کا

کٹے ہیں وہ دیر مرنے کا تماشہ دیکھئے — لے اجل اب آ کہ یہ موقع نہیں تاخیر کا

جان بھی دل کی طرح جانے کو ہو تو جا چکے — ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا

یادِ گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زنداں کی بہار — سنبلستاں ہو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

چرخ کو چھیڑا کیا کیوں تو نے قسامِ ازل — یہ تو حصہ تھا ہماری گردشِ تقدیر کا

خلد قسمت میں نہیں بیدمؔ تو دوزخ ہی سہی
ہو کہیں آخر ٹھکانا عاشقِ دلگیر کا

وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغاں نہیں ملتا — کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا

اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم — بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا

مٹانے والوں نے مجھ کو اس طرح مٹایا ہے — کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

وہ ہم کو چھیڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق — انھیں جو شب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا

نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فرازِ منزلِ عشق — زمین ملتی ہے تو آسماں نہیں ملتا

اُس آستانے کو میری جبیں نہیں ملتی — مری جبین کو وہ آستاں نہیں ملتا

عدم سے آئے تھے دنیا کو سمجھے بزمِ سرور — مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا

Scanned with CamScanner

ہوا نے اسکو اڑایا کہ برق نے پھونکا
جہاں کہا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا

تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں
کہ انکو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا

مسیحِ درد سے تجھے کس نے کیا نہیں پایا
مجھی کو مرہمِ زخمِ نہاں نہیں ملتا

مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بنایا ہے
تجھے بھی اور کوئی آسماں نہیں ملتا

ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا ہے
کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا

ہمیں میں کچھ نہیں بیدمؔ یہ کیوں نہیں کہتے
یہ کیا کہا کہ کوئی قدرداں نہیں ملتا

تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو
اے بتو کیا کسی کے خدا ہو

اپنے مستوں کی خیرات ساقی
ایک ساغر مجھے بھی عطا ہو

کچھ رہا بھی ہے بیمارِ غم میں
اب دوا ہو تو کس کی دوا ہو

آؤ دل لو شبِ وعدہ آ کر
صبح تک پھر خدا جانے کیا ہو

تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا
اے دلِ زار تیرا برا ہو

غصے میں بھی رہا پاسِ دشمن
کہہ رہے ہیں کہ تیرا بھلا ہو

تم کو بیدمؔ ہمیں جانتے ہیں
پارسا ہو بڑے پارسا ہو

تم تو میری قسمت رسا ہو
دردِ دل، دردِ دل کی دوا ہو

سارے عالم سے بیگانہ ہولے
پھر کوئی یار کا آشنا ہو

بے ترے ساقیا ئے تو مے ہے
زہر سمجھوں جو آبِ بقا ہو

دل مٹے بھی تو تیری گلی میں
خاک ہو تو تری خاکِ پا ہو

اُس کا نام و نشاں پوچھنا کیا
جو تری راہ میں مٹ گیا ہو

میری مشکل کو آسان کردو
یا علیؑ آپ مشکل کشا ہو

زندگی ختم ہو تیرے غم میں
یاد میں تیری بیدمؔ فنا ہو

کھینچی ہے تصور میں تصویرِ ہم آغوشی
اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بیہوشی

پا جانا ہے کھو جانا کھو جانا ہے پا جانا
بیہوشی ہے ہشیاری، ہشیاری ہے بیہوشی

میں سازِ حقیقت ہوں دمسازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی، گویائی ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درِ خاموشی

ہر دل میں تجلی ہے ان کے رخِ روشن کی
خورشید ہو حاصل ہے ذرّوں کو ہم آغوشی

جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی

یہ جنس فروشی کی دوکان ہے یا چلمن
نظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی

یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانۂ دنیا ہے یا عالمِ بے ہوشی

ان ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ان ہاں تری رحمت کا ہے کام خطاپوشی

اس پردے میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدم کعبے کی سیہ پوشی

شادیٔ و الم سب سے حاصل ہو سبکدوشی
سو ہوش مرے صدقے تجھ پر مری بیہوشی

گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی

کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کھولی بھی تو دشمن نے تقدیرِ ہم آغوشی

وہ قلقلِ مینا میں چرچے مری توبہ کے
اور شیشہ و ساغر کی میخانے میں سرگوشی

ہم رنج بھی پانے پر ممنون ہی ہوتے ہیں
ہم سے تو نہیں ممکن احسان فراموشی

ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا
دینا نگہِ ساقی اک ساغرِ بے ہوشی

کل عرصۂ محشر میں جب عیب کھلیں میرے
رحمت تری پھیلا دے دامانِ خطا پوشی

ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدم
ساقی تری آنکھیں ہیں یا ساغرِ بیہوشی

ہے رُخ کا پہلو نشیں سہرا
نہ ہو یہ کیوں سر جبین سہرا

قِرانِ سعدین سامنے ہے
حسین دولہا، حسین سہرا

جبین سہرے کو چومتی ہے
کہ چومتا ہے جبین سہرا

ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں
ہے کس قدر نازنین سہرا

یہ الجھا کنگنے سے اس لیے ہے
کہ چوم لے آستین سہرا

Scanned with CamScanner

چھپا ہے مقنع میں کس ادا سے — بنا ہے پردہ نشین سہرا

نظر میں کھپ جائے سب کی بیدم
ہر اک کے ہو دل نشین سہرا

بت خانے میں کعبے کی تنویر نظر آئی — بت میں بھی ہمیں تیری تصویر نظر آئی

وابستۂ گیسو کو گیسو کا خیال آیا — جب دورِ زنداں کی زنجیر نظر آئی

یہ گلشنِ ہستی بھی اک دفترِ رنگین ہو — ہر گل کے ورق پر اک تصویر نظر آئی

جب انکی نظر بدلی شام اور سحر بدلی — بیزار دعاؤں سے تاثیر نظر آئی

بیدم شبِ فرقت میں مرنے کی دعا مانگی
جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی

مبارکباد

میکشو مشربِ رندانہ مبارک باشد — بیعتِ مرشدِ میخانہ مبارک باشد

آج ہر عید تری دیدۂ دیدار طلب — یار ہو زینتِ کاشانہ مبارک باشد

زخمہائے دلِ صد چاک مبارک ہم کو — یار کو عزۂ ترکانہ مبارک باشد

میکدہ کھلتے ہی رحمت کی گھٹائیں آئیں — گردشِ ساغر و پیمانہ مبارک باشد

پیچ و خم یار کی زلفوں کے لیے راس آئیں — تجھ کو وحشتِ دلِ دیوانہ مبارک باشد

یا خدا طالبِ اکسیر کو اکسیر ملے — ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد

Scanned with CamScanner

آئینہ خانہ بنا عالمِ صورت بیدم
لطفِ نظّارۂ جانانہ مبارک باشد

دشمن کی دعا جا کے سُنے بابِ اثر سے
ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے

اک سادہ ورق تھی مری امیدوں کی دنیا
رنگین ہوئی رنگین نگاہوں کے اثر سے

یہ مقتلِ عشاق ہے یا تیری گلی ہے
جو آتا ہے آتا ہے کفن باندھ کے سر سے

بربادیٔ گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو
جو تنکے قفس کی طرف آتے ہیں اُدھر سے

گنتی ہی کے چن پایا گلِ عارضِ جاناں
شرمندہ ہوں کوتاہیٔ دامانِ نظر سے

جو گیسو و عارض کے تصور میں نہ گزرے
باز آئے ہم اُس شام سے اور ایسی سحر سے

اُن سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گہِ ناز
جو وسعتیں آگے ہیں مری حدِ نظر سے

جو دیر و حرم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پہ
اُنکو ہو سروکار اِدھر سے نہ اُدھر سے

رحمت کی گھٹا آج جو گھنگھور اُٹھی ہو
یارب یہ مری کشتِ تمنا پہ بھی برسے

حالِ دلِ بیمار بتاؤں گا مسیحا
فرصت تو ملے مجھکو ذرا دردِ جگر سے

یہ صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا ہے
بیدم نہ اٹھا ہو نہ اٹھے گا ترے در سے

غش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پہ موسیٰ دیکھو
کیوں نہیں دیکھتے اب یار کا جلوا دیکھو

مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدا دیکھو
حشر کے روز نہ کرنا کہیں پردا دیکھو

عشق کے آثار ہیں پھر غش مجھے آیا دیکھو — پھر کوئی روزنِ دیوار سے جھانکا دیکھو

اُن کے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں — نئی دنیا ہو مرے شوق کی دنیا دیکھو

طور پر ہی نہیں نظارۂ جاناں موقوف — دیکھنا ہو تو وہ موجود ہے ہر جا دیکھو

اثرِ نالۂ عاشق نہیں دیکھا تم نے — تھام لو دل کو سنبھل بیٹھو اب اچھا دیکھو

طورِ مجنوں کی نگاہوں کے بتاتے ہیں ہمیں — اک لیلیٰ میں ہو اک دوسری لیلیٰ دیکھو

پرتوِ حسن سے معمور ہے ذرّہ ذرّہ — اس میں دیکھا ہو ہر اک قطرہ میں دریا دیکھو

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی — پھر تو دل ہی میں دو عالم کا تماشا دیکھو

سب میں ڈھونڈھا انہیں اُن کی تو نہ کی دل میں تلاش — نظرِ شوق کہاں کھائی ہے دھوکا دیکھو

نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو بیدم
رازِ دل اُن پہ ہوا جاتا ہے افشا دیکھو

ہو گئی جو الفت میں وحشت کی فراوانی — جب قیس کو ہوش آیا لیلیٰ ہوئی دیوانی

پھر آئی وہی آخر جو کچھ کہ تھی پیش آئی — قسمت میں ازل ہی سے لکھی تھی پریشانی

دل اُن کو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے — غفلت سی مری غفلت نادانی سی نادانی

جاتے نہ مرے سر سے سودا تری زلفوں کا — الجھن ہی ہے مجھ کو کم ہو نہ پریشانی

اب نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں — تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے بآسانی

بیدم محبت کی دنیا ہی نرالی ہے — نادانی ہو نادانی دانائی ہو نادانی

Scanned with CamScanner

ہو زیست جنھیں پیاری وہ اور کوئی ہونگے   ہم مرکے دکھا دینگے مرنے کی اگر ٹھانی

ہشیاریٔ زاہد سے اچھی مری بیہوشی   اس دلقِ ریائی سے بہتر مری عریانی

کیا وادیٔ غربت میں بچھڑی ہو یہ بیدمؔ سے
سرپیٹتی پھرتی ہو کیوں بے سروسامانی

میں عشق میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش   تصور ہو ترا یا تو ہم آغوش

جو نالوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی   پکارا ضبط بس خاموش خاموش

کسے ہو امتیازِ جلوۂ یار   ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش

اٹھا رکھا ہے اک طوفان تو نے   ارے قطرے ترا اللہ رے جوش

میں ایسی یاد کے قربان جاؤں   کیا جس نے دو عالم کو فراموش

ہے بیگانوں سے خالی خلوتِ راز   چلے جائیں نہ اب کہیں مرے ہوش

کرو رندو گناہِ مے پرستی   کہ ساقی ہو عطا پاش و خطا پوش

ترے جلوے کو موسیٰ دیکھتے کیا   نقاب اٹھنے سے پہلے اڑ گئے ہوش

کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستم بھی   کہ پہلو میں ہو ظالم اور روپوش

پیو تو خم کے خم پی جاؤ بیدمؔ
ارے مے نوش ہو تم یا بلا نوش

یہ بت جو کعبۂ دل کو کسی کے ڈھا دینگے   تو روزِ حشر خدا کو جواب کیا دینگے

Scanned with CamScanner

حضور سب کو قیامت میں بخشوا دینگے
جو کوئی دے نہ سکیگا وہ مصطفیٰ دینگے

وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دینگے
چھڑک چھڑک کے نمک بجلیاں گرا دینگے

جنابِ شیخ کو ازبر ہے قصۂ محشر
جب آپکے شیشے چھلکے مے چھیڑا دینگے

وہ میری قبر کو پامال کرکے مانیں گے
تلے ہوئے ہیں کہ نقشِ وفا مٹا دینگے

نہ لائے ہیں انہیں لائیں چارہ ساز مرے
دلاسے دے دے کے دردِ جگر بڑھا دینگے

بتائے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے
یہ اشک کیا مرے دل کی لگی بجھا دینگے

تجلیِ رخِ روشن کو دیکھنا معلوم
وہ جلوے چشمِ تمنا کو تلملا دینگے

خدا کرے کہ تمہیں بھی کہیں محبت ہو
تو اضطراب ہو کیا شے یہ ہم بتا دینگے

مٹے ہوؤں سے نشانِ یار کا ملے تو ملے
جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ بتا دینگے

اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
جہاں یہ تو نظر آئیگا سر جھکا دینگے

اُٹھے مسیح بھی بیدمؔ اٹھا نہیں سکتے
حسین اپنی نظر سے جسے گرا دینگے

تیری چشمِ مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے
نشہ تو بھرپور ہے مجھکو مگر آنکھوں میں ہے

آجتک وہ نقشۂ دیوار و در آنکھوں میں ہے
اور یہ فیضانِ تصور گھر کا گھر آنکھوں میں ہے

تو جسے کہتا ہے لے شیر نظر آنکھوں میں ہے
اب جگر میں کیا ہے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

آج تو لے جوشِ گریہ خوب کیں گلکاریاں
خونِ دل دامن پہ ہے خونِ جگر آنکھوں میں ہے

زلف و رخ میں دیکھتا ہوں جلوۂ لیل و نہار — کچھ سوادِ شام کچھ نورِ سحر آنکھوں میں ہے

یاد ہو ہاں یاد ہو وہ برہمئ بزمِ ناز — ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے

ایک خط لیکر گیا ہو کوئے جاناں کی طرف — بہرِ تسکین کچھ خیالِ نامہ بر آنکھوں میں ہے

اب کہاں پہلو لئے پیکانِ جاناں اب کہاں — کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

دیکھ کر دردِ جگر آنکھیں چرا لیں یار نے — ہو نہ ہو کچھ چارۂ دردِ جگر آنکھوں میں ہے

کیوں نہ ہو آپ آسماں پر اپنی آنکھوں کا دماغ — جانتے ہو کس کی خاکِ رہ گذر آنکھوں میں ہے

واہ ری مشقِ تصور کوئی گھر خالی نہیں — ایک صورت ہو ادھر دل میں اُدھر آنکھوں میں ہے

مل گئیں "مار آنکھیں" "بسمل کیا" "بیدم کیا"
اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے

ہم دادِ وفا لینگے وہ دادِ وفا دینگے — دنیا اسے دیکھیگی دنیا کو دکھا دینگے

مانا انھیں پھر مجھ سے احباب ملا دینگے — کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دینگے

ہے ضبط بڑی دولت اللہ اسے رکھے — ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے ہلا دینگے

جاں انکی ہے دل انکا ہم انکے ہیں سب انکا — وہ لینگے تو کیا لینگے ہم دینگے تو کیا دینگے

ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی — ہاں زخمِ جگر یونہی بس اس کے مزا دینگے

گر داورِ محشر نے اعمال کی پرسش کی — چپکے سے ہم اس بت کی تصویر دکھا دینگے

اپنا تو یہ مذہب ہے کعبہ ہو کہ بتخانہ — جس جا تمہیں دیکھیں گے ہم سر کو جھکا دینگے

جب ہم نہ رہے بیدمؔ تب چارہ گر آئے ہیں
اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دینگے

کتنا سکونِ خاص تھا دستِ حسین ساز میں — رنگِ نمود بھر دیا جلوۂ دل نواز میں
آشنا تو ربطِ خاص ہو ناز میں اور نیاز میں — دل میں خدنگِ ناز ہو دل ہو خدنگِ ناز میں
کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریمِ ناز میں — چھپ کے کہیں چمک اٹھے آئینۂ مجاز میں
حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں خانہ جنگیاں — برقِ نظارہ سوز میں چشمِ نظارہ ساز میں
کار ہو سر اتارنا پیار ہو دل کے مارنا — کس کی ادائیں کھنچ گئیں تیغِ گلو نواز میں
یہ بھی دکھائے لے صبا صدقہ کسی نگاہ کا — میری وفا کے پھول ہوں یار کے دستِ ناز میں
اب کوئی کیا اٹھائیگا اب کوئی کیا مٹائے گا — میں ہوں کسی کا نقشِ پا رہ گزرِ نیاز میں
دیکھ تو لے صبا مرا سجدۂ شوق تو نہیں — آج ہے ایک پائے بوس کے حریمِ ناز میں
خنجرِ ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ — یاد وہ کیسے گلے یہ ہو یا ترے دستِ ناز میں
یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں او جبینِ شوق — میری ہی ناز ہو میں ہوں اسی نماز میں

بیدمؔ خستہ خاک بھی تیری نہ بے ادب رہی
ذرّے نہ اڑ کے جا لگیں گردِ رہِ حجاز میں

نکلے ہیں یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے — رکھو سینہ پہ زانو اور نکالو جگر کے ٹکڑے
ہے تسکینِ دل وہ گو ہیں تیر کے ٹکڑے — بحمد اللہ ملے مجھکو مری تقدیر کے ٹکڑے

Scanned with CamScanner

میرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھکو — میں اپنے دل کو ڈھونڈھوں یا تمہارے تیر کے ٹکڑے

یہ فرمایا جو لائے اپنے وحشی کے جگانے پر — بجائے چادرِ گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مرا قاصد یہ لایا ہے جواب اور یہ جواب آیا — کہ لاکر دیدئے مجھکو مری تحریر کے ٹکڑے

تماشائے وحشتِ دل دیکھنے اٹھیں گے قیامت میں — ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے

جگر کو کچھ ملے کچھ دل نے پائے کچھ رگِ جاں نے — ہوئے تقسیم یوں القصہ انکے تیر کے ٹکڑے

تبرک ہو گئیں کٹتے ہی ساری بیڑیاں میری — کہ مجنوں لینے آیا نجد سے زنجیر کے ٹکڑے

دمِ آخر ترا دیوانہ تڑپا ہے کہ زنداں میں — پڑے ہیں جابجا ٹوٹی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے

سراپائے شہیدِ کربلا ہے مصحفِ ناطق
ہیں بیدمؔ پارۂ قرآں تنِ شبیر کے ٹکڑے

میں کیا کہوں کہ کیا نگہِ فتنہ گر میں ہے — یہ دیکھتا ہوں حشر بپا رہ گذر میں ہے

پھر ناز کی نگاہ کا میری نظر میں ہے — ترچھا سا ایک زخم ابھی تک جگر میں ہے

شوقِ جوابِ نامہ کدھر ہے ترا خیال — میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے

دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل — تم دل میں ہو تو دولتِ کونین گھر میں ہے

اک میں کہ میری شام شبِ انتظار ہے — اک وہ کہ جنکی شام امیدِ سحر میں ہے

اب اس کو تیرِ ناز کہو یا مری قضا — ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے

اک آپ ہیں کہ آپکو اپنوں سے ہے حجاب — اک جلوہ آپکا ہے کہ سب کی نظر میں ہے

Scanned with CamScanner

اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں — جس کی نظر میں تو ہے وہ تیری نظر میں ہے

یا تو تمہارے گیسو و رخ کے ہیں شعبدے — یا ہم سا کوئی پردۂ شام و سحر میں ہے

شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں — وحشت تری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے

محوِ خرامِ ناز ذرا دیکھ بھال کر — افتادہ یا شکستہ کوئی رہ گذر میں ہے

پردہ تعینات کا آنکھوں سے اٹھ گیا — اب دیر و کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے

بیدم تمام رات تڑپتے گذر گئی!
یادِ مژہ ہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے — جب سے سنا ہے یار لباسِ بشر میں ہے

اپنا ہی جلوہ ہو جو ہماری نظر میں ہو — اب غیر کون چشمِ حقیقت نگر میں ہے

وہ گنجِ حسن ہر دلِ ویراں میں جلوہ گر — فضلِ خدا سے دولتِ کونین گھر میں ہے

بس کہ فروغِ نقشِ کفِ پا کے فیض سے — ہر ذرہ آفتاب تیری رہ گذر میں ہے

اللہ خیر میرے دلِ بےقرار کی — انداز یاس کا نگہِ نامہ بر میں ہے

خود بینیوں کی آنکھ ملی چشمِ شوق کو — میری نظر بھی آج تمہاری نظر میں ہے

بننے سے پہلے ساغر مے ٹوٹ جاتے ہیں — کیا محتسب کی خاک کفِ کوزہ گر میں ہے

غربت میں بھی خیالِ وطن ساتھ ساتھ ہے — یہ بھی نہ ہو تو کس کا سہارا سفر میں ہے

اے نوح اپنی کشتیٔ عالم سے ہوشیار — طوفانِ گریہ آج مری چشمِ تر میں ہے

اک میہماں سے دونوں گھر آباد ہیں مرے
دل میں ہے تیر تیر کا پیکاں جگر میں ہے

حیران ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں
کعبہ میں بھی وہی بتِ کافر نظر میں ہے

ہنستے ہیں مسیحے گریۂ بے اختیار پر
یہ آپ کی ادا ہے زخمِ جگر میں ہے

بیدمؔ یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش
نکلے ہیں ڈھونڈھنے کو اُسے ہم جو گھر میں ہے

اسیری میں اٹھائے لطف باغِ آشنائی کے
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے

یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن
وفاؤں سے کیے بدلے تمہاری بیوفائی کے

جدائی تک ہے آخر کوئی حد بھی جدائی کی
گنے کوئی کہاں تک انگلیوں پر دن جدائی کے

اگر چشمِ حقیقت بیں سے دیکھیں دیکھنے والے
تمہیں میں بھی نظر آتے ہیں جلوے کبریائی کے

حسینوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں
مری آنکھیں نہیں یہ دونوں کاسے ہیں گدائی کے

کہاں کا شورِ محشر وعدۂ فردا نے چونکایا
ابھی سوئے تھے ہم جاگے ہیں ہو شام جدائی کے

ثبوتِ بندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
نشاں ہیں ان کے سنگِ در پہ میری جبہ سائی کے

طلوعِ آفتابِ حشر ہونے ہی کو ہے بیدمؔ
چراغ اب بجھنے والے ہیں ہی شام جدائی کے

سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وار جوبن کے
میں کھائے جاتا ہوں سینہ پہ تیر تن تن کے

کلیمؑ جائیں جو جاتے ہیں طور سینا پر
ہمارے دل ہی میں جلوے ہیں طور و ایمن کے

میں خاک ہو کے طوافِ چمن پہ مرتا ہوں — مرے بگولے بھی پھرتے ہیں گردِ گلشن کے

نکالا جب مجھے صیاد نے گلستاں سے — جلائے برق نے تنکے مرے نشیمن کے

صبا بھی تو ہو بس اک ساعت ہوا خواہی — کہ حق ہیں تجھ پہ ہمارے چراغِ مدفن کے

ہیں ہم نذرِ جنوں اور کیا ہو نذرِ جنوں — جو تن پہ باقی ہیں دو ایک تار دامن کے

وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدمؔ
کہ انکی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے

ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے — کہ انکو زیبِ آغوشِ تمنا یار دیکھیں گے

جب آنکھیں بند کر لیں گے جمالِ یار دیکھیں گے — ابھی ساقی سے ہم یہ منزلِ دشوار دیکھیں گے

کسی کے جاتے ہی یہ منظرِ حسرت فزا ہوگا — میں گھر کو اور مجھے گھر کے در و دیوار دیکھیں گے

کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوے کے ہو بیٹھے — ابھی پردے پہ کہتے تھے جمالِ یار دیکھیں گے

مدینے میں پہنچتے ہی دلِ مضطر پکار اٹھا — بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے

بتا دو انکو بالیں پر کہ میرا دم نکلتا ہے — وہ گھبرا جائیں گے جب میرا حالِ زار دیکھیں گے

یہاں تو روز چالوں سے نئے فتنے اٹھاتے ہو — قیامت میں تمہاری شوخیٔ رفتار دیکھیں گے

حرم میں دیر میں دل میں غرض ہو جہاں تو ہو — تجھی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے

اشاروں پر جو مرنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں — وہ کن آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے

مری رسوائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدمؔ — وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے

دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبیٰ کا ہوش تھا
کیا جانے کس جہاں میں ترا بادہ نوش تھا

اللہ رے اُسکے قتل کی حسرت آفرینیاں
ہر قطرہ جس کے خون کا طوفاں بدوش تھا

اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے
نظارہ گاہ میں مجھے اتنا ہی ہوش تھا

گو بے کفن تھے لاشۂ آوارگانِ عشق
لیکن غبارِ دشتِ جنوں پردہ پوش تھا

منصورؔ کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا
پی لی صراحی اُس نے جو پیمانہ نوش تھا

آج آیا اُن کے در پہ جبیں سائیوں کے کام
کل تک جو جسم زار پہ سر بارِ دوش تھا

کافی ہے یہ پتہ مرا لوحِ مزار پر
بیدمؔ ترا غلام تھا حلقہ بگوش تھا

وارثِ دردِ نہاں راحتِ جانی صنما
عیسیٰ مردہ دلاں یوسفِ ثانی صنما

تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ دل قرباں
وارثِ کون و مکاں مخزنِ زمانی صنما

تیرا ہر جلوہ ہے آئینۂ اسرارِ ازل
تیری صورت میں ہیا نوارِ معانی صنما

دل کے داغوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
کہ یہی داغ تو ہیں تیری نشانی صنما

تو ہی جب قصۂ غم سے مرے گھبراتا ہے
پھر سُنے کون مرے غم کی کہانی صنما

تا کجا اشک بجھائینگے مرے دل کی لگی
پھونکے دیتا ہے مجھے سوزِ نہانی صنما

وقفِ سجدہ ہے ترے در پہ جبینِ بیدمؔ
قبلۂ دل صنما کعبۂ جانی صنما

یہاں تو چھپنے والوں کو ہمیں دو چار دیکھیں گے
مگر محشر میں لاکھوں طالبِ دیدار دیکھیں گے

تمہارے گھر میں دخلِ غیر بھی سرکار دیکھیں گے
جو کچھ قسمت دکھائے گی ہمیں لاچار دیکھیں گے

اُدھر پردہ اٹھا اور اس طرف موسیٰ کو غش آیا
اسی پر کہہ رہے تھے ہم جمالِ یار دیکھیں گے

نویدِ قتل پر جب عید ٹھہری مرنیوالوں کی
ہلالِ عید کیوں دیکھیں تری تلوار دیکھیں گے

ہزاروں سر جھکے ہیں لے کے اُمیدِ شہادت پر
ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے

رہا یونہی جو وہ محوِ خرامِ ناز تو اک دن
تری پامالیاں بھی چرخِ کج رفتار دیکھیں گے

بہرِ صورت انھیں ہم دیکھ کر مانیں گے اے بیدمؔ
جو یوں ممکن نہیں سر کر کے نذرِ دار دیکھیں گے

رخِ نوشاہ قرآں ہے تو بسم اللہ کا سہرا
خدا رکھے اچھوتا ہے مرے نوشاہ کا سہرا

اسے جبریلؑ لائے ہیں گندھا کر باغِ رضواں سے
محمد مصطفیٰؐ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا

قبائے مصطفیٰؐ جامہ ہے انوارِ الٰہی کا
جلال اللہ کا مقنع جمال اللہ کا سہرا

بھلی ساعت سے مالن نے اسے نوشہ کے باندھا ہے
خدا کے فضل سے نامِ رسول اللہ کا سہرا

یہ بیدمؔ آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں
دولہن دولھا کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا

زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق
ناوک فگن نے خوب عطا کی زبانِ شوق

میں سن رہا ہوں ختم نہ کر داستانِ شوق
کیا تھک گئی زبان تری قصہ خوانِ شوق

Scanned with CamScanner

مشتاقِ دید کا تو دم آنکھوں میں آ گیا | سنیے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق
اس طرح آج دل پہ گری برقِ آرزو | گویا گرا زمیں پہ اک آسمانِ شوق
پتھر کا پہلے اپنا کلیجہ بنائیے | پھر سنیے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق
پھونکا ہے کیا نسیمِ تمنا نے کان میں | رکھتے نہیں زمیں پہ قدم رہروانِ شوق
مر بھی چکے یہاں جنھیں مرنے کا شوق تھا | اب آئے ہیں حضور پئے امتحانِ شوق
دیکھی کہاں ہیں آپ نے عالم نمائیاں | ہر ذرہ ذرہ خاک کا میری جہانِ شوق

ناحق ابھی سے مرنے کی ٹھانی یہ کیا کیا
بیدمؔ تمہارے دم سے ہے نام نشانِ شوق

دشمن کے پر کترتا ہے میرا بیانِ شوق | مقراض بن چلی ہے گویا زبانِ شوق
کیا اُن کا راز ہو یہ مری داستانِ شوق | رکتی ہو کیوں زبان تری قصہ خوانِ شوق
مایوس پھر رہی ہیں مری نا اُمیدیاں | اترا ہے آج دل میں کسے کاروانِ شوق
فتنے بھی میری خاک کے اڑتے ہیں شوق میں | اچھے ستارے لیکے چلا آسمانِ شوق
اے شوقِ دید اُن کو منا جیسے ہو سکے | روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا میہمانِ شوق
اے یوسفِ اُمید مبارک تجھے سفر | لے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق
جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا | حالِ تباہ میرا بنا ترجمانِ شوق
مشعل بکف چلا ہے مرادِ باغِ آرزو | بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق

Scanned with CamScanner

بیدمؔ خدنگِ طعنۂ دشمن نہ چل سکا
اسکے اُتارنے سے نہ اُتری کمانِ شوق

ادا پر تری دل ہو آنے کے قابل
مری جان ہو تجھ پہ جانے کے قابل

انھیں کو چھپا جن کے بجلی نے ڈھونڈا نکالا
وہ تنکے جو تھے آشیانے کے قابل

ترے مصحفِ رخ کو اللہ رکھے
یہ قرآں ہو ایمان لانے کے قابل

ہوا رازِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا
چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل

جبیں مدتوں سے لیے پھر رہی ہو
جو سجدے ہیں اُس آستانے کے قابل

جگر ہو کہ دل ناوکِ نازِ جاناں
یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل

میں بیدمؔ اسی بات پر مست رہا ہوں
کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل

مبارک ساقیٔ مستاں مبارک
فروغِ مجلسِ رنداں مبارک

جبینِ شوق کے سجدے پہ سجدے
تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک

تجلّیٔ جمالِ روئے جاناں
تجھے اے دیدۂ حیراں مبارک

ادائے دلبری و دل نوازی
تجھے اے خسروِ خوباں مبارک

ردائے خواجگی، تاجِ ولایت
تمہیں اے مرشدِ دوراں مبارک

کسی کے زخمہائے دل کو یارب
کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک

در وارثؒ پہ ہے بیدمؔ کا بستر
تری جنت تجھے رضواں مبارک

اگر کعبہ کا رخ بھی جانبِ میخانہ ہو جائے — تو پھر سجدہ مری ہر لغزشِ مستانہ ہو جائے

وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے — وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے

یہ اچھی پردہ داری ہے یہ اچھی راز داری ہے — کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے

مرا سر کٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر — دمِ آخر ادا یوں سجدۂ شکرانہ ہو جائے

تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی — عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے

شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن — تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے

وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے — جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر بتخانہ ہو جائے

کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے — دلِ صد چاک الجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے

یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے — جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے

سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا — بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے

وہ مے دے دے جو پہلے شبلیؒ و منصورؒ کو دی تھی
تو بیدمؔ بھی نثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے

کہیں محشر میں بھی وہ مائلِ پروا نہ ہو جائے — بھری محفل میں چشمِ آرزو رسوا نہ ہو جائے

چلی ہے میری آہِ رسا عرش کا پایا ہلانے کو — کہیں برہم نظامِ عالمِ بالا نہ ہو جائے

Scanned with CamScanner

فریبِ حسنِ صورت آفریں کا جال پھیلا ہو — کہیں لے شوقِ نظارہ تجھے دھوکا نہ ہو جائے
چلا تو ہو دلِ بیدار جو دیدار کی دھن میں — فروغِ حسنِ جاناں حسن کا پردا نہ ہو جائے
شرر افشانیوں سے آہِ عالم سوز کی ڈر ہو — کہیں برباد حسن و عشق کی دنیا نہ ہو جائے
تجلی جمالِ روئے عالم تاب کے آگے — کہیں یہ دیدۂ مشتاق نابینا نہ ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدم کیوں نہیں آتے عیادت کو
انھیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے

وہ تڑپے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی — یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی
مرے دل میں جو آ بیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی — کسی پردہ نشیں کی یاد بھی پردہ نشیں نکلی
لبِ زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی — کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چیں بر جبیں نکلی
کسے لائی نہیں لائی کسے کھینچا نہیں کھینچا — نہ کچھ پوچھے ہوئے بھی سب کھنچے نگاہِ واپسیں نکلی
ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت میں — گریباں سے گلے ملنے جو میری آستیں نکلی
مرادِ جبہہ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی — انوکھی کیا اچھوتی کوچۂ جاناں کی زمیں نکلی
بکھیڑا اچھی رہی سودائیوں کی دشتِ وحشت میں — ادھر سے جلد یا دامن ادھر سے آستیں نکلی
تعلق ہی نہیں جب آپ کو تو پوچھنا کیا ہے — تمنائے دلِ مضطر کہاں نکلی کہیں نکلی
گلے پر چلتے چلتے دے دیا دامن پہ بھی چھینٹا — چھری بھی سے قاتل کی بہارِ آستیں نکلی
زمانے کے ستم ڈھائیں اور مجھکو مٹانے میں — کہیں بڑھ کر فلک کوئے جاناں کی زمیں نکلی

ابھی تو آسماں پر تھا دماغ اپنی تمنا کا
زمیں پر پیر سے نکلی اسکے منہ سے جب نہیں نکلی

کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشہ ہے
دوبارہ کس لیے بیدمؔ مری جانِ حزیں نکلی

آنکھوں کی راہ سے جو دل میں اتر گئی
میرا تو فیصلہ نگہِ ناز کر گئی

آئی ادھر بہار جوانی ادھر گئی
برباد کرنے آئی تھی برباد کر گئی

اچھا سلوک کر کے نسیمِ سحر گئی
پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی

اس رشکِ آفتاب کو دیکھا جو خواب میں
سجدہ ہوا حرام نمازِ سحر گئی

دل کو سرورِ کیفِ محبت عطا کیا
سب کچھ نگاہِ مرشدِ میخانہ کر گئی

پہلے بھی تیغِ ناز چمکنے میں برق تھی
میرے لہو میں ڈوب کے دونی نکھر گئی

اب شورِ حشر مجھکو جگائے تو غم نہیں
میں سو لیا لحد میں مری نیند بھر گئی

سستے چھٹے کہ راہِ محبت میں سر گیا
اور سر کے ساتھ ہی خلشِ دردِ سر گئی

رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال
محفل میں آبرو مری اے چشمِ تر گئی

فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستانِ غم
چھوڑ اس کا ذکر خیر جو گذری گذر گئی

شیرازۂ سکون پریشان ہو گیا
بیدمؔ بیاضِ حسرت و ارماں بکھر گئی

فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
اے مرگِ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی

Scanned with CamScanner

قسمت کے میری پیچ نکلنا محال ہیں
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنور گئی

تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی

یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا
یہ آپ کی زبان جو کہہ کر مکر گئی

موقوف دیر پہ ہے نہ کعبے پہ منحصر
دیکھا کیے انھیں کو جہاں تک نظر گئی

ساغر ہو کیسے ہاتھ میں اے اہلِ میکدہ
توبہ کو دیکھنا مری توبہ کدھر گئی

خیر آپ تو بخیر رہے گھر رقیب کے
یاں بھی ہمارے دل پہ جو گذری گذر گئی

زورِ حسد ہے رشک کا بازار گرم ہے
دنیا سے قدردانیٔ اہلِ ہنر گئی

وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں بیدمؔ کی لاش پر
اب پانی لیکے آئے ہیں جب پیاس مر گئی

جب سے دل کشمکشِ گیسو و رخسار میں ہے
مومنوں میں ہے شمار اپنا نہ کفار میں ہے

سر ہے دل میں جگر و دیدۂ خونبار میں ہے
رازِ الفت مرا اب تک انھیں دو چار میں ہے

ایک وہ ہیں کہ ہر اک دل ہے خریدار انکا
اک مرا دل کہ تمنائے خریدار میں ہے

سر دیا جس نے رہِ عشق میں سردار ہوا
یہ ہے معراجِ محبت رسن و دار میں ہے

طور ہی پر نہیں موقوف لقائے محبوب
آنکھ والوں کیلئے ہر در و دیوار میں ہے

تشنہ کامانِ شہادت کی بجھا تشنہ لبی
آبِ باقی سو جو پانی تری تلوار میں ہے

کاسۂ چشمِ تمنا میں جو چاہے بھر دے
اے سخیِ حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے

واقعی قیدیٔ زنجیرِ مذاہب ہیں وہ لوگ — جو سمجھتے ہیں خدا کعبہ و زنّار میں ہے

یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی — اب بھی کچھ ہے یہ جب ہے نگہِ یار میں ہے

ناز اٹھاتا ہے کوئی اس کی جبیں سائی کے
آج پیشانیٔ بیدمؔ بڑی سرکار میں ہے

لا نہیں سکتا انھیں شورِ قیامت ہوش میں — سو گئے جو اس سایۂ دیوار کے آغوش میں

لے کے خاکِ قیس کو بادِ صبا آغوش میں — جا رہی ہے کوئے لیلیٰ کی طرف کس جوش میں

ہنسے عصیاں دیکھ کر میری ندامت دیکھ کر — کیسے ممکن ہو تری رحمت نہ آئے جوش میں

کوچۂ زلفِ رسا سے نکہتیں لائی نسیم — بیخودی ہشیار ہے آتے ہیں اب ہم ہوش میں

ساقیٔ کوثر سے سن کر مژدۂ لا تقنطو — جسکو دیکھو منہمک ہے شغلِ نوشا نوش میں

دیکھ کر دریا رواں اشکوں کا میری آنکھ سے — لہر لیتا ہے تبسم اُس لبِ خاموش میں

آپ سے بیدمؔ بھی گذرا ساقیا لینا خبر
صورتِ منصورؒ ان کہنی نہ کہہ دے جوش میں

نکلے ہیں سب کے حجلہ نشینانِ اضطراب — ہر اشک ہے بہارِ گلستانِ اضطراب

جان و جگر ہیں تابعِ فرمانِ اضطراب — دنیائے دل ہے عالمِ امکانِ اضطراب

آہستہ چل خدا کے لیے صرصرِ الم — برباد ہو نہ خاکِ شہیدانِ اضطراب

پہلو میں آج کل مرے دل کا پتہ نہیں — گم ہو گیا ہے یوسفِ کنعانِ اضطراب

Scanned with CamScanner

دلِ منزلِ فراق کی تاریک راہ میں	لیکر چلا ہے مشعلِ تابانِ اضطراب
دل میں ہوائے شوق کے جھونکوں کا زور ہے	دیکھو اڑے نہ گوشۂ دامانِ اضطراب
اے انبساطِ وعدۂ باطل نہ دل سے جا	لے دے کے ایک تو ہی تو ہے جانِ اضطراب

بیدمؔ کسی کی ابرو و مژگاں کی یاد میں
چلتے ہیں دل پہ خنجر و پیکانِ اضطراب

یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت	بندے بندے میں ہے جس طرح خدا کی صورت
اشک کی طرح تری آنکھوں سے گرنے والے	رل گئے خاک میں نقشِ کفِ پا کی صورت
جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام	قبر میں بھی وہی آنکھوں میں پھرا کی صورت
اللہ اللہ رے مجبوریٔ بیمارِ الم	نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت
آپ کی چشمِ عنایت کا اشارہ نہ ہوا	دیکھتی رہ گئی تاثیر دعا کی صورت

یاد گیسو نے مرے دل کو ابھارا بیدمؔ
آسماں پر نظر آئی جو گھٹا کی صورت

کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے	ہم تو انکا منہ ہی تکتے رہ گئے
حسرتیں ساری ہوئیں پامالِ غم	لختِ دل آنکھوں میں مل کر بہہ گئے
یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب	مسکرائے مسکرا کر رہ گئے
آئے تھے داغِ جگر کے سامنے	منہ کی کھا کر آج مہرومہ گئے

Scanned with CamScanner

مجھ سے پوچھو اُنکی خاموشی کا حال — کچھ نہ کہنے پر بھی سب کچھ کہہ گئے

سب گئے بیدمؔ مدینے کو مگر
اے تم اب کے برس بھی رہ گئے

ہو دلِ محزوں مکانِ دردِ دل — ابھی دُنیا ہو جہانِ دردِ دل
دل بنا ہو قصہ خوانِ دردِ دل — اب سنو تم داستانِ دردِ دل
ماجرائے دردِ دل سے پوچھیئے — دل ہو اپنا ترجمانِ دردِ دل
اُٹھ رہے ہیں بیٹھکر پہلو سے وہ — ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل
ایک لفظِ آہ میں پوشیدہ ہو — سر سے پا ایک داستانِ دردِ دل
آگیا پہلو میں وہ رشکِ مسیحؑ — مٹ گیا نام و نشانِ دردِ دل

پھر دلِ بیدمؔ میں ہو دخلِ سکوں
ٹوٹ پڑے آسمانِ دردِ دل

قیس کوئے لیلیٰ میں جب پئے نماز آیا — کعبہ سامنے لیکر عشقِ سحر ساز آیا
درد دل نے چونکایا بیخودی نے چٹکی لی — شوق نے کہا اے دیکھ وہ حریمِ ناز آیا
یوں ہی میری آنکھوں میں کے وہ سما جائیں — جیسے انکی آنکھوں میں شب کو خوابِ ناز آیا
ساتھ لیکے دشمن کو میرے گھر نہ آئیں آپ — ایسی مہربانی سے مہرباں میں باز آیا
ہوش بھی ہے رخصت عقل نے بھی چھوڑا ساتھ — شوق مجھکو پہنچانے تا حریمِ ناز آیا

Scanned with CamScanner

غزنوی کے آتے ہی شور ہو گا محشر میں
بندۂ ایاز آیا بندۂ ایاز آیا

صورتوں کا شیدائی، شیخ کا ہوا طالب
جادۂ حقیقت پہ رہروِ مجاز آیا

جب چلا ہوئے مقتل شوقِ جاں نثاری میں
دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیغ ناز آیا

شکوۂ جفا و جور بیدمؔ اب کریں کس سے
درد دینے والا ہی بن کے چارہ ساز آیا

ہلاکِ تیغِ جفا یا شہیدِ ناز کرے
ترا کرم ہو جسے جیسے سرفراز کرے

ہر ایک ذرہ ہے عالم کا گوش بر آواز
تو پھر کہاں یہ کوئی گفتگوئے راز کرے

تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلوہ کی
وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے

محال ترکِ خیالِ نجات ہے لیکن
وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے

مرے کریم جسے مانگے تجھ سے پاتا ہو
وہ جا کے کیوں کہیں دستِ طلب دراز کرے

یہ حسن و عشق کا ہے اتحادِ یک رنگی
وہی ہو مرضیٔ محمود جو ایاز کرے

بنائے زندۂ جاوید یار کھیے بیدمؔ
مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہِ ناز کرے

حال ابتر ہے ہجر میں دل کا
بجھ رہا ہے چراغ محفل کا

داد دے دے کے بیقراری کی
دل بڑھاتے ہیں وہ مرے دل کا

صبر و تسکین لے گئی وہ نگاہ
لُٹ گیا آج قافلہ دل کا

Scanned with CamScanner

میں وہ کشتی ہوں بحرِ فرقت میں — منہ نہ دیکھا ہو جس نے ساحل کا
سرمۂ چشمِ حور فلک ٹھہری — اللہ اللہ یہ مرتبہ گِل کا
کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں — کئی دن سے پتہ نہیں دل کا
تابِ نظارہ لائیگا اے قیس — اُٹھ بھی جائے جو پردہ محمل کا
یاد تیرے مٹے ہوؤں کے نشاں — کچھ پتہ دے رہے ہیں منزل کا
ناخدا پار کر مرا بیڑا — واسطہ تجھ کو اہلِ ساحل کا
آکے نکلا نہ دل سے تیرِ نظر — یہ بھی ارمان بن گیا دل کا
قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں — کھینچے لیتی ہیں پردہ محمل کا
جھوٹوں سُن لیں اگر نویدِ بہار — غنچے منہ چوم لیں عنادل کا
میرا کیا پھونکنا ہو برقِ جمال — پھونک دے بڑھ کے پردہ محمل کا

لائی بیدم عدم سے ہستی میں
کیا ٹھکانا ہے وحشتِ دل کا

ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ — بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ
زمانہ میں ہو یہ کبھی کوئی زمانہ — کہ قیدِ قفس اور بے آب و دانہ
ادا ہو نماز اپنی یوں بیگانہ — مرا سر ہو اور یار کا آستانہ
دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ — کہ آگے قفس کے جلے آشیانہ

Scanned with CamScanner

انہیں کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی — نظر سے اڑا دیں جو دل کا نشانہ
مرے میکدے میں وہ آئیں تو اک دن — لٹا دوں گا میں حسرتوں کا خزانہ
خرد نے جہاں مصلحت پر نظر کی — لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
میں کیوں خوش ہوں اب میں فصلِ گل دیکھتا ہوں — پھر آئیگا کیا ہمنشیں وہ زمانہ
ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے — اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ
حرم میں کبھی اور کبھی بتکدے میں — تجھے ہم نے ڈھونڈھا ہے خانہ بخانہ
ہمیں کعبہ و بتکدہ سے غرض کیا — سلامت رہے یار کا آستانہ

نہ ہنستے بنے اور نہ روتے ہی بیدمؔ
محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ

نورِ نظرِ احمدِؐ مختار کی چادر — لختِ جگرِ حیدرِؓ کرار کی چادر
ہیں قدموں میں حلقہ کئے اقطابِ زمانہ — اور سر پہ ہے سرحلقۂ ابرار کی چادر
قدسی اسے کیونکر نہ رکھیں اپنے سروں پر — ہے پنجتنؑ پاک کے دلدار کی چادر
سرکار نوازیں تو نوازش ہے کرم ہے — ہم لائے ہیں سرکارِ حبیب کارؒ کی چادر

جب جب درِ وارثؒ پہ رسائی ہوئی بیدمؔ
گلہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر

سہارا سو جو تنکا لے لیکے بڑھ رہا ہوں میں — سفینہ جس کا ہے طوفاں وہ ناخدا ہو نہیں

خود اپنے جلوۂ ہستی کا مبتلا ہوں میں — نہ مدعی ہوں کسی کا نہ مدعا ہوں میں

کچھ آگے عالمِ ہستی سے گونجتا ہوں میں — کہ دل سے ٹوٹے ہوئے ساز کی صدا ہوں میں

پڑا ہوا ہوں جہاں جس طرح پڑا ہوں میں — جو کیجے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں

جہانِ عشق میں گو پیکرِ وفا ہوں میں — تری نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں

تجلیات کی تصویر کھینچ کر دل میں — تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں

جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ — کبھی خدا ہوں کبھی بندۂ خدا ہوں میں

بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی — کبھی ملا ہوں کبھی یار سے جدا ہوں میں

حیات و موت کے جلوے ہیں میری ہستی میں — تغیراتِ دو عالم کا آئینا ہوں میں

تری عطا کے تصدق ترے کرم کے نثار — کہ اب تو اپنی نظر میں بھی دوسرا ہوں میں

بقا کی فکر نہ اندیشۂ فنا مجھ کو — تعینات کی حد سے گزر گیا ہوں میں

مجھی کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے — تو آئینہ ہو مرا تیرا آئینا ہوں میں

میں مٹ گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدمؔ
وہ مل گئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈھتا ہوں میں

بحالِ خستہ و گم کردہ راہے — نگاہِ خسرو خوباں نگاہے

سجودِ آرزو شام و پگاہے — بسوئے آستانے کج کلاہے

برائے تشنہ کامانِ محبت — درِ تو مامن و امید گاہے

Scanned with CamScanner

قدم از روضۂ بیروں نہ خداسا ہزاروں دیدۂ دل فرش راہے
بہر دم خوبیٔ حُسنش فزوں باد الٰہی تا فروغ مہر و ماہے
بیا در حلقۂ پیرِ خرابات برو از خواجگی و خانقاہے
شہنشاہِ زمانہ ہست بیدمؔ
گدائے وارثؒ عالم پناہے

سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و سازِ عشق
پردہ بپردہ ہے نہاں پردہ نشیں کا رازِ عشق
ناز کبھی نیاز ہے، اور نیاز نازِ عشق
ختم ہوا نہ ہو کبھی سلسلۂ درازِ عشق
عشقِ ادا نوازِ حسن، حسن کرشمہ سازِ عشق
آج سے کیا ازل سے ہو حسن سے ساز بازِ عشق
اپنی خبر کہاں انھیں جن پہ کھلا ہے رازِ عشق
سارے شعور مٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق
ہوش و خرد بھی اَلْفِرَاق بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ کہیں
حضرتِ دل کا خیر ہے سفرِ حجازِ عشق

پیرِ مغاں کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز
ہوتی ہے میکدے میں روز اپنی یونہی نمازِ عشق

حسرت و یاس و آرزو شوق کا اقتدا کریں
کشتۂ غم کی لاش پر دھوم سے ہو نمازِ عشق

عشق کی ذات ہی سے ہے خوبیٔ حسن و شانِ حسن
حسن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق

اے دلِ درد مند پھر نالہ ہو کوئی دل گداز
سونی پڑی ہو بزمِ شوق چھیڑ دے اپنا سازِ عشق

ہوش و خرد عدوئے عشق، عشق ہے دشمنِ خرد
ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے سازِ بازِ عشق

بیدمؔ خستہ ہے کہاں، اصل میں کوئی اور ہے
زمزمہ سنجِ بے خودی نغمہ طرازِ سازِ عشق

جو دنیا ہو تو ایسا جام دے پیرِ مغاں مجھکو
کہ پیتے پیتے آجائے سرورِ جاوداں مجھکو

پسند آتا نہیں قصہ کسی کا قصہ خواں مجھکو
سنانا ہو تو میری ہی سنادے داستاں مجھکو

شبستانِ عدم سے لاکے ڈالا بزمِ ہستی میں
نہیں معلوم لیجائیگی اب وحشت کہاں مجھکو

یہ باتیں کرتے کرتے کیوں زباں رکنے لگی آخر
کھٹکتا ہے ترا اے بیدمؔ طرزِ بیاں مجھکو

مری قسمت بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے — زمیں تھا آسماں یا اب میں ہے آسماں مجھکو

مرا پہلو بدلنا انکے رنگِ رخ کا اڑ جانا — ڈبو دیگا کسی دن اضطراب ازدواں مجھکو

اگر بجلی نہیں تو روئے روشن کی تجلی ہے — نظر آتا تو ہے پردے میں کوئی ضو فشاں مجھکو

مے گریے نے مجھکو منزلِ مقصد پہ پہنچایا — بہا کر لیگئے ان تک مرے اشکِ رواں مجھکو

زمینِ کوئے جاناں کسی میدانِ قیامت ہے — کہ ہر ذرے میں ہے اک گردشِ ہفت آسماں مجھکو

جو انکا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے — تو میری موت ہو بیدمؔ حیاتِ جاوداں مجھکو

وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور و شیون سے — کہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھے بزمِ دشمن سے

نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اس چشمِ پرفن سے — قضا بھی بچ کے چلتی ہے غضب آلودہ چتون سے

جہاں کھٹکا ہو بجلی کا آشیانے پھونک دیتی ہے — تجھے تو ضد سی ہے اے برق کچھ میرے نشیمن سے

اسی حسرت میں روتا ہوں یہی ارماں رلاتا ہے — کہ میرے اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے

ترے دیوانے سے خارِ مغیلاں کو یہ الفت ہے — کہ لیتا ہے قدم کوئی لپٹتا کوئی دامن سے

مری وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا — کہ ملنے کو بڑھا چاکِ گریباں چاکِ دامن سے

جنوں میں دشت میں جانیکا جب میں نام لیتا ہوں — تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جاتے ہیں دامن سے

الٰہی میرے رازِ دل کا اب تو ہی نگہباں ہے — کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہہ گذرا ہوں دشمن سے

خزانہ ہے مرا دل حسرت و یاس و تمنا کا — جسے جو چاہیئے لیجائے آکر میرے خرمن سے

صبا آتے ہی ہم سمجھے تو انکو کاندھا دینے آئی ہے — جنازے پر جنازہ اٹھ رہا ہے صحنِ گلشن سے

بحمد اللہ وہی بیدمؔ کے دل میں جلوہ فرما ہیں
تجلی میں ہیں چاند سورج دونوں جنکے دیئے روشن سے

لڑکھڑاتا کیوں ہے آخر بزم میں پیمانہ آج — یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ مستانہ آج
اُن کے آتے ہی ہوئی کیا حالتِ میخانہ آج — شیشے پر شیشہ گرا پیمانے پر پیمانہ آج
ٹوٹی زاہد ہی کی توبہ بچ گیا پیمانہ آج — رہ گئی الحمد للہ عزتِ میخانہ آج
مست ہو جانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے — تیرے ہاتھوں لاج ہے اے لغزشِ مستانہ آج
ہو نہ ہو تیرا ہی سوزِ عشق کا مذکور ہے — شمع سے کچھ کہہ رہا ہے بزم میں پروانہ آج
خونِ دل لختِ جگر حاضر ہیں دعوت کیلئے — قلبِ مضطر کا ہے مہماں جلوۂ جانانہ آج
دل جگر دونوں ہی مشتاقِ شہادت ہیں مرے — لے نگاہِ یار کوئی وار معرکانہ آج
ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ بجھ گئی دل کی لگی — شمع کے دامن سے لپٹا رہ گیا پروانہ آج

اٹھ گئے بیدمؔ کی آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
ایک ہے اسکی نظر میں کعبہ و بت خانہ آج

ہے لیلیٰ زیبِ محمل اور یادِ قیس منزل میں — یہ اک لیلیٰ ہے لیلیٰ میں یہ اک محمل ہے محمل میں
نگاہِ ناز کے تیر اس طرح آئے مرے دل میں — کہ جیسے دوڑ کر چھپ جائے لیلیٰ اپنے محمل میں
نگاہِ قیس سے چھپنے پہ بھی اوجھل نہیں لیلیٰ — کہ چشمِ شوق کے پردے پڑے ہیں اسکے محمل میں
اسے اعجازِ الفت گر نہیں کہتے تو پھر کیا ہے — کہ لیلیٰ دشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں

Scanned with CamScanner

اِدہر مجنوں یہ کہتا ہے کہ میں نے دشت میں دیکھا
اُدہر یہ لطف ہے لیلیٰ رہی محمل کی محفل میں

تصوّر اُن کا آنکھوں میں ہے اور آنکھیں ہیں بند اپنی
پڑے ہیں تنگ پردے محمل کے اور اک لیلیٰ ہے محمل میں

ہماری لاش پر اس طرح سے گہوارہ ہے بیدمؔ
کہ جیسے گمشدہ لیلیٰ کا اک محمل ہو محمل میں

کام میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا
جو مرض مجھکو ہوا قابلِ درماں نہ ہوا

اُن کی محفل میں چھپائے نہ چھپا سینۂ نہاں
داغِ دل میرا چراغِ تہِ داماں نہ ہوا

اور تو تربتِ بیکس پہ کوئی کیا روتا
ابر بھی آکے مری خاک پہ گریاں نہ ہوا

یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی
گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا میداں نہ ہوا

سینکڑوں مرتے جلائے کئے بیمار اچھے
آپ سے ایک میرے درد کا درماں نہ ہوا

ایک دردِ دلِ بیمار رہا جان کے ساتھ
اور تو کوئی شریکِ غمِ ہجراں نہ ہوا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہیں
دل عجب گھر ہے کہ بیدمؔ کبھی ویراں نہ ہوا

ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے
میکش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سو سنائیں گے
منہ آئینگے ہمارے تو اب منہ کی کھائیں گے

کچھ چارہ سازی نالوں نے کی ہجر میں میری
کچھ اشک میرے دل کی لگی کو بجھائیں گے

وہ مثلِ اشک اٹھ نہیں سکتا زمین سے
جس کو حضور اپنی نظر سے گرائیں گے

Scanned with CamScanner

جھونکے نسیمِ صبح کے آ آ کے ہجر میں — اک دن چراغِ ہستیٔ عاشق بجھائیں گے
صحرا کی گرد ہو گی کفن مجھ غریب کا — اٹھ کر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے
اب ٹھان لی ہے دل میں کہ سر جائے یا رہے — جیسے اٹھیگا بارِ محبت اٹھائیں گے
گردش نے میری چرخ کا بگاڑا دیا دماغ — نالوں سے اب زمیں کے طبق تھرتھرائیں گے

بیدمؔ وہ خوش نہیں ہیں تو اچھا یونہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے

یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک — یہ قصر یہ خدام یہ کاشانہ مبارک
مستوں کو مبارک درِ میخانہ کے سجدے — میخانہ تجھے مرشدِ میخانہ مبارک
اے چشمِ تمنّا تری امید بر آئی — اٹھتا ہے نقابِ رُخِ جانانہ مبارک
بلبل کو مبارک ہو ہوائے گل و گلشن — پروانے کو سوزِ دلِ پروانہ مبارک
لو اٹھ گئے سب جلوہ گہِ ناز کے پردے — نظارۂ حسنِ رخِ جانانہ مبارک

سرمدؔ کو مبارک ہوں مے صاف کے ساغر
بیدمؔ ہمیں دردِ تہِ پیمانہ مبارک

حضور وارثؒ عالی مقام کی چادر — حبیبِ حضرت خیر الانام کی چادر
ارم سے روضۂ وارثؒ پہ حوریں لائی ہیں — بنا بنا کے درود و سلام کی چادر
ردائے فاطمہؓ زہرا ہے طشتِ نور میں ہے — کہ ہے حسینؑ علیہ السلام کی چادر

میری بلا کو ہو خورشیدِ حشر کا کھٹکا — کہ میرے سر پہ ہو میرے امامؑ کی چادر

درِ حضور پہ حاضر ہے آپ کا بیدم
قبول کیجئے مولا غلام کی چادر

اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا — کہ تمہیں آتا ہے بیمار کا اچھا کرنا
بے خودِ جلوہ ہو کہتا ہے یہ جلوہ اُنکا — لطفِ نظارہ اُٹھا ہوش سنبھالا کرنا
لے جنوں کیوں لیے جاتا ہے بیاباں میں مجھے — جب تجھے آتا ہے گھر کو مرے صحرا کرنا
جب بجز تیرے کوئی دوسرا موجود نہیں — پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردا کرنا
یہی دو کام ہیں ناکامِ محبت کیلئے — کبھی اُن کا کبھی تقدیر کا شکوا کرنا
ہم بھی دیکھیں ترے آئینۂ رخ کو لیکن — تشاقِ ہو گردِ نظر سے اُسے دھندلا کرنا
مشتاق
کوئی جا ہو وہ حرم ہو کہ صنم خانہ ہو — ہم کو نقشِ قدمِ یار پہ سجدا کرنا
دیکھئے جا کے وہ دریا پہ تماشائے حباب — جس کو منظور ہو نظارۂ دنیا کرنا
پردۂ ہستیٔ موہوم ہٹا دو پہلے — پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا
شکوہ اور شکوۂ محبوب الٰہی توبہ — کفر ہے مذہبِ عشاق میں شکوہ کرنا
ایک تم ہو کہ تمہیں بات کا کچھ پاس نہیں — اور اک ہم کہ نہیں منہ سے جو کہنا کرنا
وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں — یعنے منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا
ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدم — کہ جنھیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا

Scanned with CamScanner

یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے
گھٹا کے بھیس میں میخانے پہ رحمت برستی ہے

یہ جو کچھ دیکھتے ہیں ہم فریبِ خوابِ ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

وہاں ہیں ہم جہاں بیدمؔ نہ ویرانہ نہ بستی ہے
نہ پابندی نہ آزادی نہ ہشیاری نہ مستی ہے

تری نظروں پہ چڑھنا اور ترے دل سے اتر جانا
محبت میں بلندی اسکو کہتے ہیں وہ پستی ہے

وہی ہم ہیں کبھی جو رات دن پھولوں میں تلتے تھے
وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترستی ہے

کرشمے ہیں کہ نقاشِ ازل نیرنگیاں تیری
جہاں میں مائلِ رنگِ فنا ہر نقشِ ہستی ہے

لے بھی ناوکِ جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا
کہ میری آرزو دل سے نکلنے کو ترستی ہے

ہر اک ذرے میں ہے اِنّی اَنَا اللہ کی صدا ساقی
عجب میکش تھے جن کی خاک میں بھی جوشِ مستی ہے

خدا رکھے دلِ پرسوز تیری شعلہ افشانی
کہ تو وہ شمع ہے جو رونقِ دربارِ ہستی ہے

مرے دل کے سوا تو نے بھی دیکھی بیکسی میری
کہ آبادی نہ ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے

حجاباتِ تعین مانعِ دیدار سمجھا تھا
جو دیکھا تو نقابِ رُخِ جاناں میری ہستی ہے

عجب نیرنگِ حیرت عالمِ گورِ غریباں ہے
کہ ویرانے کا ویرانہ اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے عبد کی دھن کہیں شورِ انا الحق ہے
کہیں اخفائے ہستی ہے کہیں اظہارِ ہستی ہے

بنایا رشکِ مہر و مہ تری ذرہ نوازی نے
نہیں تو کیا ہے بیدمؔ اور کیا بیدمؔ کی ہستی ہے

کیا سنائے مبتلائے دردِ دل
کیا سنو گے ماجرائے دردِ دل

Scanned with CamScanner

آپ ہی نے درد بخشا ہو مجھے آپ ہی دینگے دوائے دردِ دل
دردِ دل ہی زندگی ہو زندگی جان صدقے دل فدائے دردِ دل
انتہائے درد اس کا نام ہے دلکو ڈھونڈھے اور نہ پائے دردِ دل
موت کرتی ہو علاجِ اہلِ درد دردِ دل خود ہو دوائے دردِ دل
حضرتِ عیسٰی یہ اُن کا کام ہے آپ کیا جانیں دوائے دردِ دل
ہم نے دل ہو چیز دیدی آپ کو آپ کیا دینگے سوائے دردِ دل
دردِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو بانٹ لیں اپنے پرائے دردِ دل

دردِ دل پیدا ہوا دل کے لیے
اور دلِ بیدمؔ برائے دردِ دل

کون سا گھر ہو کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا ، اور جلوہ خانہ ترا
میکدہ تیرا ہے کعبہ ترا بت خانہ ترا ، سب ہے جانانہ ترا
تو کسی شکل میں ہو میں ترا شیدائی ہوں ، تیرا سودائی ہوں
تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا ، یعنی دیوانہ ترا
مجھکو بھی جام کوئی پیرِ خرابات ملے ، تیری خیرات ملے
تاقیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا ، رہے میخانہ ترا
تیرے دروازے پہ حاضر ہو ترے در کا فقیر اے امیروں کے امیر

مجھ پہ بھی ہو کبھی الطافِ کریمانہ ترا ، لطفِ شاہانہ ترا
صدقے میخانہ کا ساقی مجھے بیہوشی دے ، خود فراموشی دے
یوں تو سب کہتے ہیں بیدمؔ ترا مستانہ ترا ، اب ہوں دیوانہ ترا

حشر بھی یونہی جائیگا اے دلِ بیقرار کیا — یونہی رہیں گے تشنہ کام تشنۂ دیدِ یار کیا
مژدۂ فصلِ گل صبا جا کے رقیب کو سنا — مجھ کو بہار سے غرض میرے لیے بہار کیا
یار کی جلوہ گاہ میں دے پڑے تو یہ نہ پوچھ — دیکھتی رہ گئی اُدھر چشمِ امیدوار کیا
جامۂ عقل و ہوش تو نذرِ جنوں کر چکے — کتنے ہوں تار تار اب کیجیے شمارِ تار کیا
دیر و حرم میں چشمِ شوق ڈھونڈھ چکی پتہ نہیں — دل میں چھپا کے رکھ لیا نقشِ رخِ یار کیا
اپنی وفا کی ساتھ ساتھ اُنکی جفا بھی یاد ہے — روزِ شمار کیلئے اور رکھیں شمار کیا
داورِ حشر بیشمار میرے قصور ہیں تو ہوں — تجھ سے کریم کے لیے مجھ سا گناہگار کیا

بیدمِ خستہ دل کی روز آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تجھے
طور پہ گر کے کھو گئی برقِ جمالِ یار کیا

تیرے خیال میں دل دنیا کو دیکھتا ہے — آئینۂ تصور جامِ جہاں نما ہے
آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی دور کیا ہے — اس راستے سے سیدھا کعبے کا راستا ہے
اک دفترِ الم ہے میری کتابِ ہستی — ہر حرفِ زندگی کا دیباچۂ فنا ہے
میرا عروجِ سجدہ پہنچا ہے لامکاں تک — اللہ آسماں پر یہ کس کا نقشِ پا ہے

Scanned with CamScanner

اے نامرادیٔ دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں — دستِ طلب ہمارا منت کشِ دعا ہے
آتے ہی ایک ہچکی ٹوٹا طلسمِ ہستی — بربادیٔ تعین آبادیٔ فنا ہے
تھی میری حسرتوں کی جو اک بہار آخر — مایوسیوں نے اسکو دل سے مٹا دیا ہے
رفتارِ جور یہ ہے کیا چرخ کو سلیقہ — اُن کا ستم ستم ہے اُنکی جفا جفا ہے

ارمان ہو کہ ان کا تیرِ نظر ہو بیدمؔ
جو دل تک آ گیا ہے دل ہی کا ہو رہا ہے

بت بھی اس میں رہتے تھے دل یار کا بھی کاشانہ تھا
ایک طرف کعبے کے جلوے ایک طرف بت خانہ تھا

دلبر ہیں اب دل کے مالک یہ بھی ایک زمانہ ہے
دل والے کہلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا

پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی آمد پر
ہاتھ میں ڈالی کے ایک ہلکا سا پیمانہ تھا

ہوش نہ تھا بیہوشی تھی، بیہوشی میں پھر ہوش کہاں
یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا

دل میں وصل کے ارماں بھی تھے اور ملالِ فرقت بھی
آبادی کی آبادی ویرانے کا ویرانہ تھا

Scanned with CamScanner

اُف رے بادِ جوشِ جوانی آنکھ نہ اُن کی اُٹھتی تھی!
مستانہ ہر اک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا

شمع کے جلوے بھی یارب کیا خواب تھا جلنے والوں کا
صبح جو دیکھا محفل میں پروانہ ہی پروانہ تھا

دیکھ کے وہ تصویر مری کچھ کھوئے ہوئے سے کہتے ہیں
ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا

غیر کا شکوہ کیوں کر رہتا دل میں جب اُمیدیں تھیں
اپنا پھر بھی اپنا تھا بیگانہ پھر بیگانہ تھا

بیدمؔ اس انداز سے کل یوں ہم نے کہی اپنی بیتی
ہر اک نے سمجھا محفل میں یہ میرا ہی افسانہ تھا

محشر کو پائمال کرے یا بپا کرے — جو چاہے آپ کی نگہِ فتنہ زا کرے
ناصح کی بات ماننے کو دل کہا کرے — اب جیسے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے
کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے — گھبرا کے اپنی جان نہ دیدے تو کیا کرے
اس عندلیب کو ہے قیامت کا سامنا — جس کا قفس کے آگے نشیمن جلا کرے
کس کام کی اُمید ہے ناکام کے لیے — ناکامیوں کو میری خدا کام کا کرے
جب میرے دردِ دل کا مداوا نہ ہو سکا — کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہوا کرے

Scanned with CamScanner

اُن کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے — کون کہاں سے روز نیا دل دیا کرے

جس طرح اُنکی زلف بڑھے اُنکے دوش پر — یارب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے

ہیں بیخودی میں اُن سے ہم آغوشیاں نصیب — تا حشر مجھکو ہوش نہ آئے خدا کرے

دیکھے جو تجھکو آئینۂ دل میں جلوہ گر — حیرت سے چشمِ شوق ترا منہ تکا کرے

جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے — کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے

ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد — روشن بقا کا نام مآلِ فنا کرے

پردے میں ہے جمال تو ہے شور اسقدر — اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے

دم بھر میں آسمان بنا دے زمین کو — نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے

دامانِ استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے

پڑا ہے نوشہ کے رُخ پر نقاب سہرے کا — چھپا ہے ابر میں یا آفتاب سہرے کا

ہیں پھول حمد کے نعتِ رسول کی کلیاں — جواب ہی نہیں ممکن جواب سہرے کا

یہ آج تجھ سے جوان بخت کو ہے سر پہ بندھا — تو اور بڑھ گیا حسن و شباب سہرے کا

دولہن حسین ہے تو نوشہ بھی ہے حسین و جمیل — ہر ایک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گوندھتے ہی سرِ نوشاہ پہ بندھا بیدم
نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا

جہاں ہو خیالِ رخِ جانانہ کسی کا — ہو منزلِ خورشید سیہ خانہ کسی کا
سمجھا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا — سچ تو یہ ہے وہ دوست ہمارا نہ کسی کا
بیجا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت — دے اتنی ہی دی جتنا تھا پیمانہ کسی کا
اے زاہد اسے پھر کہیں جانے کی ضرورت — جب کعبہ ہو سنگِ درِ جانانہ کسی کا
بے مانگے پلائی ہے اور خوب پلائی — تا حشر سلامت رہے میخانہ کسی کا
اس طرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی — کہتے ہیں بناؤ نہیں افسانہ کسی کا
للہ اب اے مرشدِ میخانہ خبر لے — مستی میں چھلکنے کو ہے پیمانہ کسی کا
ہم پیر میں گو جنبشِ دامانِ سحر ہے — آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے اسے دیوانہ ہے بیدمؔ
ہشیار رہے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا

تیرے کمالِ ستم کی یہ یادگار رہے — کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے
گلِ مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے — مرے چمن میں الٰہی سدا بہار رہے
وہ اضطراب کی دنیا ہے دل خدا رکھے — جہاں قرار بھی آئے تو بے قرار رہے
زمانے بھر کو قیامت پہ ٹال رکھا ہے — کسے کسے ترے وعدے کا اعتبار رہے
نرالا ہجر انوکھا وصال ہے اپنا — کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے
نصیب ہو تو یہ ہے سرفروش کی معراج — کہ پائمال تری راہ میں غبار رہے

Scanned with CamScanner

یہ کیا کہ دل میں ہو اور آنکھ دید سے محروم — کہیں بہار کہیں حسرتِ بہار رہے

ہوا ہوں خاکِ چمن اس لیے کہ نسیمِ بہار — کہ پائمال اسی راہ میں غبار رہے

تو پھر وصال کی شب کے مزے مزے نہ رہیں — جو یادِ لذتِ شبہائے انتظار رہے

خدا رکھے تجھے تجھ سے یہی کام ہے مجھ کو — کوئی رہے نہ رہے تو خیالِ یار رہے

یہاں نہ ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی تاب — جسے قرار رہا ہو وہ بیقرار رہے

بتوں سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ — مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے

یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے رخصت — یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے

وہ کون ہے وہ میرا بد نصیب دلِ بیدمؔ
چمن میں رہ کے جو بیگانۂ بہار رہے

وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے — اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے

یہ حجابِ کفر و ایماں بھی ہٹا دو درمیاں سے — کہ مقامِ قرب آگے ہے حدودِ دو جہاں سے

مری طرح تھک نہ جائے کہیں حسرتِ فسردہ — کہ لپٹ کے چل رہی ہے وہ غبارِ کارواں سے

مجھے شوق سے تغافل ترا پائمال کر دے — مرا سر اٹھا نہ اٹھے ترے سنگِ آستاں سے

ترے میکدے کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگیں — کہ ہوا کو ہے تعجب ہی ندرتِ بیاں سے

مری بیکسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھے — مری طرح لٹ گیا ہو جو بچھڑ کے کارواں سے

جو خیال میں بھی چھوٹے درِ پاک تیرا مجھ سے — تو لپٹ کے روؤں میں سجدے ترے سنگِ آستاں سے

تری رہ گزر تک یہاں جو نصیب ہو رسائی
کروں آنکھیں اپنی نقشِ کفِ پائے سارباں سے

وہی گونجتی ہیں اب تک مرے کان میں صدائیں
جو سنا تھا زمزمہ اک کبھی سازِ کن فکاں سے

نہ ہو ابرِ تر وہ آنکھو نہ یہ پردہ داریاں ہوں
مری دکھ بھری کہانی جو سنے مری زباں سے

مری چشمِ حسرت آگیں تہِ خرابیاں نہ دیکھے
جو قفس کو دور رکھ کے کوئی سیرِ آشیاں سے

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اسی خاکِ آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاکِ آستاں سے

خیال ہے کہ انھیں بے نقاب دیکھیں گے
انھیں کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھیں گے

نقاب کیسی انھیں بے نقاب دیکھیں گے
نگاہِ شوق کو ہم کامیاب دیکھیں گے

بدل نہ جائے کہیں نظمِ عالمِ ہستی
وہ حالتِ دلِ خانہ خراب دیکھیں گے

تری نظر میں ترے دل میں تیری محفل میں
ہمیں بھی لوگ کبھی باریاب دیکھیں گے

کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم
اسی کو چاک کسی کو خراب دیکھیں گے

انھیں غریبوں کے حالِ خراب سے کیا کام
وہ آکے کیوں مرا حالِ خراب دیکھیں گے

ہم اور رقیب سبھی ہوں گے آج مقتل میں
وہیں تری نظرِ انتخاب دیکھیں گے

بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر
کسے خبر تھی کہ یہ انقلاب دیکھیں گے

جو آج پردۂ دیر و حرم میں ہیں روپوش
انھیں کو حشر میں کل بے نقاب دیکھیں گے

ستارے خوب ستائے ہیں دلِ مضطر — وہ آگئے تو ترا اضطراب دیکھیں گے
حریمِ ناز میں اور چھپ کے بیٹھنے والے — کبھی تو اہلِ نظر بے نقاب دیکھیں گے
یہ لکھ کے نامۂ غم میں تو جان دیتا ہوں — جواب دیکھنے والے جواب دیکھیں گے

رہِ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اے بیدمؔ
فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دیکھیں گے

اُس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے — واللہ کیا نماز ہماری نماز ہے
ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے — ہر شے کے لباس میں بندہ نواز ہے
اے ہمنشیں وہ کوچۂ عشقِ مجاز ہے — محمودؔ جس گلی میں غلامِ ایازؔ ہے
تصویرِ خامشی ہے جو غنچہ ہے باغ میں — ہر گل مری شگفتگیٔ دل کا راز ہے
وہ خاکِ آستاں ہے تری خاکِ آستاں — جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے
کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو — عالم میں کوئی ایسا بندہ نواز ہے
پھر دیکھیے ہر جمال میں جلوے جمیل کے — جب یہ کھلا کہ حسنِ حقیقت مجاز ہے
زاہد کو اپنے زہد و عبادت پہ ہے غرور — مجھکو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے
کحل البصر بنائے نہ کیوں چشمِ غزنویؒ — خاکِ درِ ایاز میں نیاۓ راز ہے

پھر لائے کیا نظر میں سلاطینِ دہر کو
بیدمؔ گدائے وارثِؒ عالم نواز ہے

موت کی ہچکی کے آتے ہی رشتہ ٹوٹ گیا
روح نے تن سے پائی رہائی قید سے قیدی چھوٹ گیا
جس کیلئے ہم سب سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا
واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا
اشکوں میں رنگینی کیوں ہے، اشک مرے رنگین ہیں کیوں
غم سے جگر کا خون ہوا یا دل کا پھپھولا پھوٹ گیا
صبح سے سر کو دھنتا ہوں اور بیٹھا تنکے چنتا ہوں
کوئی اندھیری رات میں آ کر خانۂ دل کو لوٹ گیا
بیدم انکے جاتے ہی کچھ ایسی حالت زار ہوئی
ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا

جس طرف دیکھتا ہوں جلوۂ جانانہ ہے — اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے
کعبہ کعبہ ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے — سنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزلِ جانانہ ہے
مدتیں گزریں گریباں کا ہوا کام تمام — لیکن اب تک اسی دھن میں دلِ دیوانہ ہے
ہائے کیا پوچھتے ہو برہمیٔ بزمِ خیال — اب وہ شمع ہے محفل میں نہ پروانہ ہے
رہے بھلے ناوکِ جاناں تری دنیا آباد — ہر لبِ زخمِ جگر پر ترا افسانہ ہے
کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہوں بیدم — کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے

دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یاد آہی گیا ہائے اُس آئینے سے دل پر غبار آہی گیا
اُس کے کوچے تک مرا مشتِ غبار آہی گیا اڑکے زیرِ سایۂ دیوارِ یار آہی گیا
ہائے کس انداز سے اُسنے کیا عہدِ وفا دل نے کچھ سوچا نہ سمجھا اعتبار آہی گیا
کہتے کہتے رک گیا میں داورِ محشر سے حال مسکرا کر اُس نے جب دیکھا تو پیار آہی گیا
اُس نے اپنے روئے روشن سے جو سرکا دی نقاب ایسا کچھ دیکھا کہ دل بے اختیار آہی گیا

آج ساقی نے جو بیدم سنکے زلفیں کھول دیں
پھول برساتا ہوا ابرِ بہار آہی گیا

بہار جن کیلئے ہو انھیں بہارِ بسنت ہماری کیا ہے گوارا نہ ناگوار بسنت
بہار ہے درِ میخانہ کھول دے ساقی کہ میکدے میں منائینگے بادہ خوار بسنت
سدا بہار رہے آستانِ وارثؒ پر ہو ایک سال میں یارب ہزار بار بسنت
زبانِ حال سے کہتی ہوئی بہار آئی! مبارک آپکو دیوہ کے تاجدار بسنت

قبول کیجئے صدقے میں غوثِ اعظمؒ کے
کہ لیکے آیا ہے بیدم جگر فگار بسنت

ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا
کب جوشش گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے کب اشک کے قطرے کو دریا نہ بنا ڈالا
اک قیس کو لیلیٰ نے مجنون بنایا تھا تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا

جب شیشۂ دل ٹوٹا ساقی کے تغافل سے — میخانہ میں یاروں نے پیمانہ بنا ڈالا
اس عشق نے لاکھوں کا پندارِ خرد توڑا — ہشیار جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

ناکامیٔ قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی
تم نے تو اُسے بیدمؔ افسانہ بنا ڈالا

گلی کو ہم تری دارالاماں سمجھتے ہیں — یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں
اُنھیں حرم سے غرض ہے نہ دیر سے کچھ کام — جو اپنا قبلہ ترا آستاں سمجھتے ہیں
مٹائے دیتے ہیں اپنی ہی یادگارِ ستم — مری لحد کو وہ میرا نشاں سمجھتے ہیں
جدا جدا ہے اسیرانِ عشق کی فریاد — نہ انکی ہم وہ میری زباں سمجھتے ہیں
ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخ اہلِ حرم — جو بادہ نوش ہیں پیرِ مغاں سمجھتے ہیں
ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے — کہ جب قفس کو بھی ہم آشیاں سمجھتے ہیں

دیے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے
مگر یہ حضرتِ بیدمؔ کہاں سمجھتے ہیں

جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے — ساقیا میں ترے قربان یہ کیا ہوتا ہے
جس جگہ یار کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے — بس وہیں کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے
سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے — یوں کہیں سجدۂ شکرانہ ادا ہوتا ہے
قطرہ جو بحرِ محبت میں فنا ہوتا ہے — مٹ مٹا کر گہرِ دُرجِ بقا ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

بندہ جو مرضیٔ مولیٰ پہ فدا ہوتا ہے
خسروِ کشورِ تسلیم و رضا ہوتا ہے

شکر الحمد کہ اُس کوچے کی میں خاک ہوا
ذرہ جس کوچے کا خورشید نما ہوتا ہے

موت ہی سے ہو علاجِ دلِ بیمار تو ہو
ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے

کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں
ناخدا جن کا نہیں اُن کا خدا ہوتا ہے

زاہدا ہوتی ہے یاں ترکِ خودی کی تعلیم
میکدہ مدرسۂ اہلِ صفا ہوتا ہے

اُن کو ہم چھیڑ کے دشنام سنا کرتے ہیں
گالیوں میں بھی محبت کا مزا ہوتا ہے

سر پہ لیتے ہیں قدم خارِ مغیلاں بڑھ کر
دشتِ پیما جو کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

طائرِ سدرہ بھی ہو اُنکی اداؤں کا شکار
ناوکِ ناز کہیں اُن کا خطا ہوتا ہے

خم لگا دے مرے منہ سے ترے میخانے کی خیر
ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد بیدمؔ
قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے

ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے
ہاں یاد ہے وہ آپکی پہلی نظر مجھے

فکرِ بہار ہے نہ خزاں کا خطر مجھے
گلچیں نے توڑا کھلنے ہی سے پیشتر مجھے

ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے

قسمت سے مل گئی ہے تری رہ گذر مجھے
اللہ خرامِ ناز سے پامال کر مجھے

سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے
پہچانتی ہے چشمِ حقیقت مگر مجھے

ہنستے تھے وصل میں جو در و دیوار میرے ساتھ — یا روتے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

حسرت بھری نگاہ ہو کی اللہ رے بے بسی — میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے

محشر میں کون دے ترے جور و ستم کی داد — لا اب ہجوم حشر سے لا ڈھونڈھ کر مجھے

ہے بوالہوس مذاقِ طبیعت جدا جدا — آساں جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے

گم کردہ راہ ہوں میں جہت آشنا نہیں — لیکر چلے ہیں خضر نہ جانے کدھر مجھے

نیرنگیِ حسنِ یار نے دیوانہ کر دیا — ہوش بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے

اب منحصر ہے تیرے سہارے پہ زندگی — تنہا نہ چھوڑ ہجر میں دردِ جگر مجھے

اوجھل ہے شام ہی سے رخِ یار نزع میں — کیا دیکھنی نصیب نہ ہوگی سحر مجھے

اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار — پامال کرنے آیا ہے پامال کر مجھے

بیدم میں ایک سازِ حقیقت طراز ہوں
باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھیڑ کر مجھے

سبحانا
درست فرمایا

اٹھتا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے — اب جلوہ حقیقت میں جلوا نظر آتا ہے

ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں — ہر بندے کی صورت میں مولیٰ نظر آتا ہے

اس صورتِ ظاہر کے نقشے کو مٹا پہلے — پھر دیکھ تجھے تجھ میں کیا کیا نظر آتا ہے

کیا کوئی کسی پر اب دیوانہ نہیں ہوتا — سنسان جو مدت سے صحرا نظر آتا ہے

کیا پوچھتے ہو انکے جلوے کی فراوانی — ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے

اُن کے رخِ روشن کو جس نے دیکھا؟
خورشید بھی بیدمؔ کو ذرّہ نظر آتا ہے

گل کا کیا جو چاک گریباں بہار نے
دستِ جنوں لگے مرے کپڑے اتارنے

چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیمِ بہار نے
کنجِ قفس میں بھی مجھے آلی اجاڑنے

اب دل کی لاج مشقِ تصور کے ہاتھ ہے
شیشہ میں اُس پری کو چلا ہوں اتارنے

ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پر
سجدے کئے ہیں لغزشِ مستانہ وار نے

اب تو نظر میں دولتِ کونین ہیچ ہے
جب تجھ کو پا لیا دلِ امیدوار نے

چشمِ ادا شناس کو حیران کر دیا
حسن اپنا ذرّے ذرّے میں دکھلا یار نے

بیدمؔ تمہاری آنکھیں ہیں کیا عرش کا چراغ
روشن کیا ہے نقشِ کفِ پائے یار نے

مجھے شکوہ نہیں برباد رکھ برباد رہنے دے
مگر للہ مرے دل میں اپنی یاد رہنے دے

قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے
بہر صورت چمن ہی میں مجھے صیاد رہنے دے

مجھے ناشاد رہنے دے اگر تجھ کو مسرت ہو
تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے

تری شانِ تغافل پر مری بربادیاں صدقے
جو برباد تمنا ہو اُسے برباد رہنے دے

تجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا
نہ کوئی ظلم رہ جائے نہ اب بیداد رہنے دے

نہ صحرا میں بہلتا ہے نہ کوئے یار میں ٹھہرے
کہیں تو چین سے مجھ کو دلِ ناشاد رہنے دے

کچھ ایسی گذری ہے بیدم بھلی معلوم ہوتی ہے

مری ہستی سنا دے قصۂ فرہاد رہنے دے

مجھے جلووں کی اُس کے تیز ہو گیا، میرے ہوش و حواس بجا ہی نہیں

ہے یہ بے خبری کہ خبر ہی نہیں وہ نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں

مرے حال پہ چھوڑ طبیب مجھے کہ عذاب ہوا اب زیست مجھے

مرا مرنا ہی میرے لیے ہے شفا مرے درد کی کوئی دوا ہی نہیں

لیے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھو گئے ہم یہ ہوا کیا اور کیا ہو گئے ہم

ہمیں پہروں تک اپنی خبر ہی نہیں ہمیں کوسوں تک اپنا پتا ہی نہیں

مرا حالِ خراب سنا تو کہا کہ وہ سامنے میرے نہ آئے کبھی

مجھے روتے جو دیکھا تو ہنس کے کہا کہ یہ شیوۂ اہلِ وفا ہی نہیں

جہاں کوئی ستم ایجاد کیا، مجھے کہہ کے فلک نے یہ یاد کیا

کہ بس ایک دلِ بیدم کے سوا کوئی قابلِ مشقِ جفا ہی نہیں

بہار آتے ہی ٹکڑوں میں لگی ٹھنڈی گریباں میری — پڑی ہو جا بجا گلشن میں خاکِ آشیاں میری

چلے تو ہو بڑی ہمت سے سننے داستاں میری — سنی جائے گی تم سے مہرباں بیدادیاں میری

عبث نالے مرے بیکار فریاد و فغاں میری — سمجھتا ہی نہیں صیاد قسمت سے زباں میری

پسند آیا ہے مجھکو اسلیے غربت میں مر جانا — کہ میرے بعد ہو گی وطن میں داستاں میری

نفس کی آمد و شد لیکے بھیجی قصرِ جاناں تک
یہ بامِ یار کا زینہ تھا یا تھیں ہچکیاں میری

نہ پوچھ لے ہمنشیں کچھ مجھ سے شرحِ چاک داماں کی
کہ ہر اک صفحۂ گل پر لکھی ہے داستاں میری

وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راتیں یاد آتی ہیں
مجھی سے جب کہا کرتا تھا کوئی داستاں میری

گلوں نے نقشہ میرے چاکِ داماں کا کھینچا ہے
اڑا کر لے گئی ہیں بلبلیں بیتابیاں میری

وہ آئے بھی تو میرے گھر عدو کو ڈھونڈنے آئے
کھلی ہے آج یوں قسمت نصیبِ دشمناں میری

یہ آندھی کیا اڑائیگی یہ بجلی کیا جلائے گی
بہت اونچی بہت اونچی ہے شاخِ آشیاں میری

وفاؤں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو
مرے بعد انکو یاد آئینگی بیدم خوبیاں میری

نہ کنشت و کلیسا سے کام ہمیں درِ دیر نہ بیتِ حرم سے غرض
کہ ازل سے ہمارے سجود کو ہیں تیرے ہی نقشِ قدم سے غرض

جو تو مہر ہے تو ذرہ ہم ہیں تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں
تو صورت ہو آئینہ ہم ہیں تجھ سے غرض تجھے ہم سے غرض

نہ نشاطِ وصال نہ ہجر کا غم نہ خیالِ بہار نہ خوفِ خزاں
نہ سقر کا خطر ہے نہ شوقِ ارم نہ ستم سے حذر نہ کرم سے غرض

رکھا کوچۂ عشق میں جب سے قدم ہوا حضرتِ عشق کا جیسے کرم
لے آپ سے بھی سروکار نہیں جو غرض ہے تو اپنے صنم سے غرض

تری یاد ہو اور دلِ بیدم ہو تیرا درد ہو اور دلِ بیدم ہو

بیدم کو رہے تیرے غم سے غرض تیرے غم کو رہے بیدم سے غرض

درد دل اٹھا ہے محفل میں بٹھانے کیلئے — اشک آئے ہیں لگی دل کی بجھانے کیلئے

بابِ رحمت ہو درِ وارث زمانے کیلئے — ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کیلئے

بعد میرے حالِ دل میرا بنے گا داستاں — ذکر میرا ہو گا افسانہ زمانے کیلئے

جب مرے دردِ نہاں کا کر نہیں سکتے علاج — پھر وہ عیسیٰ ہیں تو عیسیٰ ہوں نہ مانے کیلئے

وہ جبیں نے نذرِ سنگِ آستاں کر دے — جن کو رکھے تھے جو سجدے آستانے کیلئے

پیچھے پیچھے میں چلیں گے ساتھ ارمانوں کی بھیڑ — آگے آگے سوزِ دل مشعل دکھانے کیلئے

سجدے میں ہے اور یہ دعویٰ ہے جبینِ شوق کا — آستاں میرے لیے میں آستانے کیلئے

گردشِ قسمت رہے گی میری دستگیرِ حال — آندھیاں اٹھیں گی میری خاک اڑانے کیلئے

آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سو ہائے روح — اب قفس میں مر رہا ہوں آشیانے کیلئے

بیدل کا غم نہ بیدم اپنے مرنے کا خیال
دل تھا آنے کیلئے اور جان جانے کیلئے

چھیڑا پہلے بلبل جب سازِ ہستی — تو پھر پردے نے دی آوازِ ہستی

خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں — ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی

میں مرنے کیلئے پیدا ہوا ہوں — مرا انجام ہے آغازِ ہستی

سکونِ کائناتِ دل بقا ہے
اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی

مری خاکِ لحد کا ذرّہ ذرّہ
رہے بیدم مخزنِ صد رازِ ہستی

مرا وقار یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا
کہ سر کا تکیہ ترا سنگِ آستاں ہوتا

ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا
مکین ہی جو نہ ہوتا کوئی مکاں ہوتا

رخِ نگارِ حقیقت اگر عیاں ہوتا
زمیں۔ نہ تو۔ نہ یہ ہنگامۂ جہاں ہوتا

قفس کو دور مرے آشیاں سے رکھنا تھا
کہ میرے آگے نہ برباد آشیاں ہوتا

وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آجاتے
تو بیخودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا

بہارِ غنچہ و گل دیکھنے چلے آتے
اگر چمن میں ٹھہرتے۔ تو آشیاں ہوتا

جبینِ شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے
اگر نصیب ترا سنگِ آستاں ہوتا

تمہیں نہ چاہتے گر میری خانہ بربادی
مجال تھی کہ مرا دشمن آسماں ہوتا

جہاں سے چاہتا نظارۂ چمن کرتا
ہر ایک شاخ پہ میرا ہی آشیاں ہوتا

میں ساری عمر اٹھاتا جبینِ شوق کے ناز
جو ایک سجدہ بھی مقبولِ آستاں ہوتا

اٹھے حجابِ تعین تو کیا اٹھے بیدم
مزہ تو جب تھا کہ تو بھی نہ درمیاں ہوتا

جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مرے انجام کا آغاز ہے

Scanned with CamScanner

تیری الفت شعبدۂ پرواز ہے
آرزو گر ہے تمنا ساز ہے

پھر حدیثِ عشق کا آغاز ہے
آج پھر گویا زبانِ راز ہے

گنجِ اسرارِ ازل ہو باغِ دہر
پتہ پتہ دفترِ صد راز ہے

جان دیدی اُنپہ اور زندہ رہو
اپنے مرنے کا نیا انداز ہے

ہوشیار اے ناوکِ افگن ہشیار
طائرِ جاں مائلِ پرواز ہے

رخصت اے عقل و خرد ہوش و حواس
شوقِ وصلِ یار کا آغاز ہے

میرے نالے سن کے فرماتے ہیں وہ
یہ اُسی کی دکھ بھری آواز ہے

جسکو سب سمجھے ہیں دشتِ کربلا
وہ تو میدانِ نیاز و ناز ہے

ذرے ذرے میں عیاں ہونیکے بعد
آجتک رازِ حقیقت راز ہے

آپ جانچیں مجمعِ عشاق میں
ان میں بیدمؔ سا کوئی جانباز ہے

نازوالے اب تجھے کیوں ناز ہے
آ. درِ چشمِ تمنا باز ہے

عشق مونس عشق ہی دمساز ہے
عشق میری زندگی کا راز ہے

انکو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے
بھید میرا اُس کا وہ میرا راز ہے

دیکھ اور چشمِ حقیقت بیں سے دیکھ
ذرہ ذرہ جلوہ گاہِ ناز ہے

مرغِ دل بسمل پڑا ہو خاک پر
لیکن اب بھی حسرتِ پرواز ہے

Scanned with CamScanner

اُن کے آنے سے ہوا دل کو قرار — یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے
آدمی کیا ہے جہانِ آرزو — اُس کا دل کیا ہو طلسمِ راز ہے
اے دلِ محزوں خدا رکھے تجھے — تو جہانِ رازِ جانِ راز ہے

ہے عبث جرمِ اناؔ منصورؔ پر
یہ تو بیدمؔ دور کی آواز ہے

ہر طرف ساغر بکف ہیں میگسارانِ بہار — اللہ اللہ آج تو ہے عامِ فیضانِ بہار
چاندنی میں سُونیوالوں کو جگانے کے لیے — لا نسیمِ صبح لا بوئے گلستانِ بہار
چند روزہ دیدِ گُل پر شاد ہو کیا عندلیب — ایک دن دستِ خزاں لوٹے گا سامانِ بہار
غازۂ رخسارِ گُل خاکسترِ بلبل ہوئی — اور بنا رنگِ چمن خونِ شہیدانِ بہار

سارا عالم مست ہے ساقی کی چشمِ مست سے
ایک بیدمؔ ہی رہا ناکامِ دورانِ بہار

یاد آیا ہے کہ جب تو زینتِ آغوش تھا — محوِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوش تھا
دیکھ لائی قیس کی عریانیاں بعدِ فنا — یعنی اُس کی خاک کا جو ذرّہ تھا گُل پوش تھا
اللہ اللہ وسعتِ ظرفِ قدح نوشانِ عشق — کوئی دریا دل تھا اُن میں کوئی دریا نوش تھا
تشنہ کامِ آرزو اللہ رے محرومی تری — تیرے پہلو ہی میں دریا تھا مگر خس پوش تھا
ناز بردارِ نیازِ عشق تھا حسنِ حبیب — سجدے تھے اور نقشِ پائے یار کا آغوش تھا

Scanned with CamScanner

عارضِ خورشید کی چلمن شعاعیں بن گئیں — یار اپنے ہی حجابِ حسن میں روپوش تھا

حشر کا میدان تھا بیدم یا فضائے کوئے دوست
سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بر دوش تھا

برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلماں کرنا — میرے ساقی مجھے مستِ مئے عرفاں کرنا
داغِ دل سینے میں آگ ہو کے نمایاں کرنا — ہم کو سیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا
حرم و دیر میں جا جا کے چراغاں کرنا — جستجو تیری ہمیں تا حدِ امکاں کرنا
دل کو بہلانے کا وحشت میں یہ ساماں کرنا — چشمِ خونبار سے دامن کو گلستاں کرنا
ہوسِ سیرِ گلستاں نے قفس دکھلایا — اب اسیرو نہ کبھی قصدِ گلستاں کرنا
اہلِ بیداد کے جب نام پکارے جائیں — تم نہ گھبرا کے سرِ حشر کہیں ہاں کرنا
نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے — نہ کہوں گا کہ مرے درد کا درماں کرنا
ان کے دیوانوں کو سر پھوڑ کے دیواروں سے — آج منظور ہے آرائشِ زنداں کرنا
شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت — ہم کو سجدہ طرفِ کوچۂ جاناں کرنا
اے صبا تجھ کو اسی زلفِ پریشاں کی قسم — میرا شیرازۂ ہستی بھی پریشاں کرنا
ان کے دیوانوں کی اعجاز نگاہی دیکھو — آنکھ اٹھانا کہ گلستاں کو بیاباں کرنا
داغِ دل پردے میں چھپائے نہ اے دستِ جنوں — چاک کچھ اور ابھی میرا گریباں کرنا
لا کے پھر مصر میں اے عشق کسی یوسف کو — پھر نئے رنگ سے آرائشِ زنداں کرنا

دشتِ غربت میں ترے خاک نشیں اچھے ہیں — چاہیے اور انھیں بے سر و ساماں کرنا

ذوقِ سجدہ تجھے سنگِ درِ جاناں کی قسم — ہوش کا مجھ کو نہ شرمندۂ احساں کرنا

اٹھ رہے ہیں مرے نظروں سے دوئی کے پردے — کچھ مدد اور خیالِ رخِ جاناں کرنا

بن گئے حیرتِ نظارہ کی صورت بیدم
راس آیا نہ ہمیں دید کا ارماں کرنا

سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں — پھرتے ہیں ہتھیلی پہ لیے جان ہزاروں

اٹھے تو نقابِ رخِ لیلائے مدینہ — ہوتے ہیں ابھی چاک گریبان ہزاروں

خاکِ دلِ وحشی ہو کہ دنیائے جنوں ہے — ہر ذرے میں پنہاں ہیں بیابان ہزاروں

کیا پوچھتے ہو کثرتِ گریہ کی کہانی — آئے ہیں شبِ ہجر میں طوفان ہزاروں

للہ نہ ہٹاؤ رخِ پرنور سے گیسو — کھو بیٹھیں گے ایمان مسلمان ہزاروں

لذت طلبی زخمِ جگر کی نہیں جاتی — خالی ہوئے جاتے ہیں نمکدان ہزاروں

بے پردہ تری پردہ نشیں دید ہے منظور — پھرتے ہیں کئے چاک گریبان ہزاروں

ہاں ہاں اسی در کا مرے ماتھے پہ نشاں ہے — کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں

قسمت سے جو حسرت کوئی نکلی بھی تو بیدم
پیدا ہوئے دل میں وہیں ارمان ہزاروں

یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے — اب تو ڈھونڈیں بھی تو پائیں نہ مرے ہوش مجھے

Scanned with CamScanner

ہر لبِ زخم سے دیتا ہوں دعائیں اُن کو — پھر بھی کہتے ہیں وہ احسان فراموش مجھے

اُس طرف تیرا نقابِ رخِ روشن کھسکا — اور ادھر جلوے ترے کر گئے بیہوش مجھے

جیسے دیوانے ہیں ہم دستِ گریباں جیسے — یونہی سب کہتے ہیں تجھ سے کہ ہم آغوش مجھے

ہچکیاں آئیں دمِ نزع تو میں یہ سمجھا — یاد کرتا ہے وہی وعدہ فراموش مجھے

وقتِ آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں — پھر خدا جانے رہو یا نہ رہو ہوش مجھے

اللہ اللہ رے مرا شوقِ شہادت بیدم
ان کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے

تباہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں — چھپے ہوئے درِ پیرِ مغاں سے آتے ہیں

ورائے پردۂ ہفت آسماں سے آتے ہیں — پیام وہ جو تمہاری زباں سے آتے ہیں

حریمِ پردۂ دل بھی نہیں ہے محرمِ راز — یہ نغمہائے طرب سازِ جاں سے آتے ہیں

زباں سے نام نہ لوں جانتا ہوں میں لیکن — یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں

وہیں پہ جینگے مرینگے وہیں گر پڑینگے وہیں — ہم اور جا کے پھر اس آستاں سے آتے ہیں

ملا کے خاک میں کرتے ہیں خاک بھی برباد — بھلا وہ باز کہیں امتحاں سے آتے ہیں

ہر اک قدم پہ ہو صیدِ گونہ احتیاط کا رنگ — حضور خیر تو ہے یوں کہاں سے آتے ہیں

بھلا ہو وحشتِ دل کا کہیں قرار نہیں — ہم اپنے گھر میں بھی اب میہماں سے آتے ہیں

ہے جن کا ورد کہ ناغہ نہ ہو صبوحی بھی — وہ سوئے میکدہ پہلے اذاں سے آتے ہیں

کھڑے ہیں شیخ مصلے پہ بہ صد استقلال
یہ آج حضرتِ بیدم کہاں سے آتے ہیں

نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں — کہ جب وہ آتے ہیں دامن کشاں سے آتے ہیں
قسم خدا کی ہم اُس آستاں سے آتے ہیں — نظر خدائی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں
ہمارے بعد ہوئی ختم گرم بازاری — وہ آج یوسفِ بے کارواں سے آتے ہیں
ہزار مرہمِ ناسورِ دل فدا اُن پر — خدنگِ ناز جو تیری کماں سے آتے ہیں
وہ بادہ نوش بھی پھرتے ہیں تشنہ کام کہیں — لگا کے آس جو پیرِ مغاں سے آتے ہیں
کھلی ہو جن پہ حقیقت قیودِ ہستی کی — قفس بھی انکو نظر آشیاں سے آتے ہیں
زمانہ بھر میں ٹھکانہ کہیں نہیں اُن کا — جو یار اٹھ کے ترے آستاں سے آتے ہیں
نہ سخت جانو پہ جوہر کھلیں حضور اُسکے — جبینِ تیغ پہ بل امتحاں سے آتے ہیں
یہ کوٹ سکڑے اے شیخ اور یہ ریش دراز — کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں

کہی یہ خوب کر لیٹو گے کب تلک بیدم
گئے تو زندہ ہم اُس آستاں سے آتے ہیں

اللہ اللہ عروجِ حسنِ مجاز — سرِ محمود و نقشِ پائے ایاز
ہو تو اس طرح سے ہو اپنی نماز — کہ ترا در ہو اور جبینِ نیاز
آہ وہ دل ہی دل میں راز و نیاز — آہ وہ آہ آہ کی آواز

اپنے مرنے کا کر لیا ساماں دشمنِ جاں سے کہہ کے دل کا راز

لوٹئے وارثؔ ہو اور دیدۂ شوق پائے وارثؔ ہوں اور جبینِ نیاز

بے نیاز آپ ہیں نیاز سرشت بندہ میں اور آپ بندہ نواز

دلِ پُرشور بحرِ طوفاں خیز لبِ خاموش سازِ بے آواز

سرِ کف جا رہا ہوں مقتل میں تیغِ قاتل سے ہونگے راز و نیاز

کاش پہنچا دے کوئی طیبہ تک سجدۂ شوق اور سلامِ نیاز

قدمِ مصطفےٰ کی برکت سے آسماں بن گئی زمینِ حجاز

مٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر یہی انجام ہے یہی آغاز

مرگ بیدمؔ کسی کی خاموشی
زیست ہے جنبشِ لبِ اعجاز

نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دار و اثر سے آہِ سحر سے
تمہیں کیا جو کوئی تڑپا ہو مرے لے دشمنِ جاں بیدادگرے

تری سرمگیں آنکھوں کے صدقے انھیں چھیڑ نہ نیچۂ مژگاں سے
ابھی زخمِ جگر ہیں تمام ہرے لے محوِ تغافل بے خبرے

لیا عشق میں جوگ بھکاری بنے ترے نقشِ قدم کے پجاری بنے
کبھی سجدے کئے کبھی گرد پھرے بتِ سیم برے زریں کمرے

تو نے ہزاروں وعدے کئے لیکن وہ کبھی ایفا نہ ہوئے

دل ہی میں ہے ارمان مرے لے وعدہ شکن بت حیلہ گرے

بیدم کہیں کیا کس طرح رہے مر مر کے جیے جی جی کے مرے

در منزلِ عشقش در بدرے مجنونِ شوریدہ سرے

تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا | کسی کا دیکھنا اور دیکھ کر بیہوش ہو جانا

تری مخمور آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے | نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مدہوش ہو جانا

دمِ آخر کسی بیمارِ غم کا ہچکیاں لینا | وہ کہہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ خاموش ہو جانا

اگر ہو ایسی بیہوشی تو سو ہشیاریاں صدقے | کہ سر رکھ کر کسی کے پاؤں پر بیہوش ہو جانا

خزاں میں یاد آ کر آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہے | بہار آتے ہی وہ ہر شاخ کا گلپوش ہو جانا

کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی | ترا آنا کہ اہلِ حشر کا خاموش ہو جانا

فریبِ جلوہ آرائی کمالِ بے حجابی ہے | مری مستی کے پردے میں ترا روپوش ہو جانا

مرا دل دیکھ لے اور ان کے جلووں کی سمائی کو | اگر دیکھا نہ ہو قطرے کا دریا نوش ہو جانا

اگر شوقِ شہادت ہے تو پھر تیار ہو بیدم
کہ شرطِ جاں نثاری ہے کفن بر دوش ہو جانا

چمن میں ذکرِ گل سن کر سراپا گوش ہو جانا | وہ کلیوں سے مرا کہنا ذرا خاموش ہو جانا

ترے خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی ہے | ترا خاموش ہونا بھی نہیں خاموش ہو جانا

Scanned with CamScanner

جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پُرکیف منظر ہو
میں دیکھوں انکو وہ دیکھیں مجھے بیہوش ہو جانا

جو آنکھوں نے خدا کو دل میں بے پردہ نہ دیکھا ہو
وہ دیکھیں شمع کا فانوس میں روپوش ہو جانا

وہ عریاں دیکھ کر خنجر کسی دستِ حنائی میں
مرے سر کا مرے تن پر وبالِ دوش ہو جانا

مرقع ہے درازیٔ شبِ دیجور کا بیدمؔ
بکھر کر گیسوئے جاناں کا زیبِ دوش ہو جانا

جانبِ میکدہ نکلے ہیں مستانے چند
ساقیا لا تو چھلکتے ہوئے پیمانے چند

کربلا وادیٔ ایمنِ دلِ بے صبر و قرار
قابلِ دید ہیں دنیا میں ویرانے چند

نیندیاں کی ہیں انھیں کے ہیں مقدر بیدار
سائے میں شمع کے سوتے ہیں جو پروانے چند

کربلا شہر نجف یثرب و جیلاں اجمیر
یہ ہے ساقی دیو کے ہیں میخانے چند

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
جمع ہوتے ہیں جہاں پہ ترے دیوانے چند

دل کے چھالوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
لعل و یاقوت ہیں سینے کے لیے یہ دانے چند

نہیں غربت میں جو یارانِ وطن اے بیدمؔ
دفن کر دینگے کہیں دشت میں بیگانے چند

تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہوگے تو ویران ہوگا
تمہیں تک ہے حسرت تمہیں تک ہے ارماں نہ حسرت ہی ہوگی نہ ارمان ہوگا

نہ پامال کر دیجیے دل کی تمنا خدا را مرا مان لے یار کہنا
نہیں تو قیامت بھی دیکھے گی دنیا مرا ہاتھ تیرا گریبان ہوگا

جو دل ہے یہی دکھی حالت یہی ہے جو کچھ روز رنگِ طبیعت یہی ہے
سلامت اگر جوشِ وحشت یہی ہے، تو گھر بھی کسی دن بیابان ہوگا

مری جان تمہارے ہی قبضے میں ہے دل تمہاری ہی مرضی پہ ہے حالِ دل
جو تسکین دو گے تو تسکین ہوگی پریشاں کروگے پریشان ہوگا

مرا دل فدا تم پہ اور جان قرباں تمہیں ہو مری زندگانی کا ساماں
تمہارے ہی جب کام آئی نہ یہ جاں تو پھر جان کا کیا مری جان ہوگا

پیامی جو دیکھا ہے اس سے نہ کہنا یہ بےچینیاں میری اس سے نہ کہنا
پریشانیاں میری اس سے نہ کہنا وہ بیدم سنیگا پریشان ہوگا

نہیں گر حفاظت کا سامان کوئی تو غربت میں کیوں ہو پریشان کوئی
نہیں جس کا بیدم نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہوگا

میری نظروں میں کوئی مستِ خرامِ ناز تھا — آنکھ کا اک ایک پردہ فرشِ پا انداز تھا
زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا آغاز تھا — درحقیقت سازِ ہستی سازِ بے آواز تھا
لیکے ہچکی طائرِ جاں مائلِ پرواز تھا — کس قدر دلکش کسی کی یاد کا آغاز تھا
لاکھ آشوبِ زمانہ تھی انا الحق کی صدا — آشنائے راز پھر بھی آشنائے راز تھا
آئے بیٹھے بیٹھ کر اٹھے سنبھلے اور چل دیئے — مہرباں عذرِ وفائی کا یہی انداز تھا
لن ترانی حضرت موسیٰ کے حق میں تھی مگر — طور کا اک ایک ذرہ گوش برآواز تھا

قتل گہ میں زیرِ خنجر عاشقوں کی عید تھی
چشمِ حق بیں میں تماشائے نیاز و ناز تھا

توڑ کر قیدِ تعین کھول کر چشمِ یقیں
ہم نے حسنِ ذرے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا

اُن شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون
قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزمِ صد راز تھا

گرتے ہی اشکِ ندامت چشمِ عصیاں گر سے
باغِ بخشش صورتِ آغوشِ رحمت باز تھا

اس کی بزمِ خاص کے اسرار کی کس کو خبر
ذرہ ذرہ جس کے کوچہ کا جہانِ راز تھا

حسن والوں میں یہ جھگڑا ہے بھرم کھلنے کے بعد
عاشقِ جانباز کس کا عاشقِ جانباز تھا

خاک کے پتلے کو مسجودِ ملائک کر دیا
حضرتِ دل کی کرامت عشق کا اعجاز تھا

کامیابِ دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو
پردۂ بابِ حریمِ ناز جتنا باز تھا

دم لبوں پر تھا مگر اللہ ری وضعِ انتظار
چشمِ بیدمؔ وقفِ در دل گوش بر آواز تھا

وہ بھی اس غماز گرِ جاں کا شریکِ راز تھا
دل وہ دل جس کی وفاداری پہ ہم کو ناز تھا

اپنی ہی ہستی پہ دھوکا غیر کا ہونے لگا
اے خیالِ ماسوا یہ کون سا انداز تھا

اُن کے آنے کا یقیں بھی اضطرابِ شوق بھی
تھا لبوں پر دم مگر ہیں گوش بر آواز تھا

وضعِ پرکاری سے تھا سرتاسر وہ بے نیاز
حسنِ سادہ کس قدر سرمایہ دارِ ناز تھا

تھا اگر اپنے کمالِ حسن کا ان کو غرور
اپنے عشقِ روز افزوں پر ہمیں بھی ناز تھا

ہر علم و فن کی کتابیں ملنے کا پتہ :- خورشید بکڈپو اسپیشل ہاؤس امین آباد لکھنؤ

بے نیازی کو نہ تھا ممنونِ عشقِ جانفروش   حسنِ غارتگر اگر مرہونِ سعیٔ ناز تھا
لے گئیں انکی ادائیں لے اُڑا اُنکا خیال   اب وہ دل دل ہی نہیں جس پہ ہمکو ناز تھا

حسن کے جلووں میں بیدمؔ تھا اگر حق کا ظہور
عشق کے پردے میں بھی پنہاں اُسی کا راز تھا

کسے جا شکر قسمت کا گِلا کیا   غمِ بے چارگی کا تذکرہ کیا
نہیں دیر و حرم کا ماجرا کیا   ملے قیدِ تعیّن میں خدا کیا
وہ ظالم اور پابندِ وفا ہو   تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا
کبھی نبضیں چھٹیں گھبرا کبھی دم   مریضِ غم نے بدلا رنگ کیا کیا
کہاں تک مدعائے دل کہوں میں   کہاں تک آپ فرمائینگے کیا کیا
جو مجھ سا درد والا ہو وہ جانے   محبت کیا دلِ درد آشنا کیا
نہیں خالی ترے جلووں سے کوئی   کلیسا کیا حرم کیا بتکدا کیا

گذر جا منزلِ ہستی سے بیدمؔ
بس اک تارِ نفس کا فاصلا کیا

رنگِ تاثیرِ محبت یوں دکھانا چاہیے   خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہیے
چشمِ خود بیں اور ہے چشمِ خدا بیں اور ہے   رفعتیں دونوں کی زاہد کو دکھانا چاہیے
وہ سرِ بالیں ہیں دامن کی ہوا دو انکو پر   بے نیازِ ہوش کو اب ہوش میں آنا چاہیے

اہلِ دنیا منتشر ہیں اہلِ محشر مضطرب   داستانِ دردِ دل کس کو سنانا چاہیے
بات تو جب ہے نشانِ قبر بھی باقی نہ چھوڑ   جو مٹے ہیں تجھ پہ ان کو یوں مٹانا چاہیے

بیدمؔ اپنی آرزوئے دل بر آنے کے لیے
ایک عرصہ ایک مدت اک زمانا چاہیے

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں اُن کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

جل گئی شاخِ آشیاں مٹ گیا تیرا گلستاں
بلبلِ خانماں خراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے

اب نہ وہ شام ہے اپنی نہ وہ سحر سحر
ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے

چاہے جسے بنایئے اپنا نشانۂ نظر
زد پہ تمہارے تیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے

دن کو اُسی سے روشنی شب کو اُسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

زلف بدوش بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے
اب تو سمجھ گئے حضور نالوں میں کچھ اثر بھی ہے

Scanned with CamScanner

بیدمِ خستہ کا مزار آپ تو چل کے دیکھئے
شمع بنا ہے داغِ دل بیکسی نوحہ گر بھی ہے

آ آ شبِ وعدہ وہ ستم کیش ادھر کاش
ہو نالۂ دل مہجور کے نالوں میں اثر کاش

ممنونِ عنایات ہیں جس طرح سے اغیار
مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش

اس وقت ہو تکمیلِ جنوں اے دلِ ناداں
صحرا کو میں وحشت میں سمجھنے لگوں گھر کاش

آجائے پئے فاتحہ وہ شوخ لحد پر
مل جائے مجھے نخلِ محبت کا ثمر کاش

کیا پوچھتا ہو ناوکِ دلدوز کی لذت
ممنونِ کرم دل کی طرح سے ہو جگر کاش

گھبرا گیا ہوں ہند میں بے چین ہوں بیدم
اب جلد یہاں سے ہو مدینے کا سفر کاش

سرخیلِ عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے
سر دیکے دار کے جو سزاوار ہو گئے

ذوقِ فنا سے جبکہ خبردار ہو گئے
اہلِ فنا ز خاکِ در یار ہو گئے

بے شک وہ تیرے محرمِ اسرار ہو گئے
بیہوشیوں میں ہو کے جو ہشیار ہو گئے

طفلی کا خواب دیکھنے والے خبر بھی ہو
فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے

اختر شماریوں میں شبِ غم کی ابا
ظاہر فلک پہ صبح کے آثار ہو گئے

تیرا مزاج پوچھنے اے پاسبانِ یار
سو بار پھر بھی آئینگے سو بار ہو گئے

اہلِ قفس پکار اُٹھے ہائے آشیاں
تنکے ہوا میں کچھ جو نمودار ہو گئے

بیدم نظر فریبیٔ اہلِ جہاں نہ پوچھ
اکثر ہم اس بلا میں گرفتار ہو گئے

Scanned with CamScanner

سرِ مقتل سنا ہے بہرِ قتلِ عام آتا ہے
وہ ظالم جسکو دے دے کر ہی اک کام آتا ہے

لیے اک شعلہ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے
لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے

مری کوتاہیٔ قسمت کو دیکھیں میکدے والے
کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے

ارے او بھولنے والے اُسے بھولا نہیں کہتے
سحر کا جانیوالا گر قریبِ شام آتا ہے

پھریں وہ پتلیاں دیکھو اُڑا وہ رنگ چہرے کا
مبارک ہو شبِ غم موت کا پیغام آتا ہے

زبان و دل بہم اک دوسرے پر ناز کرتے ہیں
مرے لب پر الٰہی آج کس کا نام آتا ہے

یہ قسمت اپنی اپنی ہے کہ بزمِ یار سے بیدمؔ
کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے

اپنے دیدار کی حسرت میں تو مجھکو سراپا دل کر دے
ہر قطرۂ دل کو قیس بنا ہر ذرّے کو محمل کر دے

دنیائے حسن و عشق مری کرنا ہے تو یوں کامل کر دے
اپنے جلوے میری حیرت نظارے میں شامل کر دے

یاں طور و کلیمؑ نہیں نہ سہی میں حاضر ہوں لے پھونک مجھے
پردے کو اٹھا دے مکھڑے سے برباد سکونِ دل کر دے

گر قلزمِ عشق ہے بے ساحل اے خضرؑ تو بے ساحل ہی سہی
جس موج میں ڈوبے کشتیٔ دل اس موج کو تو ساحل کر دے

اے درد عطا کرنے والے تو درد مجھے اتنا دے دے
جو دونوں جہاں کی وسعت کو اک گوشۂ دامنِ دل کر دے

ہر سُو سے غموں نے گھیرا ہے اب ہو تو سہارا تیرا ہے
مشکل آساں کرنے والے آسان مری مشکل کر دے

بیدمؔ اس یاد کے میں صدقے اُس دردِ محبت کے قرباں
جو جینا بھی دشوار کرے اور مرنا بھی مشکل کر دے

کبھی یہاں لیے ہوئے کبھی وہاں لیے ہوئے
پھری ہو جستجو تری کہاں کہاں لیے ہوئے

زمینِ دل کی خاک ہو صد آسماں لیے ہوئے
تنزلاتِ عشق میں ترقیاں لیے ہوئے

دل و جگر لیے ہوئے متاعِ جاں لیے ہوئے
کسی کا ناوکِ نظر تلاشیاں لیے ہوئے

اُسی گلی سے آئی ہو شمیمِ زلف لائی ہے
نسیمِ صبح آئی ہے تسلیاں لیے ہوئے

مرے غمِ نہاں میں ہو نویدِ عشرت آفریں
بہار ہی بہار ہو مری خزاں لیے ہوئے

ہماری آہ کے شرر یہیں تو پھونکنے لگے
ہوا کے جھونکے آئے ساتھ بجلیاں لیے ہوئے

تیری گلی میں یا پڑے ہوئے ہیں چار سو
تمام ذرّے خاک کے تجلیاں لیے ہوئے

نہ قربِ گل کی تاب تھی نہ ہجرِ گل میں چین تھا
چمن چمن پھرے ہیں ہم اپنا آشیاں لیے ہوئے

نگاہِ اہلِ راز میں حقیقت و مجاز میں
ہماری بے نشانیاں نشاں نشاں لیے ہوئے

اُٹھے ہیں حشر میں فدائے کوئے یار اس طرح
جبیں میں سجدے ملیں یادِ آستاں لیے ہوئے

Scanned with CamScanner

نہ دل ملے گا بیدم اور نہ دل کی حسرتیں کہیں
کہ گم ہوا ہے یوسفِ اپنا کارواں لیے ہوئے

میں یار کا جلوا ہوں یادِ دیدۂ موسیٰ ہوں
قطرہ ہوں نہ دریا ہوں بستی ہوں نہ صحرا ہوں
جینا مرا مرنا ہے مرنے کو ترستا ہوں
اپنی ہی امیدوں کا بگڑا ہوا نقشا ہوں
ارمانوں کا گہوارہ حسرت کا جنازا ہوں
اس عالمِ ہستی میں یوں ہوں کہ میں گویا ہوں
زندہ ہوں، مگر بیدم
اک طرفہ تماشا ہوں

پیری میں ہو جذباتِ محبت کا مزا خاص رکھتی ہو اثر وقتِ سحر جیسے دعا خاص
کرتے ہیں عبث سب یہ ممنونِ اطبا بیمارِ محبت کی ہو دنیا میں دوا خاص
کچھ اور ہی عالم ہو تری ترچھی نظر کا ہو ساری اداؤں میں یہ دلدوز ادا خاص
جب کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا تجویز وہ میرے لیے ہوتی ہو جفا خاص
بیدم کی طرف کیوں تری بیداد کا رخ ہو
کیا وہ بھی ہو منجملۂ اربابِ وفا خاص

Scanned with CamScanner

مکینِ دل نہ سمجھے پردہ دارِ لامکاں سمجھے — کہاں تجھے تم مگر ہم کم نگاہی سے کہاں سمجھے

سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے — جو مجھ سا درد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے

ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجماں سمجھے — ہر اک غنچے کو دل ہر خار کو اپنی زباں سمجھے

میں صدقے اس سمجھ کے اب اماں عرض کیا محبوب سمجھے — مری روداد غم تھی آپ جس کو داستاں سمجھے

کئے ہیں راہ میں ہر ہر قدم پر سینکڑوں سجدے — ہر اک ذرے کو ہم تیرا ہی سنگِ آستاں سمجھے

بنایا خوگرِ صبر و رضا تیرہ نصیبی نے — کہ بجلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیاں سمجھے

مذاقِ جستجو کی اس طرح توہین ہوتی ہے — بتا دیں کیا تمہیں اب تک جہاں سمجھو وہاں سمجھے

حدودِ فہم سے ناز و نیازِ عشق بڑھ جائیں — نہ سمجھوں راز داں کی میں نہ میرا راز داں سمجھے

فقط تھا امتحاں منظور جذبِ شوق کامل کا — اٹھے پردے تو راز خندہائے پاسباں سمجھے

چمن کیسا چھٹی وضع بھی تخت بھی نیت بھی — جہاں اب چار تنکے جمع دیکھے آشیاں سمجھے

فلک تک تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر — ذلیلِ بادہ ہو کر اپنی زمیں کو آسماں سمجھے

وضو ہو خونِ دل سے تحیتِ سجدہ کرے سبقت — جنابِ شیخ ارکانِ نمازِ عاشقاں سمجھے

بھلا دیر و حرم کی قید کیا الفت کے بندوں کو — جہاں بھی رکھ دیا سر در ہی کا آستاں سمجھے

نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو — مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے

میں کہنے کو تو اس سے سرگذشت اپنی کہوں بیدمؔ
مگر سن کر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

Scanned with CamScanner

نہ گُل کا راز جانے تُو نہ بلبل کی زباں سمجھے — تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی باغباں سمجھے

دلا اے عقل گر ہم سرحدِ وہم و گماں سمجھے — تو قولِ ظنِ عبدی بی کے رازوں کو کہاں سمجھے

جو بیکس ہو چکا ہو وہ سکونِ آشیاں سمجھے — ہم اپنے چارہ گر انکو متاعِ دو جہاں سمجھے

نرالی ہو چمن والوں سے میری نغمہ سنجی — مرے نغموں کو روحِ طوطیٔ ہندوستاں سمجھے

سرِ جادہ کسے تکلیف دیتے غمگساری کی — ہم اپنی ہی سی حالت کارواں در کارواں سمجھے

تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا — تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسکینِ جاں سمجھے

سنی ہو داستانِ سرمدؒ و منصورؒ بھی تم نے — مگر اب تک نہ الفت کی حدیثِ خونچکاں سمجھے

رگِ جاں سے صدا دی گوشۂ دل میں نظر آئے — کہاں وہ جلوہ گر تھے اور انکو ہم کہاں سمجھے

خدا حافظ ہو بس ایسے مریضانِ محبت کا — جو تجھکو دشمنِ جاں داروئے دردِ نہاں سمجھے

کھلائے کیا نہ گُل ذوقِ یکرنگی کے غلبے نے — کسی کا آشیاں دیکھا ہم اپنا آشیاں سمجھے

بھلا بیدمؔ سمجھ کو ایسے دیوانے کی کیا کہیے
جو اپنی بے نشانی بھی اسی بت کا نشاں سمجھے

مر کے بھی دل نے اک قیامت کی — زلزلے میں زمیں ہے تربت کی

سادگی دیکھو اُس کی صورت کی — جوش پر ہے بہارِ فطرت کی

دامنِ تیغِ یار کیا کہنا — آ رہی ہیں ہوائیں جنت کی

نہ سہی آج حشر میں ملنا — بات ہی کیا ہوا اتنی مدت کی

اک ترے دم سے اے شہیدِ وفا آبرو بڑھ گئی شہادت کی

آج کا ہوش ہو نہ کل کی خبر دستِ ساقی پہ جب ہو بیعت کی

درِ جاناں پہ میرا بستر ہے مجھکو حاجت نہیں ہو جنت کی

میرے عرضِ سوال پر بولے گفتگو ہو یہ وقت فرصت کی

حالِ بیدمؔ پہ اے خدائے کریم

حد نہیں کچھ تری عنایت کی

جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دنیائے امکاں کی

بہت آگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسنِ جاناں کی

بتائے کیا کوئی تعبیر اس خوابِ پریشاں کی

ابھی زندہ ابھی مردہ عجب ہستی ہے انساں کی

سحر ہوتے ہوا آزاد اسیرِ شامِ تنہائی

صدا تھی آخری ہچکی شکستِ قفلِ زنداں کی

سنبھلنا ہاں سنبھلنا اے مٹانے والے تربت کے

زمیں کروٹ بدلنے ہی کو ہے گورِ غریباں کی

ملا دے چاکِ دامن کی حدوں سے بخیۂ وحشت

بڑھا دے اور تھوڑی حد مرے چاکِ گریباں کی

یہ بدلی کس مریضِ شامِ غم نے آخری کروٹ

زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ نازِ جاناں کی

جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں اب خاک اڑتی ہے

حقیقت بیں نگاہوں میں یہ ہستی ہر بیاباں کی

یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کو

کفن کیسا زمیں تک نہیں گورِ غریباں کی

لے رہنے دے اپنے حال پر اللہ حافظ ہے

نہ کر تدبیرِ درماں چارہ گر بیمارِ ہجراں کی

اٹھا دے جلوہ گاہِ معرفت کا آخری پردہ

کہ نادیدہ تجلی ہے ابھی اک شمعِ عرفاں کی

تصدق ساقیِ کوثر کا بیدمؔ کو پلا ساقی!

مدینے کی نجف کی کربلا کی اور خراساں کی

رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری

میں چپ ہوں گا تو پھر دنیا کہے گی داستاں میری

نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستاں میری

کہوں کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری

جو سُننا ہے تو سن لو آ کے مجھ سے مہرباں میری
کہے گا بعد میرے کون تم سے داستاں میری

وہ ہچکی جو بنی تھی آ کے مرگِ ناگہاں میری
اسی ہچکی میں ساری عمر کی تھی داستاں میری

وہ بربادِ تمنا ہوں وہ ناکامِ محبت ہوں
اجل کو ڈھونڈھتی ہو تھک کے سعیِ رائگاں میری

سُنا جس جس نے وہ اپنی ہی رودادِ الم سمجھا
زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستاں میری

مرا دل یوسفِ گم گشتہ کی صورت نہیں ملتا
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں کارواں در کارواں میری

وہی میرے لیے ساحل ہے دریائے محبت کا
جہاں پر ڈوب جائے کشتیِ عمرِ رواں میری

مدد کر اب مدد کا وقت ہے اے یاسِ رُسوائی
کہ دل سے گھٹ کے لب تک آ ہی جاتی ہے فغاں میری

ہوئے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نگاہوں سے
دہائی ہے دہائی اے غبارِ کارواں میری

بوقتِ نزع جب زنداں میں آئیں ہچکیاں مجھ کو
تو میں سمجھا کہ کاٹی جا رہی ہیں بیڑیاں میری

دمِ آخر بھی اس درجہ مجھے پاسِ نشیمن ہے
کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوئے آشیاں میری

درِ وارثؒ سے بیدمؔ سر کا اُٹھنا غیر ممکن ہے
ازل سے ہے جبینِ شوق وقفِ آستاں میری

میں کہہ بھی دوں تو بیدمؔ کیا نتیجہ میرے کہنے سے
وہ سُن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سُن کر داستاں میری

منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
خود پرستی ترے مذہب میں عبادت ہو جائے

بے خودی عشق میں گر خضرِ طریقت ہو جائے
حق تو یہ ہے غمِ کونین سے فرصت ہو جائے

یوں نہ چلیئے کہ ہو پامال دلوں کی دنیا
کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے

عوضِ گُل اگر اُس کوچے کی ہو خاک نصیب
خاکِ گلگوں دیئے مری تربت ہو جائے

میرے دم تک ہی یہ اسبابِ پریشانی ہیں
موت آ جائے تو غمِ زیست سے فرصت ہو جائے

کیسا بربادی کا خوف اور غمِ رسوائی کیا
سب سے اچھا ہو اگر تیری بدولت ہو جائے

آپ جب چاہیں اُٹھا دیں رُخِ روشن سے نقاب
آپ جب چاہیں قیامت ہو قیامت ہو جائے

اُس کو عشرت کی تمنا ہو نہ عسرت کا ملال
خوگرِ رنج و الم جس کی طبیعت ہو جائے

Scanned with CamScanner

جان دیکر بھی رہائی نہیں ممکن اسکی — دل کے ہاتھوں جو گرفتارِ محبت ہو جائے
کھلکے یوں گریہ نہ کر دیدۂ دیدار طلب — دیکھ افسانہ کہیں رازِ محبت ہو جائے
وہ جھٹکتے ہیں تو جھٹکیں مگر اے دستِ طلب — انکا دامن جو چھٹے حیف قیامت ہو جائے
گر رخِ شاہدِ معنیٰ سے نقاب اٹھ جائے — سارا عالم ابھی آئینۂ حیرت ہو جائے

ذرہ خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدم
جب یہ سرکارِ مدینہ کی عنایت ہو جائے

زہے نصیب تری خاکِ آستاں ہوں میں — خدا کا شکر کہ کیا چیز ہوں کہاں ہوں میں
سنے گا کون فسانے میں داستاں میری — زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں
کمالِ ضبط ہی ہے مآل عشق یہی — کہ ہے دہن میں زباں پھر بھی بے زباں ہوں میں
صدا یہ خاکِ نشیمن سے میرے آتی ہے — جو فصلِ گل میں جلا ہے وہ آشیاں ہوں میں

مدام پردۂ شعر و سخن میں اے بیدم
حدیثِ عشق و محبت کا ترجماں ہوں میں

سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سرفراز ہو
یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نیاز ہو
چشمِ ادا شناس گر پردہ کشائے راز ہو
آئینۂ خدا نما رنگِ رخِ مجاز ہو

Scanned with CamScanner

کیسا حجاب ما و من آرزوئے لقا سنبھل
حسنِ نظر نواز ہے چشمِ نظارہ ساز ہو
روئے حقیقت جمالِ نور نظر نہ بن سکے
حسنِ مجاز اگر نہ تو غازۂ امتیاز ہو
مرنا ہے مقصد و مراد جینا وبالِ جان ہو
تیغِ ادائے نازِ یار تو بھی گلو نواز ہو
نبضیں جواب دے گئیں تو ڈر رہا ہے دم کوئی
اپنے مریضِ ہجر سے تو تو نہ بے نیاز ہو
در سے ترے کوئی گدا خالی کبھی نہیں پھرا
میری طرف بھی اے کریم دستِ کرم دراز ہو
بیدمؔ خستہ چھوڑ بھی فکرِ مآلِ کارِ عشق
یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو

قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے
مری دنیا یہاں سے ہے مری دنیا وہاں تک ہے
زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

کوئی مر کر تو دیکھے امتحاں گاہِ محبت میں
کہ زیرِ خنجرِ قاتل حیاتِ جاوداں تک ہے

نیاز و ناز کی روداد حسن و عشق کا قصہ
یہ جو کچھ بھی ہے سب اُن کی ہماری داستاں تک ہے

قفس میں بھی وہی خوابِ پریشاں دیکھتا ہوں میں
کہ جیسے بجلیوں کی رو فلک سے آشیاں تک ہے

خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو
یہی ہے ابتدا تو انتہا اس کی کہاں تک ہے

جوانی اور پھر اُن کی جوانی لے معاذ اللہ
مرا دل کیا تہ و بالا نظامِ دو جہاں تک ہے

ہم اتنا بھی نہ سمجھے عقل کھوئی دل گنوا بیٹھے
کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے ہے کہاں تک ہے

وہ سر اور غیر کے در پر جھکے توبہ معاذ اللہ
کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستاں تک ہے

یہ کس کی لاش بے گور و کفن پامال ہوتی ہے
زمیں جنبش میں ہے برہم نظامِ آسماں تک ہے

جدھر دیکھو اِدھر بکھرے ہیں تنکے آشیانے کے
مری بربادیوں کا سلسلہ یارب کہاں تک ہے

نہ میری سخت جانی پھر نہ اُن کی تیغ کا دم خم
ہیں اُسکے امتحاں تک ہو وہ جیسے امتحاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک ایک سنّاٹے کا عالم ہے
نہیں معلوم ہے دل کی ویرانی کہاں تک ہے

ستمگر تجھ سے اُمیدِ کرم ہوگی جنھیں ہو گی
ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے

نہیں اہلِ زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا
قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسماں تک ہے

سُنا ہے صوفیوں سے ہم نے اکثر خانقاہوں میں
کہ یہ رنگیں بیانی بیدم رنگیں بیاں تک ہے

تاجرانِ کتب سے خاص رعایت ہے۔ خورشید بکڈپو امین آباد لکھنؤ

Scanned with CamScanner

بے پردہ زلف بدوش کوئی جب عرصۂ حشر میں آئے گا
ہم کیا خورشید قیامت بھی مُنہ تکتا ہوا رہ جائے گا

تو بھولا بھالا ہے لے دل بے طرح ستایا جائے گا
اِن شوخ حسینوں سے مل کر واللہ بہت پچھتائے گا

اک عمر کا ساتھی چھوٹا ہے مدّت کا سہارا ٹوٹا ہے
دل ٹھہرتے ٹھہرے گا صبر آتے آتے آئے گا

تو دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں
اب حال جو ہونے والا ہے وہ تم سے نہ دیکھا جائے گا

بے کار یہ رونا دھونا ہو اب رونے سے کیا ہونا ہے
جو ہونے کو تھا ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو جائے گا

سُن کر شبِ غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا
اُن کی بھی سنے گا دیوانہ یا اپنی ہی کہتا جائے گا

بیدمؔ نہ یہ رازِ حقیقت ہے بیدم نہ وہ اصل حقیقت ہے
جو تیری سمجھ میں آیا ہو جو تیری سمجھ میں آئے گا

لکھنؤ کی مشہور اشیاء چکن، پلہ ٹوپی، کرتہ، ساڑھی، فراک وغیرہ ملنے کا پتہ:-
حاجی محمد منیر بیگ چکن مرچنٹ، بلوچ پورہ لکھنؤ

Scanned with CamScanner

کلام پوربی بھاشا

برہا بروگ

سُنیو کہیو موری بپت کہانی — پیو کے کھوج میں آپ ہرانی
پیو کارن ہم یہ گت کینہی — لوک لاج ساری تج دینہی

سب جگ چھپا نہ پیا کا دھایوں — کرم ہیں اُس تیہوں نہ پایوں
دو پہر کٹے موہے سانجھ سویرا — اک پیتم بن دکھ ہے گھنیرا

سکھ کی نیند سوئے سنسارا — وارث بن میں گنت ہوں تارا
بَن بَن پھِروں پیا کے کارن — کہاں اَس بھاگ جو پاؤں ساجن

جو سن پاؤں کاس بیں چھالے — اُڑ ہیرن میں پنکھ لگائے
بَنوں میں پاتال میں ہیروں — مرگ بنوں اور بَن بَن ٹیروں

تمنو کہیو اُن کا سن پاؤں — کعبہ کاشی پر اگ منجھاؤں
جب لگ تن میں چلت ہے سانسا — تب لگ من کی لگی ہے آسا

سو برہمن سے رکت کہاں رہیو — روم روم انسو ابن بہیو
ابے جوبن بیتے موسے مانی — کیو سنگھار پیا کے ساتھی

Scanned with CamScanner

ناگجرانا سیں بُندو لیا　　انگ سینڈُوزنا گلے میں ہیلیا

بن پیا دھندے لگے دن راتی　　جس کر گھر لاگے بن باتی

کچھری کس تلپھوں بن پیو　　بکمت ناہیں نچ بھیو جیو

کہہ سو کھوں کر چھتیاں پھاٹیں　　کہہ سو کھوں کشٹیں نارا تیں

ایسی بدھک گھڑی بھیو چالا　　ہمکا کر گئے دیس نکالا

برسے میگھ برکھا کو سماں ہے　　پران بوندن بھینٹ کہاں ہے

دھرتی بھیٹے میں تراں ساؤں　　گرے اکاس کریں ڈُب جاؤں

بکھ بھر لیو کھائے جیو کھوئی　　ڈوب مروں کھیولاس من ہوئی

اب جیون مونھ مرن دکھائے　　جیون بیو کس دھیرج لائے

جگ جیتے سوامی نہیں آئے　　کب یوں کو تو جیو کا سمجھائے

کب لو بھور بھیو بسی پیارے　　باٹ تکوں ہیں سانجھ سکارے

جیوں بھجے جب پیہا بولے　　سُن سُن نام جیا موُا ڈولے

کت ہیرُوں تو نغمے مرلی والے　　کت ہیرُوں موئے ہریالے

کت ہیرُوں تو ہنہ علیؑ کے پیارے　　فاطمہؓ بی بی کے راجدُلارے

کت ہیرُوں کہہ کی پتیاں لاگوں　　آل مونہہ میں جگ کا تیاگوں

آل موئے جگ کے گوسیاں　　نبی کردوں قوری لیئوں بلیاں

Scanned with CamScanner

آلی کاری کامرِ دوا رے   سیاں دگھرٹ گھونگریا رے
آلی لے دیوہ کے بستیا   آلی لے موہے کرشن کنھیا
آلی لے جگ کے سرتاجا   آلی موہے گریب نواجا
تم جگ پرتن کو کلیس ہے بھاری   یہی کارن بھئی سب بے نیاری
آپیا رے تورے بَل بَل جاؤں   آ تورے چرنن سیس نواؤں
پلکن سو توری راہ نہاروں   دھر کے نین کا روپ نہاروں
چال کو چال نہ مور پرکھیو   آئن جان موہے درس دکھیو
کر یا رے موری اور نہارو   دینا ناتھ پر بھو تم نہ بسارو
بنتی کروں توری پیّاں دوہیّا   سن لے موری موہے لاج رکھیا
بیچ منجدھار چلے پور وایا   تمھرے بنا موری ڈوبت نیا
بوڑت ہوں میں بیگ ہی آوٗ   ہمری بیر جتن بیر لگاوٗ
لیو پوری بھئی بات تمہاری   کہت ہوں تم جیتے میں ہاری
دین دیال دیا اب کیجے   سگری بپتا موری ہر لیجے
دکھ لیو اپنے بھار کی باتا   ہو سوامی وارث جگ داتا
کہوں بیٹھین کو ٹھور نہ پاؤں   ٹھہرو دوار چھوڑ کت جاؤں
کر کر جان کے موسنہ بنھاوٗ   دوارے اپنے جن دھرکاوٗ

بیدمؔ تمہرے بل بل جائے   جو لوں جے تمہرے گن گا دے

تم سُدھ لیو تو بے نستارا   پھر کہاں ٹھور جو تم ہی بسارا

کرپاندھان گریب نواجا پت کے راکھن ہار

وارثؔ پیو جگ تارن ہارے موری اُودر نہار

اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیّا   دیوے کے بسیّا

بتیاں میں کیسی ہوں توری دیتی ہوں دوہیّا   دیوے کے بسیّا

جیسی ہوں تمہاری ہوں بُری ہوں کہ بھلی ہوں   ٹکڑوں کی پلی ہوں

اب لاج رکھو مورے لاج رکھیّا   دیوے کے بسیّا

سو کر ہوں توری توری دہریا پہ پڑی ہوں   بتیاں میں گھری ہوں

ہا! موری سدھ لیو موری بانہہ گہیّا   دیوے کے بسیّا

سپنے ہی میں آجاؤ کبھو مورے گسیّاں   لاگوں تورے پیّاں

ہر لیو موری پیر مورے پیر ہریّا   دیوے کے بسیّا

بیدمؔ ہوں کے انگنا کبھو آجاؤ مُراری   جاؤں تورے واری

اے کرشن کنہیّا مورے مرلی کے بجیّا   دیوے کے بسیّا

Scanned with CamScanner

آج موتین سہرا گوندھاؤں گی

ہریالے بنے لاڈلے بنے

نگر کی سات سہاگن مل کے　　گھر گھر انکھ جگاؤں گی　　آج موتین سہرا
بہنا بلائے اکنواں بیٹھیوں　　شبھ گھڑی لگن دھراؤں گی　　آج موتین سہرا
گھیو چندن توری پوجیوں دہریا　　پانچو پیر مناؤں گی　　آج موتین سہرا
سر سہرا انکھ کنا سجیہوں　　بان منڈھا چھواؤں گی　　آج موتین سہرا
بغدادی موتیا بہ چمکیلے　　شاہ رزاقؒ سو لاؤں گی　　آج موتین سہرا
خواجگانؒ کی بگیا کے پھلوا　　خواجہ قطب سے منگاؤں گی　　آج موتین سہرا
پنجتنؑ پاک کے راج دلارے　　اپنے وارثؒ کو دولہا بناؤں گی　　آج موتین سہرا
قربان علیؒ کو دے ہوں مبارک　　جو مانگوں سو ہی پاؤں گی　　آج موتین سہرا
سولھو سنگھار میں کر کے بیدم　　اپنے بنے کو رجھاؤں گی　　آج موتین سہرا

میرے وارث جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بتایو ،　　سارے ہند کو بھاگ جگایو
برم روپ شنکھ دکھلایو　　تم ہو مدینہ والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

نیّا بھنور میں آن پھنسی ہے　　جھک جھورن سی بوڑ چلی ہے

Scanned with CamScanner

تم سے گوسیّاں آس لگی ہے — تم بن کون سنبھالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارثؒ جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبیؐ کے پیارے — مولیٰ علیؑ کے راج دلارے

فاطمہؓ بی بی کی انکھ کے تارے — سب کے نام اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارثؒ جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تُمرے دوار نوبت نت باجے — تمرے داس راجے مہاراجے

مُکھ مومنین کو سہرا سا جے — دولہا موہن والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارثؒ جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

بیدمؔ تج کے اپنی نگریا — آن پڑو ہے تمری ڈہریا

تمرے ہاتھ ہے لاج سنوریا — وارثؒ دیوے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارثؒ جگ اُجیالے تم پہ لاکھوں سلام

خواجگاں کے جھرمٹ میں اک وارثؒ چھیل چھبیلا ہو

دھن دھن بھاگ ہیں اُنکے سکھی ری جنکے اس ساجنوا ہو

وارثؒ درشن کو انکھیاں ترسیں نین سے رکت میہا برسیں

ہُولیں ہُولیں موری ڈتیاں جتیں وے روے کاٹوں دانوا ہو

بیہر جیتا مبر بن پہ سو ہو دیکھ دیکھ جاگو جاگ سو ہے

سیاں دگھرٹ گھونگھریالے دی وہی سجنا ہمرا ہو

پنجتن پاک کے راج دولارے قربان علی کے پوت پیارے

اپنے داس بیدم کے سہارے دو دو جگ کے پالنوا ہو

ہولی

گنج شکر کے لال نظام الدینؒ چشت نگر میں پھاگ رچایو!

خواجہ معین الدینؒ اور قطب الدینؒ پریم کے رنگ کی رہی چڑھایو

سیس مکٹ ہاتھن پچکاری موری آنگن ہولی کھیلن آیو

پیر نظام الدینؒ چیتر کھلاڑی بہیاں پکڑ میرو گھونگھٹا اٹھایو

دھن دھن بھاگ اُن کے موری سجنی جن ایسو سندر پریتم پایو

کھیلو رے چشتیو ہولی کھیلو خواجہ نظامؒ کے بھیس میں آیو

لپک جھپک اور آن اچانک رنگ ڈارو اور مدھوا پلایو

انوکھے نیک بیدم واری جن موہے لال گلال بنایو

(دادرہ)

لاگی بجر بھر پور نظام الدین — کر گئی چھینا جور نظام الدین — لاگی بجر

تاجِ ولایت سر پہ سو ہے — مکھڑے پہ نور جہور نظام الدین — لاگی بجر

اندھری اپاہج کس کر سیہنچے — تہری انٹیا ہو دور نظام الدین — لاگی بجر

بانہہ گہے کی لاج ہتیں تو — ہو سرکار جہور نظام الدینؒ — لاگی بجر

تیری دہریا آن پری ہے   بیدمؔ نرگن کو رُ نظام الدینؒ   لاگی نجر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ بِعَدَدِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

شجرۂ وارثیہ نسب نامۂ عالیہ

سلام سرورِ دیں ہاشمی و مطلبی   حضور سیدِ عالم محمدؐ عربی

سلام حضرتِ مولیٰ علی و شیرِ خدا   سلام مادرِ حسنینؓ فاطمہ زہرا

سلام بیکس و مظلوم سید الشہداؑ   حسینؑ صابر و شاکر شہیدِ کرب و بلا

سلام سیدِ سجاد و عابدِ بیمار   فروغِ ملتِ بیضا و مطلعِ انوار

سلام دفترِ دینِ رسول کے ناظم   امام باقرؑ و جعفرؑ و موسیٰ کاظمؑ

سلام عترتِ زہرا و سید سندی   امام قاسمِ حمزہؓ . علی رضا مہدیؒ

سلام سید جعفرؒ و بومحمدؒ اک   علی عسکریؒ بوالقاسم مہِ افلاک

سلام سید محروقؒ و سید اشرفؒ   امیر کشورِ دیں یادگارِ شاہِ نجف

سلام سیدِ سادات شاہِ عزّ الدینؒ   جناب حضرتِ مخدوم دین اعلیٰ الدینؒ

سلام حضرت مخدوم سید عبدالاحدؒ   حضور سید واحدؒ عمر جناں آباد

سلام سید زین العبادؒ و قطبِ زماں   فروغِ بزمِ سیادت امام اہلِ اماں

سلام شاہِ عمر نورؒ ہادی و رہبر   جناب شیدا الاحدؒ گدا بر در

Scanned with CamScanner

سلام سید احمد و شاہ کرم اللہ   جناب میر سلامت علیؒ شہ ذیجاہ
سلام سید قرباں علیؒ شہ ذیشاں   بہارِ گلشنِ کونین و فخرِ کون و مکاں
سلام مرشدِ کونین و ہادیٔ دوراں
حضور حاجی وارثؒ علی امامِ زماں

مقطع فقیرِ مصنف

سلام بیدمؔ خستہ قبول ہو جائے   اثر بیاں میں طفیلِ رسول ہو جائے

شجرۂ عالیہ قادریہؒ رزاقیہؒ وارثیہؒ

الٰہی سرورِ عالم شہ ابرار کا صدقہ   شہنشاہِ مدینہ احمد مختار کا صدقہ
الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما   علیؓ مشکلکشا و حیدرِ کرار کا صدقہ
الٰہی راہِ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھکو   حسینؓ ابنِ علی سر چشمۂ اسرار کا صدقہ
دو لٹے دردِ فرقت مانگتا ہوں ہاتھ پھیلائے   عطا فرما الٰہی عابدؒ بیمار کا صدقہ
الٰہی باقرؒ و جعفرؒ کی مے خیرات تو مجھ کو   امامِ کاظمؒ و موسیٰ رضا سردار کا صدقہ
تصدق خواجہ معروف کرخیؒ سر سقطیؒ کا   جنیدؒ و شبلیؒ عبد الواحدِ ابرار کا صدقہ
طفیلِ حضرتِ بو الفرح طرطوسی مجھے دینا   علیؒ و بو الحسنؒ مستِ مۓ اسرار کا صدقہ
الٰہی بو سعید پیرِ پیراں شیخ لاثانی   مہ برجِ طریقت مطلعِ انوار کا صدقہ

محی الدین شیخ عبدالقادرِ شاہِ جیلانی — جنابِ غوثؓ کے گلگونِ رخسار کا صدقہ

شہنشاہِ طریقت عبدالرزاقِؒ گدا پرور — شہِ سید محمد سرورِ سردار کا صدقہ

الٰہی سید احمدؒ اور شہ سید علیؒ عارف — جنابِ شاہِ موسیٰؒ قادری سرکار کا صدقہ

شہِ سید حسنؒ اور شیخ ابوالعباسؒ کی خاطر — بہاؤالدینؒ قیم بادۂ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سید محمد قادری یارب — مجھے دینا جلالِ قادری سرکار کا صدقہ

شہِ میراں فریدِ بھکر ابراہیمؒ ملتانی — اور ابراہیم بھکر مخزنِ انوار کا صدقہ

سراپا رحمتِ حق حضرتِ شاہِ امان اللہؒ — حسینؒ حق نما محوِ جمالِ یار کا صدقہ

شہِ عرش آشیاں شاہِ ہدایت منبعِ عرفاں — محبِ حق حبیبِ احمدِ مختار کا صدقہ

جو آنکھیں ہیں تو ان آنکھوں کو عطا کر لطفِ نظارہ — شہ عبدالصمد کے دیدۂ بیدار کا صدقہ

دیا ہے دل تو دل میں درد دے اور درد میں لذت — شہِ رزاقؒ کی شیرینیٔ گفتار کا صدقہ

رگِ گل بستانِ نبیؐ شہزادہ سید اسمٰعیل رزاقیؒ — جنابِ شاہ کرم اللہؒ گوہرِ شہوار کا صدقہ

نجات اللہ و حضرت حاجی خادم علیؒ کامل — امیرِ لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ

امام الاولیا ابنِ علیؒ لختِ دلِ زہراؓ — مرے والی مرے وارثؒ مرے سرکار کا صدقہ

گدائے عشق کو بھر دے مرادِ من مرادوں سے — انہیں کی چشمِ مست و گیسوئے خمدار کا صدقہ

زکوٰۃِ خوبیٔ نقش و نگارِ روضۂ انور — ملے ایوانِ وارثؒ کے در و دیوار کا صدقہ

جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا — اُسی وارثؒ کے دربارِ گہربار کا صدقہ

عطا کر اپنے بیدمؔ کو شرابِ معرفت ساقی
تصدق میکدے کا اپنے ہر میخوار کا صدقہ

شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی مجھکو سرکارِ رسالت کی محبت دے
علیؓ مشکلکشا شاہِ ولایت کی محبت دے

الٰہی اہلبیتِ مصطفےٰ کا عشق دے مجھکو
حسنؒ بصریؒ و واحدؒ کنزِ وحدت کی محبت دے

فضیلؒ اور خواجہ ابراہیمؒ ادہم کا فدائی کر
سدید الدینؒ حذیفہؒ غوثِ ملت کی محبت دے

امین الدینؒ ہبیرہؒ شیخ بصریؒ عارفِ کامل
جنابِ فیض بخش وکانِ شفقت کی محبت دے

خدیوِ چشتیوں خواجہ ابو اسحاقؒ کا صدقہ
ابی احمدؒ ولی خضرِ ہدایت کی محبت دے

طفیلِ خواجۂ ناصرؒ محمدؒ صاحبِ نصرت
ابو یوسفؒ نسیمِ باغِ وحدت کی محبت دے

الٰہی قطبِ دیںؒ مودودؒ یوسف کے تصدق میں
مجھے تو پیرانِ طریقت کی محبت دے

شریفؒ زندنی و خواجہ عثمانؒ ہارونی
امام و رہبرِ شرع و طریقت کی محبت دے

امامِ چشتیاں خواجہ معین الدینؒ اجمیری
ولیٔ ہند سلطانِ طریقت کی محبت دے

بنا دیوانہ مجھکو قطبِ دیںؒ بختیار کاکی کا
حواس و ہوش لے اور حضرت کی محبت دے

فرید الدینؒ گنجِ شکرؒ کا ذوق دے مجھکو
نظامؒ الحق نظام الدینؒ و ملت کی محبت دے

Scanned with CamScanner

نصیر الدینؒ چراغِ دہلوی سے لَو لگا میری
کمال الدینؒ سراج الدینؒ کی تبشیر کی محبت دے

علیم الدینؒ اور محمودؒ راجنؒ کا تعلق دے
جمال اللہؒ کے نورِ بصیرت کی محبت دے

شہِ محمودؒ اور خواجہ محمدؒ خواجہ یحییٰؒ
کلیم اللہؒ خورشیدِ حقیقت کی محبت دے

نظام الدینؒ فخر الدینؒ قطب الدینؒ جمال الدینؒ
عباد اللہؒ کے اندازِ طاعت کی محبت دے

مجھے شیدا بنا شاہِ بلندؒ امیوی کا
شہِ خادم علیؒ مہرِ سیادت کی محبت دے

نبی کے لال اور مولا علی کے لاڈلے وارثؒ
بہارِ گلشنِ خاتونِ جنت کی محبت دے

دوائے دردِ دل دے دردمندانِ محبت کو
دلِ بیدمؔ کو یارب دردِ الفت کی محبت دے

تمام شد

قطعہ عبدالرشید خاں قمرؔ

صوفی و صافی "عارف باللہ"
شاعرِ نغز گوئے حق آگاہ
"نور العین" اے قمرؔ بقولِ نوح
"شاہ کارِ دماغ بیدم شاہ"

قطعات تاریخ

قطعۂ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین امیر مینائیؒ

دیوانِ پُربہار کے ہر تازہ شعر میں — معنیٔ آبدار کی اک کائنات ہے
اس جانفزا کلام کی تاریخ لکھ جلیلؔ — بیدمؔ کا یہ سخن نہیں آبِ حیات ہے
۱۳۵۲ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب از ناخدائے سخن نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی

نوح دیوان شاہ بیدمؔ کا — آنے والا ہو جلوہ بیش نگاہ
سال ترتیب عیسوی میں لکھو — شاہ کا یہ دماغ بیدمؔ شاہ
۱۹۳۲ء

قطعۂ تاریخ از سرآمدِ شعرائے پنجاب پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھری

بیدم بحق لسانِ طریقت بعالم است — صوفی صافی است و سخن سنجِ حق پرست
شستہ بآبِ زمزم و کوثر زبانِ اوست — زاں دلپذیرِ اہلِ حقیقت بیانِ اوست
دیوانِ خویش راچو بفرمود مشتہر — منت نہاد بر ہمہ شعرائے نکتہ ور
مخمورِ ذوق از کلماتش جہان شدہ — ہر اہلِ شوق مشتریٔ او بجان شدہ
تاریخِ طبعِ عیسویِ او چو خواستم
زد - ساغرِ حقیقت بیدم - اثر رقم

دیگر

بیدمؔ وارثی کہ کلماتش — ذوق انگیزِ اہلِ معنی ہست
چوں مرتب نمود نور العین — جمع اربابِ شوق شُد سرمست
جملہ اشعار روح پرورِ او — یاد بدہد ز زمزماتِ الست
عیسوی سالِ طبع او جستم — گفتِ ہاتف عندلیبِ روحی ہست
۱۹۳۵ء

عندلیبِ گلستانِ فصاحت جناب مولوی سید محمد علی صاحب آذرؔ
بستی غزاں جالندھر شہر تلمیذ حضرتِ نوح ناروی

چھپا جب نسخۂ عرفانِ بیدمؔ — ہوئے عارف سبھی مستانِ بیدمؔ
لکھی آذرؔ نے تاریخِ طباعت — چراغِ عرشِ دل دیوانِ بیدمؔ
۱۹۳۵ء

قطعہ تاریخ فصیح العصر جناب مولوی محمد فراز خاں صاحب سرورؔ
رئیس بستی غزاں جالندھر شاگرد حضرت جگر وارثی بیوانی

حضرت بیدمؔ کا شائع ہوگیا تازہ کلام — کھل گئے ہیں اب تو اسرارِ معانی دیکھیے
لکھدے تو سرورؔ اگر ہو فکر سالِ انطباع — کیا شگفتہ ہو یہ گلزارِ معانی دیکھیے
۱۳۵۴

سخنورِ سحر بیان جناب مولوی محمد کبیر خاں صاحب ساحرؔ رئیس بستی غزاں جالندھر

چھپا بیدمؔ خوش بیاں کا جو دیواں — دوبالا ہوگئی اور شانِ فصاحت
رسا طبع کا سال ہجری میں لکھدو — کہ ہیں شعر بیدمؔ کے جانِ فصاحت
۱۳۵۵ھ

ولہ

چھپ گیا حضرت بیدم کا کلام　　آگیا دَور میں جامِ ...
یہ دعا اور ہے تاریخ رسا　　پائے شہرت یہ کلام ...
۱۳۵۴ھ

قطعہ تاریخ از شاعرِ نغز گفتار جناب مولوی احمد حسن صاحب زار کلودھیا...

مرحبا شیرینی اشعار بیدم وارثی　　آجکل ہے گرمیٔ بازارِ ...
بچہ بچہ انکی غزلیں گا رہا ہے شوق سے　　جسکو دیکھو ہے وہی سرشار ...
زاہدانِ خشک کیا سمجھیں گے انکے رنگ کو　　اہلِ دل ہی ہیں محرمِ اسرار ...
حضرتِ عاقل[1] نے یہ مژدہ سنایا ہو ہمیں　　چھپ گیا دیوانِ گوہر بار ...
مصرعِ تاریخ میں دادِ سخن ہاتف نے دی　　زار لکھدو - واہ وا اشعار ...
۱۳۵۴ھ

ولہ

واللہ کلام بیدم بھی ہے آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین
کرلیں جو مائل ورائی تا حشر نہ ہو پھر ...
تھا سالِ طباعت ہجری میں در کار مجھے ہاتف نے کہا
اے زار یہ مصحف بیدم ہو ارباب سخن کا ...
...۵۴

تمام شد

---

[1] حضرت عاقل شاہ وارثی مدظلہٗ

مطبوعہ ... ہندوستان ... پریس ...